ماہِ فروزاں



حضور خواجہ عالم

خواجہ محمد صادق صدیقی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

کے احوال و آثار کا تذکرہ

ترتیب و تدوین

محمد عابد نعمان شامی

ابرشیم انٹرنیشنل فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہِ فروزاں

حضور خواجہ عالم
خواجہ محمد صادقِ صدیقی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

کے احوال و آثار کا تذکرہ

ترتیب و تدوین
محمد عابد نعمان شامی

ابریشم انٹرنیشنل، فیصل آباد

انتساب

سنگیانِ طریقت

محمد عبدالقدیر صاحب اور حافظ برکت حسین صاحب

کی محبتوں کے نام

عن أسماء رضى الله عنها أنها سمعتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم يقول: "ألا أنبئكم بخيار كم"؟

قالوا: بلى يا رسول الله! قال: "خيار كم الذين اذا رء وا ذكر الله"

(رواه ابن ماجه و مسند امام احمد. صححه البانى)

حضرت اسماء روایت کرتی ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کیا میں تمہیں اللہ کے نیک بندوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ!۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ کے نیک بندے وہ ہوتے ہیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔



نام کتاب	ماہِ فروزاں
ترتیب	حافظ محمد عابد نعمان شامی
ایڈیشن	اول، نومبر ۲۰۱۴ء
کمپوزنگ	حسن بیگ
پرنٹنگ	ابریشم پرنٹرز ثمین انٹرنیشنل پرنٹنگ پریس فیصل آباد
ناشر	ابریشم انٹرنیشنل، B,43 گلبرگ فیصل آباد +92412635509 +923007615509
تعداد	۱۱۰۰
قیمت	

☆☆☆☆☆

مقدمہ

شام کا وقت تھا، سورج بحرِ وسیط میں ٹھنڈا ہو رہا تھا، نماز مغرب کے بعد میں خواجہ عالم، خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر کھڑا تھا، حجرہ مبارکہ سے کسی نے آواز دی، ' آجایئے! دل اس سعادت پر اللہ کے حضور سربسجود ہوگیا کہ اس صالح بندے کی زیارت کا شرف حاصل ہو رہا ہے جس کی ساری زندگی بندگی میں گزری اور جس کا قول وعمل سنت مصطفیٰ اور اتباع صالحین کا نمونہ تھا۔

حجرے میں داخل ہوا، اندر ایک تسبیح، دلائل الخیرات اور بان کی بنی چارپائی پر وہ مردِ مومن، یوں محسوس ہوا کہ وہاں کا ذرہ ذرہ اللہ ہو، اللہ ہو کے صداؤں سے لبریز ہے۔ دنیا کے ہر جاہ ومنصب، نمود ونمائش سے بے نیاز وہ مردِ مجاہد مسکرایا اور اپنا سینہ کھول دیا۔

ع کہے تو کہ دریا تھا ایک نور کا

دست بوسی کی، فرمایا " چھوٹی عمر میں عینک لگ گئی، قرآن شریف حفظ فرما رہے ہو؟ جی جناب! میں نے نظریں جھکا کر عرض کیا، "مکمل ہوگیا" آپ نے دریافت فرمایا، جی جناب جی، آپ کی نظرِ فیض سے، دعا فرمائیں، اللہ پاک کرم اور فضل فرمائے!

باوجود علم وفضل، زہد وتقویٰ اور اسرارِ الٰہیہ سے واقفیت کے، خواجہ صاحب کی آنکھوں میں نمی آگئی فرمایا " حافظ جی! تساں دعا کرو! اسانوں تے اپنی عاقبت دا خوف رہندا اے، دعا کرو اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان تے فرمائے!

یہ میری خواجہ عالم خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی اور آخری ملاقات تھی جس کے اثرات وکیفیات آج پندرہ برس گزرنے کے باوجود بشدت محسوس کرتا ہوں۔ اس کتاب کا اولین محرک یہی ملاقات بنی۔

اس کتاب کی ترتیب وتدوین کا مقصد یہ ہے کہ دور حاضر ملت اسلامیہ کی رسوائی اور زوال کا دور گردانہ جا رہا ہے۔ حقائق سے چشم پوشی نہ کی جائے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ درحقیقت یہ زوال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت اور بندگان خدا سے نسبت کی کمی کے سبب سے ہے۔ ہمارا رشتہ خدائے لم یزل اور اس کے رسول ﷺ سے نہ صرف کمزور پڑ گیا ہے بلکہ کٹا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ذلت ہمارا مقدر بن گئی اور ہم دنیا میں یتیم کے آنسوؤں کی طرح بے توقیر ہو گئے۔ اگر کچھ بھرم ہے تو فقط اللہ تعالیٰ کا کرم ہے یا ان صالح ہستیوں کے صدقے سے ہے جو بارگاہ ایزدی سے اس کے محبوب ﷺ کا واسطہ دے کر راتوں کو امتِ مصطفیٰ ﷺ کی کوتاہیوں کی معافی مانگنے کیلئے گریہ کناں رہتے ہیں۔

یہ ہستیاں صوفیاء کے نام سے جانی جاتی ہیں۔ ملت اسلامیہ کے عروج کے زمانے پر نظر دوڑائیں تو صوفیاء ہی نظر آتے ہیں جنہوں نے اپنی تمام تر توانائیاں اور وسائل کو اصلاحِ معاشرہ کیلئے صرف کیا۔ اپنی پوری زندگی اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی رضا اور فروغ عشق مصطفیٰ ﷺ کیلئے وقف کیں۔ ان کوششوں کی بدولت پوری دنیا میں اسلام کی شمع روشن ہوئی۔ ان بندگان خدا نے رضائے الٰہی کو اپنا مقصود، عشق رسول ﷺ کو اپنا حصول، قرآن وسنت کو اپنا دستور، صحبت صالحین کو اپنا اصول اور خدمت خلق کو اپنا منشور بنایا۔ یہی ان کا کسب تھا جو انہیں دین ودنیا میں سرخرو کر گیا اور صدیاں گزر جانے کے باوجود بھی ان کے نام اور کام زندہ ہیں۔ انہیں ہستیوں میں سے ایک ہستی خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

ہمارے خاندان پر خواجہ صاحب کا خصوصی روحانی فیضان ہے۔ کیونکہ ہمارے

خاندان کی عظیم روحانی شخصیت، میرے جد امجد فقیہ عصر، بقیۃ السلف قبلہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ، قبلہ حضرت صاحب کے تربیت یافتہ اور فیض یافتہ خلفاء میں سے ہیں۔ میری تعلیم وتربیت میں ان دو ہستیوں کا فیضان شامل ہے۔ ذاتی طور پر بندہ مذکورہ بالا درویشانِ حق سے متاثر ہے۔ اسی اثر انگیزی کا نتیجہ ہے کہ بندہ نے قبلہ مفتی محمد امین صاحب کی سوانح حیات پر ایک کتاب بنام 'ابریشم' تصنیف کی جبکہ یہ کتاب اس سلسلے کی دوسری کڑی ہے جو ماہِ فروزاں کے نام سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس کتاب میں بیانیہ اور مشاہداتی طرز تحقیق اپنایا گیا ہے۔ مجموعی طور پر اس کتاب میں تصوف کی ضرورت واہمیت، تصوف پر اعتراضات، سلسلہ نقشبندیہ اور بانیء سلسلہ کا تعارف، صدیقی خاندان کی برصغیر آمد، خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال وآثار، آپ کا اسلوب ومنہج دعوت وتبلیغ، مساجد ومدارس کی تعمیر روزمرہ مسائل میں سلطانی طرز عمل، آپ کا کسب معاش، خلفاء کی تعداد، اولاد امجاد جبکہ مشائخ عظام کے تاثرات بھی قلم بند کیے گئے ہیں۔

اس مبارک کام کے اول سے آخر تک مشفق ومحترم عبدالقدیر صاحب اور حافظ برکت حسین صاحب نے پرخلوص وبے ریا تعاون کیا۔ میرا دل ان سنگیوں کے لیے شکرگزار ہے۔

محمد عابد نعمان

۲۰۱۴-۱۱-۱۷

بروز سوموار

موضوع کی ضرورت

دین کی دو جہتیں ہیں۔ ظاہری اور باطنی، اس باطن کو ہی تصوف کا نام دیا جاتا ہے۔ جس میں تزکیہ نفس کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کی اہمیت وفضیلت سے انکار ممکن نہیں۔ اور یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ بعض عاقبت نا اندیش لوگ تصوف کے نام پر لوگوں کو ورغلانے اور اسکا روشن چہرہ داغدار کرنے کی ناپاک جسارت کرتے رہے اور کر رہے ہیں۔ ایسے عالم میں ہماری ذمہ داری ہے کہ سچے، مخلص اور متمسک بالدین صلحاء کا ذکر اور ان کی تبلیغ کا طریقہ کار عوام وخواص کو بتایا جائے تا کہ حقیقی تصوف اور اسلامی تعلیمات سے آگاہی ہو اور دین کا خوشنما چہرہ اور واضح ہو کر سامنے آجائے۔

خواجہ محمد صادق صدیقی کا طریقہ تبلیغ حکیمانہ تھا۔ آپ نے جہاں عوام الناس کی علمی، روحانی تربیت کی وہاں پردہ نشین عورتوں کی بھی تربیت کا اہتمام کیا اور ایک خاموش علمی، روحانی تحریک کے ذریعے ناختم ہونے والے نقوش لوگوں کے دل ودماغ پر ثبت کیے۔ ۳۰۰ کے قریب مساجد، جناب مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی طرز پر ہزاروں مکتوبات، درجنوں خانقاہیں، بیسیوں مدارس، غیر فرقہ وارانہ روش، اتحاد بین المسلمین کیلئے عملی کوشش اور منہج نبوی ﷺ پر خانقاہی نظام کی خاموش تربیت اس کا بین ثبوت ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ: (Literature Review)

اس سے پہلے خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات پر بیاض فیض میں حاجی فیض عالم نقشبندی صاحب نے آپ کے حالات زندگی لکھے۔ پروفیسر اکبر داد صاحب نے نہایت جاں فشانی سے قبلہ حضرت صاحب کے مکتوبات اور خانقاہ کے باہر لکھے جانے والے ملفوظات اور فرمودات کو جمع کیا جو کہ مکاتیب الفردوس اور البلاغ المبین کے نام سے طبع ہوئے۔ علماء ومشائخ کو ارسال کئے گئے مکاتیب مختلف افراد اور سنگیانِ طریقت کے پاس موجود ہیں۔ مولانا بقاء محمد قریشی نقشبندی صاحب نے تحفہ سلطانیہ کے نام سے ایک کتاب ترتیب دی ہے۔ اسرار الاولیاء میں ڈاکٹر عبدالعزیز قریشی صاحب نے آپ کے خاندان کے حالات اور آپ کی خدمات کا اجمالاً ذکر کیا ہے۔ محمد اعجاز قادری صاحب نے آپ کی دینی وملی خدمات پر مقالہ تحریر کیا ہے۔ مفتی علیم الدین صاحب نے آفتابِ مشائخ، خانقاہِ نورِ ہدایت، ارمغانِ طریقت اور تذکرۂ جاناں کے نام سے کتب مرتب کیں ہیں۔

ایک کتاب ''قاضی فتح اللہ شطاری'' کے عنوان سے بھی مفتی علیم الدین نقشبندی مجددی صاحب نے قبلہ حضرت صاحب کی ایما پر ترتیب دی ہے۔

تصوف کا مفہوم و آغاز

اشتقاق:

صوفی اور تصوف کے لغوی اشتقاق کے بارے محققین کے یہاں ہر دور میں اختلاف رہا ہے۔قرآن اور صحاح ستہ میں یہ لفظ موجود نہیں ہے۔عربی زبان کی قدیم لغات نیز جاہلی ادب کا وسیع ذخیرہ اس سے خالی ہے۔یہی وجہ ہے کہ علمائے تصوف اس کی اصل کے متعلق مختلف الرائے ہیں۔عہد جاہلیت میں صوفی کی اصل تلاش کرنے کی پہلی کوشش حافظ محمد بن طاہر المقدسی (۴۴۸-۵۰۷ھ) کی بیان کردہ ایک روایت میں کی گئی ہے۔ان کے بیان کے مطابق کوفہ کے ایک محدث ولید بن قاسم (م ۸۳ھ) سے صوفی کی نسبت کے بارے سوال کیا گیا۔توانہوں نے جواب دیا

قوم فی الجاهلية يقال لهم صوفه انقطعوا الی الله عزوجل و قطنو االكعبة فن تشبه بهم فهم الصوفيه.

جاہلیت میں صوفہ کے نام سے ایک قوم تھی جو اللہ تعالیٰ کے لیے یکسو ہوئی اور جس نے کعبہ کی خدمت کیلئے خود کو وقف کیا تھا۔تو جن لوگوں نے ان سے مشابہت اختیار کی وہ صوفیہ کہلائے۔

(المقدسی، محمد بن طاہر، صفوۃ التصوف، تعلیق احمد شرباصی، دار التالیف، مصر)

تصوف کی لغوی تحقیق:

''تصوف'' کے بارے اختلاف ہے کہ یہ لفظ دراصل کس لفظ سے ماخوذ ہے۔بعض نے کہا کہ لفظ ''تصوف'' صَفَاءَ سے بنا ہے۔جس کا مطلب ہے صفائی اور اُجلا

ہونا۔جس طرح کہ الیسوعی نے لکھا:

صَفَا يَصْفُو صَفْوًا و صَفَاءً و صُفُوًّا

صاف ہونا

(الیسوعی، لوئس معلوف: المنجد، مترجم: خان یوسفی، (کراچی: دارالاشاعت)، ۱۹۹۴ء،)

مزید لکھا ہے:

صَفَّى تَصْفِيَةً الشیَ

کسی چیز کو عمدہ اور صاف کرنا۔

(ایضاً)

لفظ تصوف کی اصل کے بارے دوسرا اقول یہ ہے کہ یہ لفظ ''الصَفْو'' سے ماخوذ ہے۔جو کہ مصدر ہے۔

اس بارے المنجد میں ہے:

الصَّفْو و الْصفوَ ةُ و الصِفْوَةُ وَ الصَّفْوَ ةَ مِنْ كُلِّ شَیءٍ

یعنی خالص اور عمدہ چیز

(ایضاً)

تصوف کی لغوی تحقیق کے بارے ایک قول یہ ہے کہ یہ لفظ ''صَفّ'' سے بنا ہے اس بارے ابوالقاسم القشیری نے کہا:

انه مشتق من الصف فكانها في الصف الاول بقلوبهم من حيث المحاضرة من الله تعالیٰ.

کہ یہ صف سے مشتق ہے گویا کہ صوفیاء کے دل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کے اعتبار

سے پہلی صف میں ہوتے ہیں۔

(القشیری، عبدالکریم ھوازن، ابوالقاسم، رسالہ القشیریہ مع حاشیۃ العروسی،
(دمشق: جامع الدرویشیہ)، س ن، ۴/۳)

امام ابوالقاسم قشیری کا اپنا نقطہ نظر یہ ہے کہ:

"ولكن اللغة لا تقتضى هذه النسبة الى الصف."

لغت کے اعتبار سے اس کا اسم صوفی نہیں آتا۔

(ایضاً)

تو مطلب یہ ہے کہ یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ تصوف ''صف'' سے ماخوذ ہے کیونکہ اس طرح اس کا اسم صَفِیٌّ بنتا ہے بجائے صوفی بننے کے۔

تصوف کی لغوی بحث میں ایک قول یہ ہے کہ یہ لفظ ''صُفـــہ'' سے بنا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم مسجد نبوی میں ایک چبوترے میں رہ کر تعلیم پاتے تھے اور تزکیہ نفس کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ لیکن اگر اسی پر اعتماد کیا جائے تو اس کا اسم بھی صوفی نہیں ہوتا بلکہ اس کا اسم ''صُفِی'' بنتا ہے۔ لہٰذا یہ بھی صحیح معلوم نہیں ہوتا۔

تصوف کی لغوی تعریف کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ یہ لفظ ''صُوف'' سے بنا ہے۔ صوف اُون کو کہا جاتا ہے۔ دوسرے اقوال سے بہتر قول صُوف والا معلوم ہوتا ہے۔ اس بارے پروفیسر یوسف سلیم چشتی لکھتے ہیں:

''قول راجح جس پر اکثر صوفیہ کا اتفاق ہے کہ یہ لفظ ''صوف'' سے مشتق ہے، چونکہ اکثر صوفیہ، صوف (اُون) کا لباس پہنتے تھے۔ اس لئے لوگ انہیں صوفی کہنے لگے۔''

(یوسف سلیم چشتی، پروفیسر: تاریخ تصوف، (لاہور: دارالکتاب) صفحہ ۹۹)

تصوف کا معنٰی لُغت میں اسطرح ہے:

(۱) صوفیوں کا عقیدہ

(۲) علم معرفت

(۳) دل سے خواہشوں کو دُور کر کے خدا کی طرف دھیان لگانا

(۴) تزکیہ نفس کا طریقہ

(۵) پشمینہ پہننا

(فیروز الدین، الحاج، مولوی: فیروز اللغات، لاہور: فیروز سنز، س ن، تحت مادہ: تصوف)

المورد الوسیط میں ہے۔

''صُوف. شَعْرُ الْغَنَمِ Wool,Fleece

صوفی. من الصُّوف Woolen ,Fleecy ,Woolly,Wool

(البعلبکی، دروحی، البعلبکی، منیر: المورد الوسیط، بیروت، دارالعلم للملایین، ۱۹۹۶ء)

تصوف کے بارے ڈاکٹر غلام قادر لون نے لکھا:

''یہ صوفانہ یا صفوة الصفاء سے ماخوذ ہے''

(غلام قادر لون، ڈاکٹر: مطالعہ تصوف، لاہور، دوست ایسوسی ایٹس، ۲۰۰۰ء، ص ۲۷)

جناب حضرت گیسو دراز کے قول کے مطابق یہ لفظ صوفی دراصل صفوی تھا جو کثرت استعمال کی وجہ سے صوفی ہو گیا۔''

(محمد حسینی، سید: جوامع الکلم، مرتب: محمد اکبر حسینی، کراچی، نفیس اکیڈمی، ۱۹۸۵ء، ص ۲۸)

امام قشیری نے لفظ تصوف پر جو بحث کی ہے اس میں اس کا مادہ صُفّہ، صَفَا اور صفا ہونے کی کسی نہ کسی طرح تردید کی ہے۔

صوفی کی نسبت اصحاب صُفّہ سے نہ ہونے کے بارے ڈاکٹر امان اللہ نے لکھا:

''یہ نسبت صحیح نہیں ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی اپنے آپ کو ''صوفی'' نہیں کہلوایا۔''

(امان اللہ، ڈاکٹر، اسلام اور خانقاہی نظام، لاہور، دارالسلام، ۲۰۰۸ء، ص ۳۱)

درج بالا جتنے اقوال ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر یہ لفظ ''صَفَا'' سے مشتق ہو تو پھر اہل تصوف سے مراد وہ لوگ ہوں گے جو ظاہری و باطنی آلودگی سے اپنے آپ کو پاک اور صاف رکھنے کی کوشش کرتے رہے اور اس مقصد میں کامیاب بھی ہو گئے۔

اگر یہ لفظ ''صَفُو'' سے بنتا ہو تو پھر اس کا مطلب یہ ہونا چاہیے کہ اہل تصوف مخلص دوست ہیں اور ان کی نسبت میں خلوص ہے۔

اگر یہ ''صُفّہ'' سے ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ لوگ اخلاق مذمومہ ترک کر کے اپنے آپ کو اخلاق حسنہ سے مزین رکھتے ہیں۔

اگر یہ لفظ ''صف'' سے بنے تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ لوگ اعمال صالحہ کی بجا آوری میں صف اول میں ہوتے ہیں۔ اور قلبی حاضری سمیت اللہ کی محبت میں سرشار یہ جماعت اللہ اور اس کے محبوب رسول ﷺ کو راضی کرنے والے امور میں پیش پیش ہوتی ہے۔ اگر یہ لفظ ''صُوف'' بمعنی اُون سے بنتا ہو تو پھر یہ لوگ اکثر چونکہ اون کا لباس زیب تن کرتے تھے اس لئے انہیں اس نسبت سے صوفی کہا جانے لگا۔ تو اس ضمن میں چونکہ اونی لباس ہمارے پیارے نبی ﷺ سے پہننا ثابت ہے، تو اس حوالے سے جماعت صُوفیہ نے طریقہ مصطفیٰ ﷺ کی اتباع کی۔''

(محمد رمضان، تصوف میں خاندان شاہ ولی اللہ کی خدمات اسلوب و منہج کا جائزہ، مخزونہ: جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد)

حدیث پاک میں ہے:

عن ابی موسیٰ قال: کان رسول اللہ ﷺ یرکب الحمار ویلبس الصوف......

حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گدھے پر سواری فرمالیا کرتے تھے اور اُونی لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

(حاکم، محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۹۹۰ء، ۱۲۹/۱)

اسی طرح امام بخاری نے غزوات میں سے ایک غزوہ کے سفر کے دوران اس کے متعلق حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے:

''فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَ يَدَيْهِ وَ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوْف''

تو آپ نے اپنا چہرہ مبارک اور دونوں ہاتھ دھوئے اور آپ نے اُونی جبہ زیب تن فرمایا ہوا تھا۔

(بخاری، محمد بن اسماعیل: الجامع الصحیح، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، س ن، ۳۸۶/۲)

امام ابن ماجہ نے حضرت انس بن مالک سے روایت کیا:

''لَبِسَ رَسُوْلُ اللهِ الصُّوْفَ''

اللہ کے رسول ﷺ نے اونی لباس زیب تن فرمایا۔

(ابن ماجہ، محمد بن یزید، ابوعبداللہ، سنن ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب لباس رسول اللہ ﷺ، (رقم: ۳۵۴۶)

درج بالا احادیث مبارکہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ صوفیہ کا اُونی لباس پہننا اور صوفی لقب سے ملقب ہونا، اس کی اصل لباس مصطفیٰ ﷺ کا انداز اور طریقہ ہے۔

اگر چہ امام بخاری کی روایت کردہ حدیث مبارکہ جس باب کے تحت ہے یعنی

بابُ لُبسِ جُبَّةِ الصَّوْ فِ فِی الْغَزْ و

(بخاری، محمد بن اسماعیل: الجامع الصحیح، لاہور، مکتبہ رحمانیہ)

اس سے سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو غزوہ تبوک کے سفر سے متعلق آپ ﷺ کا عمل ہے۔ تو اس کا جواب دیگر احادیث طیبہ سے واضح ہو رہا ہے جیسا کہ امام حاکم کی روایت کردہ حدیث میں کـــان کے ساتھ فعل مضارع سے واضح ہے کہ یہ ماضی استمراری ہے اور ایک سے زائد بار کے معمول پر دلالت کر رہا ہے۔ تاہم اسی صوف سے مشابہ ایک لفظ ''سوف'' بھی تصوف کی اصل بتاتے ہیں۔''

(محمد رمضان، تصوف میں خاندان شاہ ولی اللہ کی خدمات اسلوب و منہج کا جائزہ، فیصل آباد)

''انسائیکلوپیڈیا آف امریکا کا فاضل نگار یوں لکھتا ہے:

Its name is derived from the Arabic word for Wool Stuf the material used by the early Muslims for their clothing.

(Encyclopedia of America,USA,1982,Vol:52, P:849)

تصوف عربی زبان کے لفظ صوف سے مشتق ہے۔ صوف ایک ایسی شئے (مادہ) ہے جو کہ شروع والے صوفی مسلمان بطور لباس استعمال کرتے تھے۔ صوف زاہدوں کا لباس ہے۔ اس رائے کو علامہ ابن خلدون

(ابن خلدون، عبدالرحمن، علامہ، مقدمہ، مصر: مطبع مصطفیٰ محمد، س ن، ۱/۴۶۷)

قاضی قیصر الاسلام،

(قیصر السلام، قاضی، فلسفے کے بنیادی مسائل، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۰ء، ص ۴۱۰)

غلام احمد پرویز،

(پرویز، غلام احمد، چودھری، تصوف کی حقیقت، لاہور: ادارہ طلوع اسلام، (۱۹۸۱ء، ص ۱۷))

منشی محبوب عالم،

(محبوب عالم منشی، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، (لاہور: الفیصل ناشران)، ۲۰۰۳ء، ص ۱۶۹)

ڈاکٹر نصیر احمد نصیر

(نصیر احمد ناصر، ڈاکٹر: اسلامی ثقافت، (لاہور: فیروز سنز) س ن، ص ۶۲۸)

اور ڈاکٹر زکی مبارک عبدالسلام نے صحیح قرار دیا ہے۔

(زکی مبارک عبدالسلام، ڈاکٹر: التصوف الاسلامی فی الادب والاخلاق، (مصر: دار الکتاب العربی)، ۱۳۷۳ھ، ۱/۵۶)

مستشرقین میں نکلسن

(Encyclopedia of britannica,(London),1929,vol:21 .P:522)

ایڈورڈ براؤن،

E..G. Brown,A Literary History of Persia.)
((London),1929,Vol:1,P:297

لوئی ماسینون

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۴/۴۱۸)

اور ٹرمنگھام کی یہی رائے ہے۔''

J.S. Trimingham, The Sufi Orders In Islam, Oxford)
(University Press,1973,P:1

(محمد رمضان، تصوف میں خاندان شاہ ولی اللہ کی خدمات اسلوب و منہج کا جائزہ'
(فیصل آباد)

تصوف کا اصطلاحی مفہوم

اصطلاحاً تصوف کی تعریف اور تفسیر کے بارے حضرات صوفیہ کے کلمات اور اقوال مختلف نظر آتے ہیں مگر ان کا خلاصہ اور حاصل ایک ہی ہے۔ مختلف صوفیہ کے اقوال ملاحظہ کیجئے۔

سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

''صوفی فُو عِل کے وزن پر ہے اور اس کو مصافات سے لیا ہے۔ جس کے معنی اس آدمی کے ہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے صاف کر لیا ہو۔''

(جیلانی عبدالقادر، سید: غنیۃ الطالبین، ترتیب جدید: عبدالمجید صدیقی، لاہور: المیزان، ۲۰۰۴ء، ص ۵۹۷)

مزید لکھا:

''تصوف یہ ہے کہ خدا کے ساتھ صدق دل سے معاملہ کرے اور لوگوں کے ساتھ نیک خلق ہو۔''

(ایضاً)

گویا کہ تصوف نیت کے صاف ہونے اور بندوں سے خوش خلقی سے پیش آنے کا نام ہے۔

اسلام میں حقوق کی دو اقسام ہیں:

☆......حقوق اللہ ☆......حقوق العباد

اللہ کی عبادت کرنے میں اخلاص ہونا اور بندگان خدا کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے۔ کہ ان سے خوش اخلاقی سے پیش آیا جائے، یہی تصوف ہے۔

حضرت علی بن عثمان الہجویری نے لکھا:

''حضرت مرتعش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ'' **التصوف حسن الخلق**'' تصوف نیک خصائل کا نام ہے۔

(الہجویری، علی بن عثمان: کشف المحجوب، مترجم: مفتی غلام معین الدین، لاہور، زاویہ پبلشرز، ۲۰۰۳ء)

جناب ابن تیمیہ نے لکھا:

''**عن ابی عمرو بن نجید عن التصوف: الصبر تحت الا مر و النھی**''

ابوعمرو بن نجید سے تصوف کا مفہوم یوں روایت ہے کہ امر او رنہی (کی بجا آوری) پر صبر کرنا۔

(ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم: الاستقامۃ، تحقیق: محمد رشاد سالم، مدینہ منورہ، جامعہ ابن سعد، ۱۴۵۳، ۲۵۰/۱)

جناب شبلی سے تصوف کے بارے سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا:

''**التصوف عندی، ترویح القلب بمر واح الصفاو تجلیل الخواطر با ردیۃ الو فاء و التخلق با لسخاء، والبشر فی اللقاء**''

یعنی میرے نزدیک تصوف قلب کا صاف ہونا، باطنی صفائی کے جھونکے سے، وساوس و خیالات سے پاک ہونا، وفا کی چادر اوڑھنا، سخاوت جیسے خلق سے متخلق ہونا، ملاقات میں کشادہ رُو ہونا۔

(خطیب بغدادی، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت: الزہد والرقائق، بیروت، دار البشائر الاسلامیہ، ۱۴۲۵ھ)

شبلی کے قول کے مطابق اخلاق حسنہ ہی تصوف ہے۔

سید الطائفہ جنید بغدادی نے تصوف کا مفہوم یوں بیان کیا:

''ھو ان تکون مع اللہ تعالیٰ بلا علاقۃ''

تصوف یہ ہے کہ تمہارا تعلق اللہ کے ساتھ ایسا ہو کہ ایسا کسی دوسرے کے ساتھ نہ ہو۔

(القشیری، رسالہ قشیریہ، ۶/۳)

رویم نے کہا:

''استر سال النفس مع اللہ تعالیٰ علی ما یریدہ''

تصوف یہ ہے کہ اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دینا، پھر وہ جو چاہے کرے

(ایضاً، ۵/۳)

جناب جنید بغدادی سے اس بارے ایک اور قول بھی منقول ہے:

''استعمال کل خلق سَنِی، وترک کل خلق دنی''

ہر اچھی بات پر عمل کرنا اور ہر گھٹیا اور بری عادت کو ترک کر دینا

(خطیب بغدادی: الزہد والرقائق، ۱/۷۷)

معروف کرخی نے کہا:

''الاخذ با لحقائق، و الیاس مما فی ایدی الخلائق''

حقائق پر عمل کرنا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے، اس سے ناامید ہونا تصوف ہے۔

(القشیری، رسالہ قشیریہ، ۶/۳)

ابو سہل صعلوکی نے کہا:

''التصوف: الاعراض عن الاعتراض'

(اللہ کے ہر فیصلے پر) اعتراض کرنے سے بچنے کا نام تصوف ہے۔

(ایضاً ۱۱/۳)

حجۃ الاسلام امام غزالی نے فرمایا:

''فھو عبارۃ عن تجرد القلب للہ تعالیٰ و استحقار ما سوی اللہ ، وحاصلہ یرجع الیٰ عمل القلب و الجوارح.

تصوف اللہ تعالیٰ کیلئے دل کو خالی کرنا اور اللہ تعالیٰ کے ماسویٰ کو (دل میں) جگہ نہ دینے سے عبارت ہے، اور اس کا حاصل دل اور باقی تمام اعضاء کا عمل کی طرف پلٹنا ہے۔

(الغزالی، محمد بن محمد، ابوحامد، امام: احیاء العلوم الدین، بیروت، دار المعرفۃ، س ن، ۲/۲۵۰)

سید محمد ذوقی شاہ کا کہنا ہے:

''یہ ایک سائنس یا آرٹس ہے جس کے ذریعے انسان کی روحانی صلاحیتوں کی نشوونما ہوتی ہے اور حق تعالیٰ کی ذات وصفات وافعال کے حقائق و رموز تک رسائی ہوتی ہے۔''

(محمد ذوقی شاہ، سید، حقیقت تصوف، لاہور، الکتاب، ۱۹۷۸، ص ۱۵)

تصوف باطن کو منور کر دینے والا ہتھیار ہے۔ اس بارے خواجہ امام بخش مہاروی کا موقف ملاحظہ فرمایئے:

''تصوف سے صفائے قلب کی شعاعیں اعضائے جوارح کے اعمال میں منعکس ہوتی ہیں۔ اور انسان کے ظاہر و باطن کو نورانیت عطا ہوتی ہے''

(مہاروی، امام بخش، خواجہ، مخزن چشت، فیصل آباد، چشتیہ اکیڈمی، ۱۹۸۷، ص ۲۱)

اس کے ماخذات کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو نثار احمد فاروقی یوں بیان کرتے ہیں:

''تصوف کا دوسرا ماخذ احادیث رسول ﷺ ہیں۔''

(فاروقی، نثار احمد، پروفیسر، نقد ملفوظات، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۸۹، ص ۱۹۶)

اہل تصوف کے بارے ہی تو ڈاکٹر محمد اقبال نے فرمایا:

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں، اپنی آستینوں میں

(محمد اقبال، ڈاکٹر، علامہ: بانگ درا، مشمولہ: کلیات اقبال، (لاہور، اقبال اکادمی)، ۲۰۰۵ء، ص ۱۱۴)

علامہ محمد اقبال نے ضرب کلیم میں ایک نظم کا نام "تصوف" رکھا"

(تصوف میں خاندان شاہ ولی اللہ کی خدمات اسلوب و منہج کا جائزہ)

ڈاکٹر محمد اقبال نے اپنی تصوف کے تحت درج ذیل اشعار کہے:

یہ حکمت ملکوتی، یہ علم لاہوتی
حرم کے درد کا درماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ ذکر نیم شبی یہ مراقبے، یہ سرور
تری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ عقل، جو مہ پروین کا کھیلتی ہے شکار
شریک شورش پنہاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

(محمد اقبال، ڈاکٹر، علامہ: ضرب کلیم (تصوف)، (لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز)، طبع بست وسو
۱۹۸۶ء، ص ۳۴)

☆☆☆☆☆

تصوف کی حقیقت واہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں

تصوف کے اصلاحی مفہوم کی روشنی میں جوصوفیہ کا مدعا نظر آتا ہے، وہ عقائد و اعمال کی اصلاح ،تقویٰ،صداقت نیت،اخلاص اور یادِ الٰہی جیسے دیگر اخلاقِ فاضلہ ہیں۔اصلاح اعمال واحوال پر قرآن حکیم نے بہت زور دیا ہے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ تصوف کی حقیقت قرآن مجید میں پائی جاتی ہے۔جیسا کہ مشہور صوفیہ میں سے جناب ابوحفص نے کہا:

"من لم یزن افعاله و احواله فی کل وقت بالکتاب و السنة و لم یتهم خواطره فلا یعد فی دیوان الرجال"

جو شخص ہر وقت اپنے افعال واحوال کا قرآن وسنت کے ساتھ وزن نہیں کرتا......تو اس کا نام مردوں (اولیاء) کے رجسٹر میں شمار نہیں کیا جاتا۔

(ابن القیم، محمد بن ابی بکر الجوزیہ: مدارج السالکین بین منازل ایاک نعبد وایاک نستعین، (بیروت، دار الکتاب العربی)، ۱۹۷۳ء، ۲/۱۰۰)

متذکرہ بالا قول سے واضح ہوتا ہے کہ صوفی کیلئے قرآن وسنت ہی اصل منشور ہے۔اس بارے قرآن حکیم میں درج ذیل آیات بینات ہیں:

"هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم ایته و یزکیهم و یعلمهم الکتاب و الحکمة و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین"

وہی اللہ جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیات تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

(الجمعۃ ۶۲:۲)

درج بالا آیت میں "ویزکیھم" کلمہ سے صوفیاء، تزکیہ نفس مراد لیتے ہیں اور

زہد وریاضت کا مقصود یہی بتاتے ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا"

یقیناً فلاح پا گیا جس نے (اپنے) نفس کو پاک کرلیا۔

(الشمس ۹:۹۱)

اس بارے پیر کرم شاہ الازہری کہتے ہیں:

"جو شخص خود کو گناہوں سے پاک رکھتا ہے، اپنے آپ کو اخلاق حسنہ سے آراستہ کرتا ہے، اس کی فطرت سلیمہ نشو ونما پاتی ہے اس کی قوت ودانائی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔"

(الازہری، محمد کرم شاہ: ضیاء القرآن، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۴۰۰ھ، ۵/۵۷۳)

اس سے معلوم ہوا کہ تزکیہ، دراصل اخلاق حسنہ سے مزین ہونے کا نام ہے اور یہی تصوف ہے جس کی حقیقت کلام خداوندی میں عیاں ہے:

"قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى"

بے شک اس نے فلاح پائی جس نے اپنے آپ کو پاک کیا۔

(الاعلیٰ ۸۷:۱۴)

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

"واذکر اسم ربک و تبتل الیه تبتیلا رب المشرق و المغرب لا اله الا هو فا تخذه و کیلا"

اور ذکر کیا کرو اپنے رب کے نام کا اور سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو۔ مالک ہے شرق و غرب کا، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو بنائے رکھے اسی کو اپنا کارساز۔

(المزمل)

'تبتل' کے بارے علامہ آلوسی نے کہا:

"انقطع الیه تعالیٰ با لعبادۃ و جرد نفسک عما سواہ عزوجل و استغر ق فی مراقبته سبحا نه"

ہر طرف سے تعلق توڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جا اور اپنے نفس کو ماسوا کے خیال سے پاک کردے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کے مراقبہ میں مستغرق ہو جا۔

(الآلوسی، محمود بن عبداللہ، شہاب الدین: روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن، ۱۶/۳۷۸)

ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"(و تبتل الیه تبتیلاً) اخلص لله اخلاصا فی صلاتک و دعائک و عبادتک"

تبتل سے مراد ہے کہ اپنی نماز، دعا اور عبادت اللہ کیلئے ہی خالص طور پر کر۔

(ابن عباس، عبداللہ، سیدنا: تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، کراچی، قدیمی کتب خانہ)

اہل تصوف کے اشغال واحوال میں جہاں وہ متعدد آیات قرآنیہ سے دلیل پکڑتے ہیں، وہ آیات بینات کثیر تعداد میں ہیں۔ ان چند آیات پر اکتفا کیا ہے اور علامہ آلوسی کی تفسیر سے جو اقتباس پیش کیا گیا، اس میں صوفیہ کے اکثر اشغال کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر عبادت ربانی میں مشغولی، ہر طرف سے تعلق توڑنا، خیالات کی پاکیزگی، مراقبہ اور استغراق وغیرہ جن پر جماعت صوفیہ زور دیتی ہے"

(محمد رمضان، تصوف میں خاندان شاہ ولی اللہ کی خدمات اسلوب ومنہج کا جائزہ)

ریاضات ومجاہدہ کے حوالے سے اہل تصوف اس آیت کو دلیل بناتے ہیں:

"والذین جا ھد و افینا لنھد یھنم سبلنا"

اور جنہوں نے ہمارے راستے میں جدوجہد کی تو ہم ضرور انہیں رستے دکھادیتے ہیں۔

(العنکبوت:۶۹)

اس بارے السلمی نے لکھا:

"و سئل عن الجنید عن ھذہ الا یۃ فقال:

و الذین جا ھد وا فی التوبۃ لنھد ینھم سبل الا خلاص"

اس آیت سے متعلق (جناب) جنید سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اور جن لوگوں نے توبہ میں جدوجہد کی، ہم ضرور انہیں اخلاص کے راستے دکھادیتے ہیں۔

(السلمی، محمد بن حسین بن موسیٰ، ابوعبدالرحمٰن: حقائق التفسیر، بیروت، دارالکتب العلمیۃ)

آیت کی تفسیر میں جو کچھ سید الطائفہ نے بیان کیا ہے اس سے اور بھی واضح ہوتا ہے کہ ان حضرات صوفیاء کرام کے طریق کی اصل قرآن وسنت ہے اور ان کے رستے (تصوف) کی حقیقت واہمیت صحیفہء رشد وہدایت سے آشکارا ہے۔

احباب صوفیاء مراقبہ، مجاہدہ، تفکر، تدبر، ریاضت، عبادت، فقر، اخلاص، ذکر، وغیرہ قرآن کی تعلیمات اور حدیثِ مصطفیٰ ﷺ کے فرمان سے کرتے اور مانتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

اسلامی تصوف پر اعتراضات کا علمی جائزہ

تصوف کی تاریخ تنقید واعتراضات سے خالی نہیں ہے۔ اس پر بھی مختلف اعتراض وارد کیئے گئے اور کیئے جارہے ہیں۔ ان میں سے چند اہم اعتراضات اور ان کے جوابات تحریر کیے جاتے ہیں۔

سوال: بعض کا گمان یہ ہے کہ صوفیہ ان فرقوں میں سے ایک نیا فرقہ ہے جن کا حدیث شریف میں اشارہ ہے کہ ہماری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ انہوں نے صوفیہ کرام کی جماعت کو شیطان کی جماعت کہا کہ یہ احکام شرعیہ سے ہٹ چکے ہیں۔

جواب: علامہ سیوطی نے رسالہ "عقائد" میں لکھا ہے:

"ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی اور ان کے مریدین کا راستہ صحیح راستہ ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ہمارے طریقے کی بنیاد کتاب وسنت پر ہے اور ہر وہ فریق جو کتاب وسنت کے خلاف ہو مرتد اور باطل ہے۔ تو اس کلام سے ثابت ہوا کہ تصوف کی بنیاد کتاب وسنت ہے"۔

(شاہ عبدالحق محدث دہلوی، تعارف فقہ وتصوف، ترجمہ: محمد عبدالحکیم شرف قادری، الممتاز پبلیکیشنز، لاہور ۱۹۹۹ء)

سوال: علماء کا ایک گروہ اس طرف گیا ہے کہ اسلام میں حیات روحیہ کا مصدر ہندی تصوف ہے۔

جواب: اسلامی تصوف پر ہندی علوم اور تصوف کا اثر اسلام کے عقلی اور روحی نظام حیات پر ہنود کے عقلی اور روحی نظام کا کبھی بھی کوئی مستقل اور قابل ذکر اثر نہیں پڑا۔ بلکہ اسلام نے ضرور اپنے اثرات دوسرے مذاہب وادیان اور ان کے علوم وفنون پر ڈالے ہیں۔

سوال: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسلام کا تصوف دراصل فارسی تصوف کا آئینہ دار ہے۔ کیونکہ عرب و فارس کے درمیان اجتماعی، ثقافتی اور دینی تعلقات موجود تھے اور یہ بھی کہ شیوخ صوفیہ کی بڑی اکثریت ان لوگوں پر مشتمل ہے جو اصلا اور نسلا فارسی تھے۔ خصوصاً عہد اولی میں شیوخ صوفیہ کا بڑا حصہ فارسی الاصل تھا۔

جواب: یہ استدلال کسی طرح سے بھی قابل قبول نہیں ہے۔ ہاں عرب و فارس میں تعلقات تو ضرور تھے لیکن عربوں نے نہ صرف دینی، تہذیبی اور عملی اعتبار سے فارس پر اثر ڈالا بلکہ تاریخ ہی بدل ڈالی۔ مصر، عراق، شام وغیرہ کے شیوخ صوفیہ کے حالات وسوانح کا اگر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انہوں نے جو نقش چھوڑے ان کا اثر اب بھی پایا جاتا ہے۔ مثلاً جناب بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

(محمد مصطفیٰ حلمی، تاریخ تصوف اسلام، ترجمہ: رئیس احمد جعفری، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلیشرز، لاہور)

سوال: بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اسلام کے تصوف اور حیات روحیہ پر نصرانی تصوف کا بھی بہت گہرا اثر ہے۔

جواب: اسلام اور عیسائیت کے تصوف اور تصوف کے خصائص میں بھی بہت فرق ہے۔ تصوف خالصۃً اسلامی اصطلاح ہے۔ بلکہ عیسائیت کیلئے لفظ تصوف کا استعمال کرنا ایک عجیب وغریب بات ہے کیونکہ ان دونوں کے خصائص میں فرق ہے اس لیے کہ Mysticism اصطلاح عیسائیت کیلئے استعمال کی گئی ہے۔

(ایضاً: ص: ۸۷)

سوال: اسلامی تصوف گویا عرب جاہلی کی چند روایات کا مجموعہ ہوا اگر اس کو عیسائیت اور یہودیت سے ماخوذ نہ کیا جائے تو اسے عرب جاہلیت کا فیض قرار دیا جائے گا۔

جواب: اسلام کا تصوف جس طرح نصرانیت سے کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ اسی طرح وہ عرب جاہلیت سے بھی کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ اسلامی تصوف کا ماخذ محمد عربی ﷺ کی ذات ہے۔ قرآن وسنت اس کے اصول ومبادی ہیں، جن کی مثال کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی۔ رسول اللہ ﷺ نے جو تصوف سکھایا اور جس تصوف کی تعلیم دی وہ خالص اور ہر قسم کی آمیزش سے پاک اور یگانہ ہے۔"

(قادری، اعجاز احمد، خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ، مخزونہ: منہاج یونیورسٹی، لاہور)

☆☆☆☆☆

سلسلہ نقشبندیہ کا تعارف

تصوف کا یہ سلسلہ حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوتا ہے، آپ کو محمد بہاؤالدین نقشبند بھی کہتے ہیں۔ نقشبند کا مطلب مصور ہے۔ آپ نے چونکہ حقیقت کی صحیح تصویر پیش کی اس وجہ سے آپ کے سلسلہ کے مرید آپ کو نقشبندی کہنے لگے "شروع میں یہ سلسلہ وسط ایشیا، ترکستان، بخارا میں اور اس کے بعد برصغیر پاک و ہند اور دوسرے ممالک میں بھی پھیل گیا۔"

(اردو انسائیکلوپیڈیا ۱۹۸۴، فیروزسنز، لاہور، ص ۹۹۷، ۹۹۸)

شیخ محمد اکرم نے اپنی مشہور زمانہ کتاب آب کوثر میں لکھا:

"نقشبندیہ فقط ذکر خفی کو جائز سمجھتے ہیں موسیقی اور سماع کے خلاف ہیں اور احکام شریعت پر سختی سے عمل کرتے ہیں بلکہ فرائض شرعی کو نوافل پر ترجیح دیتے ہیں ان کے ہاں مرشد اپنے مریدوں سے الگ نہیں بیٹھتا بلکہ حلقہ میں ان کا شریک ہوتا ہے اور توجہ الی الباطن سے ان کی رہنمائی کرتا ہے۔"

(محمد اکرم، شیخ، آب کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ص ۲۵۴)

اس سلسلہ عالیہ کی بنیاد خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی اسی لیے آپ کو اس سلسلہ کا موسس کہا جاتا ہے۔ یہاں ہم آپ کے حالات زندگی قلمبند کر رہے ہیں۔

☆ خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی:

ولادت باسعادت:

قطب الاولیاء خواجہ بہاؤالدین نقشبند کا نام نامی محمد بن محمد البخاری ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت قصر عارفاں میں محرم الحرام ۷۱۸ھ کو ہوئی۔ آپ حسینی سید ہیں۔ آپ کے والد

محترم کا نام سید جلال الدین ہے۔

(مخفی خیری، پروفیسر، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، خواجہ ابوالخیر اکیڈمی، لاہور، ۱۹۸۱ء)

سلسلہء نسب:

آپ کا سلسلہ نسب کچھ اس طرح ہے۔ خواجہ بہاؤالدین نقشبند بن سید جلال الدین بن سید برھان الدین بن سید عبداللہ بن سید زین العابدین بن سید امیر قاسم بن سید شعبان بن سید برہان الدین بن سید محمود بن سید ایلاق بن سید نقیب بن سید خلوتی بن سید محی الدین بن سید محمود بن سید علی اکبر بن امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔"

(معشوق یار جنگ بہادر، نواب، اخبار الصالحین، اعظم اسٹیم پریس گورنمنٹ ایجوکیشن پرنٹر، حیدرآباد دکن)

☆ **ولادت کی پشین گوئی:** خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا آپ کی ولادت سے پہلے جب کبھی قصر ہنداں تشریف لے جاتے تو فرماتے عنقریب یہ قصر ہنداں قصر عارفاں بن جائے گا کیونکہ اس مقام سے ایک مرد کی خوشبو آتی ہے۔ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے جد بزرگوار خواجہ صاحب کے پاس آپ کو لے گئے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا یہ میرا فرزند ہے اور خواجہ میر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میرے بیٹے کی تربیت میں دریغ نہ کرنا ورنہ معاف نہ کروں گا۔

(بدرالدین سرہندی، علامہ، حضرات القدس، ترجمہ: نقشبندی، محمد اشرف، مکتبہ نعمانیہ، سیالکوٹ، ۱۴۰۱ھ)

☆ **طریقت کا سلسلہ:** آپ نے منازل طریقت اور راہ سلوک میر سید کلال رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیں اور ان کے دست گرفتہ ہوئے۔ آپ کا سلسلہ طریقت اس طرح سے ہے۔

"خواجہ بہاؤ الدین نقشبند، خواجہ سید میر کلال، خواجہ بابا محمد ساسی، خواجہ علی رامتنی، خواجہ محمد انجیر فغنوی، خواجہ عارف ابوگری، خواجہ عبدالخالق غجدوانی، خواجہ یوسف ہمدانی، خواجہ ابوعلی فارمدی، خواجہ ابوالحسن خرقانی، خواجہ ابویزید بسطامی، امام جعفر صادق، حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ، صحابی رسول سلمان فارسی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنھم، سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ"

(عبدالاحد وحدت، علامہ، ترجمہ: علیم الدین نقشبندی، مفتی، الجنات الثمانیہ، سلطانیہ پبلی کیشنز، جہلم)

☆ **آپ کو نقشبند کہنے کی وجہ:** "رسالہ بہائیہ" میں بحوالہ "مقامات خواجہ" میں لکھا ہے آپ نے فرمایا" میں اور والد دونوں کمخواب کے کپڑے بنانے اور ان پر نقوش بنانے میں مشغول رہتے تھے۔ جناب عبدالرحمٰن جامی کے مکتوب میں بھی یہ بات موجود ہے۔ اس وجہ سے لوگ نقشبندی کہتے تھے۔"

(محمد دارشکوہ، شہزادہ، قادری، سفینۃ الاولیاء، مکتبہ عالیہ، جون ۲۰۰۶ ص ۱۰۶)

☆ **بیعت:** آپ نے کثیر تعداد میں مشائخ سے روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ خواجہ سید امیر کلال کے مرید ہونے کے ساتھ اویسی بھی ہیں۔ کیونکہ آپ کو روحانی نسبت خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے حاصل ہے۔ آپ نے شیخ خلیل رحمۃ اللہ علیہ مشائخ ترکستانی کی خدمت وصحبت سے بھی فیوض وبرکات حاصل کئے۔ آپ اپنے زمانہ کے غوث اور اولیائے وقت کے قبلہ اور امام ہیں۔ ہر خواص وعام آپ سے خوش عقیدگی رکھتا تھا۔ شریعت مطہرہ کی سختی سے پابندی کرتے اور مذہباً حنفی تھی۔

آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے طریقہ میں مہر وخلوت اور سماع کا جواز ہے؟ فرمایا نہیں۔ پھر آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کے طریقہ کی بنیاد کس چیز پر ہے فرمایا:

ظاہر میں خلق خدا پر اور باطن میں حق تعالیٰ پر۔ آپ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کا سلسلہ کس جگہ جا کر منتہی ہوتا ہے فرمایا" کوئی سلسلہ بھی کسی جگہ پر منتہی نہیں ہوتا۔ پوچھا گیا کہ سماع کے متعلق کیا رائے ہے؟ فرمایا: نا میں انکار کرتا ہوں اور نا اس کام کو کرتا ہوں۔"

(ایضاً، ص ۱۰۶)

☆ **آپ کے خصائل:** انیس الارواح میں ہے کہ خواجہ علاؤ الدین جو خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کے خلیفہ تھے فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ فقیر اور تارک الدنیا تھے آپ کو تجرد ونفی، ماسوا اور قطع تعلقات بدرجہ اتم حاصل تھے۔ آپ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ جو کچھ ہم نے پایا فقیروں کی محبت ہی سے پایا۔ آپ حلال کی رعایت اور خصوصاً کھانے میں مشتبہ سے پرہیز میں بہت مبالغہ کرتے تھے۔

آپ کا کسب معاش: آپ میں باوجود کمال فقر کے اعلیٰ درجے کی صفت ایثار تھی آپ کے پاس جو کوئی ہدیہ لاتا اسے قبول فرما لیتے اور ویسے ہی کوئی چیز اپنی طرف سے ہدیہ کے طور پر اسے دیتے" آپ کی تھوڑی سی کھیتی تھی اس میں ہر سال تھوڑی سی جو اور ماش بویا کرتے اور اسی کو کھاتے تھے۔ آپ کا کوئی مکان نہ تھا اور نہ ہی نوکر، جونہی کھانا پکاتے اور دسترخوان بچھاتے تو لوگوں کو کھلایا کرتے تھے۔ اگر کبھی آپ روزے سے ہوتے اور مہمان آ جاتا تو جو کھانا اسے کھلاتے وہ آپ بھی تناول فرماتے اور اس کی خاطر افطار کر لیتے"

(معشوق یار جنگ بہادر، نواب، اخبار الصالحین، اعظم اسٹیم پریس گورنمنٹ ایجوکیشن پرنٹر)

آپ سے والی ہرات نے پوچھا کہ کیا درویشی آپ کی موروثی ہے آپ نے فرمایا:
"نہیں بلکہ جذبات حق میں سے ایک جذبہ ہے جو ثقلین کے جذبہ سے بڑھا ہوا ہے"۔
پھر پوچھا آپ کا طریقہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

"خلوت درانجمن"۔ اس نے پوچھا یہ کیا چیز ہے آپ نے فرمایا:

"ظاہر میں خلق کے ساتھ اور باطن میں خالق کے ساتھ"۔

سلطان نے پوچھا کیا یہ بات حاصل ہوسکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: خدائے لم یزل خود فرماتا ہے۔

"رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله"

(النور۱۸:۳۷)

یعنی ایسے لوگ بھی ہیں جن کی تجارت اور خرید وفروخت ذکرِ الٰہی سے مانع نہیں ہوتی۔

پھر اس نے پوچھا بعض مشائخ کہتے ہیں کہ ولایت نبوت سے افضل ہے آپ نے فرمایا: ہاں نبی ہی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے۔

(اخبار الصالحین، ص۴۸۲،۴۸۳)

☆ **وفات:** آپ کو زندگی میں جو تصرف حاصل تھا وفات کے بعد بھی وہ اسی طرح حاصل ہے۔ "آپ کی وفات دوشنبہ کی شب ۱۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر ۷۳ برس تھی آپ کا مزار بخارا کے قریب قصر عارفاں میں ہے۔"

(سفینۃ الاولیاء، ص۱۰۷)

☆ **شاہِ نقشبند کے ارشادات:** آپ کے ارشادات گوہر بار ہر سالک کیلئے منارہ نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ کا فرمان ہے:

(۱) ہمارا طریقہ فرض، واجب اور سنت موکدہ کا ادا کرنا ہے۔ جو ہمارے اصحاب میں سے ہیں وہ ہماری پیروی کریں گے ورنہ ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۲) بے اختیار ہو جاؤ اور عمل اس طرح کرو کہ اس کی رضا حاصل ہو۔

(۳) درویش کے لئے خدمتِ مشائخ نفل سے افضل ہے۔

(۴) جسے بھی وصال یار ہوا ادب سے محروم ہوا اور جو محروم رہا ترکِ ادب کی وجہ سے محروم رہا۔

(۵) آپ فرماتے ہیں ہمارے طریقہ میں ریاضت نہیں ہے۔

(۶) "یا ایها الذین امنوا اٰمِنوا بالله و رسوله" کا مطلب یہ ہے۔۔۔۔

(النساء۴:۱۳۶)

کہ اس طبعی وجود کی نفی کرو اور معبودِ حقیقی کا اثبات کرو۔

(۷) نماز، روزہ اور زکوٰۃ سب درگاہ خدا کے راستے ہیں لیکن سب سے نزدیک کی راہ نفیِ وجود ہے۔

(۸) ایمان کے معنی ہیں ماسویٰ سے تعلق قطع کردے اور جس شے کی طرف دل مائل ہو اس سے اجتناب کرے۔

(۹) نماز میں حضوری، حلال روزی سے جو آگاہی سے کھائی جائے حاصل ہوتی ہے۔

(۱۰) الصوم لی سے حقیقی روزی کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۱) ولایت ایک نعمت ہے اس کی تین اقسام ہیں۔

﴿۱﴾ مقلد جو سنی ہوئی بات پر عمل کرتا ہے۔

﴿۲﴾ کامل جو اپنی ذات سے تجاوز نہیں کرتا۔

﴿۳﴾ اکمل جو سوائے تربیت کے اور کچھ نہیں کرتا اور نہ کرسکتا ہے۔

(۱۲) مرشد بمنزلہ طبیب حاذق کے ہے جب ضرورت ہوتی ہے مرید کا علاج کرتا

ہے۔

(۱۳) ہمارا طریقہ سنت نبویہ کی پیروی اور صحابہ کرام کے آثار کی اقتداء کرنا ہے۔

(۱۴) ہمارا طریقہ صحبت ہے، خلوت نہیں۔ اس لئے کہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں مصیبت ہے۔

(۱۵) مرشد کو طالب کے ماضی حال اور استقبال سے واقف ہونا ضروری ہے تا کہ وہ اس کی تربیت کر سکے۔

(۱۶) ذکر کی تلقین کامل و مکمل پیر سے ہونی چاہئے تا کہ اس کا اثر ظاہر ہو۔

(۱۷) وہ اسباب جن سے عارف راہِ خدا پاتے ہیں تین ہیں۔

﴿۱﴾ مراقبہ ﴿۲﴾ مشاہدہ ﴿۳﴾ محاسبہ

(۱۸) جو اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہے اس کا غیر سے التجا کرنا شرک ہے۔ یہ شرک عام لوگوں کے لئے قابل مواخذہ نہیں ہے۔

(۱۹) باہر سے بے رنگ اور اندر سے بے جنگ درویشی ہے۔

(۲۰) **المجاز قنطرة الحقيقة**، مجاز حقیقت کے لئے پل ہے۔

(اخبار الصالحین، ص ۴۸۳۔ ۴۸۴)

☆ **لطائف سبعہ**: سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں کا شغل سات لطائف پر محیط ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ انسان کا وجود مرکب ہے اس مرکب کے مادی اور غیر مادی اجزاء بہت سے ہیں لیکن روحانی اصلاح و تربیت کے نظام میں جن اجزاء پر توجہ دی جاتی ہے۔ وہ لطائف کہلاتے ہیں۔

''صوفیاء کے نزدیک انسان دس لطیفوں سے مرکب ہے پانچ کا تعلق عالم خلق سے ہے اور

پانچ کا عالَمِ امر سے۔

اگر چہ عالم امر کے لطائف پانچ ہیں لیکن مختلف سلاسل طریقت میں لطیفہ نفس اور لطیفہ قلب کو بھی ان میں شامل کر کے چھ یا سات لطائف کی تہذیب و اصلاح پر توجہ دی جاتی ہے۔ عالم خلق میں عناصر اربعہ یعنی آگ، پانی، ہوا اور خاک کے علاوہ لطیفہ نفس بھی شامل ہے۔ اور عالم امر کے لطائف میں قلب، روح، خفی اور اخفی شامل ہیں۔''

(بقاء محمد قریشی نقشبندی، مولانا، تحفہ سلطانیہ، جامع الفردوس اگھار (گلہار)، کوٹلی، ۱۴۱۳ھ)

☆ **جسمِ انسانی میں لطائف عالم امر کے مقام:**

(۱) قلب کا مقام بائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر مائل بہ پہلو ہے۔

(۲) روح کا مقام دائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر۔

(۳) سر کا قلب کے برابر دو انگشت کے فاصلے پر سینے کی طرف۔

(۴) خفی، روح کے برابر دو انگشت کے فاصلے پر۔

(۵) اخفی اس کا مقام عین سینے کے درمیان ہے۔

☆ **سلسلہ نقشبندیہ کے لطائف سبعہ:**

﴿۱﴾ لطیفہ قلب ﴿۲﴾ لطیفہ روح ﴿۳﴾ لطیفہ سر

﴿۴﴾ لطیفہ خفی ﴿۵﴾ لطیفہ اخفی ﴿۶﴾ لطیفہ نفس

﴿۷﴾ لطیفہ قالب

طالب جب سلوک کے ان تمام لطائف کی تکمیل کر لیتا ہے تو اس کے جملہ اعضاء، جسم کی تمام رگوں اور بالوں میں ذکر اسم ذات سما جاتا ہے پھر ذاکر جس طرف نگاہ ڈالے اسے ذکر کی آواز آتی ہے۔ دراصل اس سے اس کا دل زندہ ہو جاتا ہے۔''

(ایضاً)

نقشبندی اصطلاحات

سلسلہ نقشبندیہ میں چند اصطلاحات مروج ہیں۔ جن پر اس طریقہ کی بنیاد قائم ہے۔ بعض کا تعلق اشغال واعمال اور طریق وسلوک سے ہے اور کچھ اصطلاحات ان شرائط کو ظاہر کرتی ہیں جن کی پابندی کرنا اثر پذیری کے لئے ضروری ہے۔ اصطلاحات یہ ہیں۔

(۱) ہوش دردم (۲) نظر برقدم (۳) سفر دروطن

(۴) خلوت درانجمن (۵) یادکرد (۶) بازگشت

(۷) نگہداشت (۸) یادداشت (۹) وقوف زمانی

(۱۰) وقوف قلبی (۱۱) وقوف عددی

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ "القول الجمیل" میں فرماتے ہیں کہ پہلی آٹھ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی اور آخری تین خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمہما اللہ سے منقول ہیں۔ ذیل میں ان اصطلاحات کی وضاحت کی جاتی ہے۔

(۱) ہوش دردم کا مطلب ہے کوئی سانس بھی یادخدا سے غافل نہ ہو۔

(۲) نظر برقدم کا مطلب ہے شریعت مطہرہ کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائے۔

(۳) سفر دروطن کا مطلب ہے آثار خداوندی کا جو مختلف جگہوں پر ظہور ہے، مشاہدہ کرے۔

(۴) خلوت درانجمن ظاہر میں اگرچہ لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہو لیکن باطن میں ہمہ وقت اللہ کے ساتھ رہے۔

(۵) یادکرد کا مطلب ہے کہ اسم ذات (اللہ) سے اس کو یاد کرے۔

(۶) بازگشت کا مطلب ہے، ذکر کرنے کے بعد رضائے الٰہی کا طالب ہو۔

(۷) نگہداشت کا مطلب ہے جملہ خطرات کی نفی کا مراقبہ کرے۔

(۸) یادداشت سے مراد ہے سالک کو ذات حق تعالیٰ سے دوام آگہی حاصل ہو۔

(۹) وقوف زمانی سے مراد ہے کہ سالک ہر وقت خدا کی یاد سے ہوشیار اور اپنے حال سے واقف رہے۔

(۱۰) وقوف قلبی سے مراد ہے دل ہر چیز سے ہٹ کر معبود حقیقی کی طرف ہو جائے۔

(۱۱) وقوف عددی سے مراد اثنائے ذکر، طاق اعداد کا لحاظ رکھے۔

(ایضاً ص ۱۵۷۔۱۷۳)

ان تمام سلاسل کا مشن یہی رہا ہے کہ انسان اپنے باطن کو صاف کرے۔ جب تک وہ اپنے باطن کو صاف نہیں کرسکتا وہ انوار الٰہیہ کا مرکز نہیں بن سکتا صوفیاء نے پوری زندگی لوگوں کو اسی بات کی تاکید اور تلقین کی۔ باہمی محبت وسلوک کا رشتہ استوار رکھنے میں بھی ان کا کردار مثالی رہا ہے۔ لوگوں کے باہمی جاہلانہ رسومات اور رنجشوں کو نیست ونابود کرنے میں ان احباب نے خوب محنت کی، لوگوں کو تلوار کے زور سے نہیں بلکہ اپنے اخلاقِ حمیدہ سے گرویدہ کیا۔"

(اعجاز احمد قادری، خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ)

☆☆☆☆☆

برصغیر میں تصوف کی تاریخ اور ارتقاء

تصوف کی روح دراصل قرآن وسنت میں موجود ہے اور قرآن وسنت کے داعی اور علمبردار، عرب وعجم میں آنحضرت ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام ہیں پھر ان کے صحبت یافتہ تابعین ہیں ۔تو جہاں جہاں صحابہ وتابعین تشریف لے گئے ،وہیں دینِ مبین پھیلتا چلا گیا اور ساتھ ہی روحِ تصوف نے بھی اپنا سفر جاری رکھا۔اس ضمن میں اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو حضور ﷺ کے دورِ مبارکہ سے ہی اسلام کی کرنیں برصغیر پاک وہند میں پہنچ چکی تھیں۔

پہلی صدی ہجری:

صحابہ کرام دورِ نبوی میں ہندوستان تک پہنچ گئے تھے تو ظاہر ہے جہاں اصحاب مصطفیٰ پہنچے وہیں روح تصوف بھی ساتھ پہنچی ۔چنانچہ صحابہ کرام کے حوالے سے امام عسقلانی نے کئی صفحات پر محیط ایک طویل واقعہ بیان کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص ہندوستان سے مدینہ کی طرف چلتا ہے اور اس کی ملاقات حضور اکرم ﷺ سے غزوہ خندق سن ۵ ہجری میں ہوتی ہے۔اس ملاقات سے قبل بابا رتن الہندی بن عبداللہ (آپ بھٹنڈا، ہندوستان کے رہنے والے تھے۔محاورہ مشہور ہے کہ جو آدمی پڑھا ہو مگر کڑھا نہ ہو اس کے لئے کہا جاتا ہے ’اس نے بذریعہ بھٹنڈا پاس کیا ہے‘) حضور اکرم ﷺ سے مل چکے تھے مگر اعلان نبوت نہیں ہوا تھا۔موصوف نے خندق کی کھدائی میں شرکت کی۔مسلمان ہوئے اور ایک عرصہ بعد واپس اپنے وطن ہندوستان واپس آئے۔

چنانچہ حافظ العسقلانی نے بابا رتن کے قول کو نقل کرتے ہوئے لکھا:

”فقال کنت یوم الخندق اعمل مع المسلمین وانا اربع عشرة سنة“

تو میں غزوہ خندق کے روز مسلمانوں (صحابہ کرام) کے ساتھ کام کر رہا تھا اور اس وقت میری عمر چودہ برس تھی۔

(ابن حجر،احمد بن علی،العسقلانی:الاصابۃ فی تمییز الصحابہ،(بیروت،دارالجیل)،۱۴۱۲ھ،۲/۵۳۸)

پھر بابا رتن ہندی کا دوسرا بیان ہے:

”ثم خرجت معه غزوة الیهود و لما عدت استاذنته فی العود الیٰ بلدی لاجل والدتی فاذن لی“

پھر میں غزوہ خیبر میں آقا علیہ الصلوۃ السلام کے ساتھ نکلا اور واپس آیا تو میں نے اپنی والدہ کیلئے اپنے ملک جانے کی اجازت طلب کی تو حضور ﷺ نے مجھے اجازت مرحمت فرمادی۔

(ایضاً،۲/۵۴۴)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں فتوحات کا حال ملاحظہ کیجئے ہے:

”زدان،غزنہ،ترکستان اور سندھ وغیرہ پر فتح کے پرچم لہرائے۔“

اس کے بعد عبداللہ بن سوار بن ہمام رضی اللہ عنہ ہندوستان تشریف لائے۔

(نواز رومانی: جرنیل صحابہ،(لاہور،ادبستان)،طبع دوم،۱۹۹۹ء،ص ۴۵۳)

حافظ ابن الحجر نے کہا:

”استعمله، معاویه علی بعض الهند فاستشهد هناک“

عبداللہ کو (جناب) معاویہ نے ہندوستان کے بعض علاقوں پر والی بنایا تو انہوں نے وہیں شہادت پائی۔

(ابن حجر،العسقلانی:الاصابۃ،۳/۲۲۲)

اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن سوار صحابی کی قبر انور بھی ہندوستان میں ہی ہے۔

(محمد رمضان، تصوف میں خاندان شاہ ولی اللہ کی خدمات اسلوب ومنہج کا جائزہ)

حضرت سنان بن سلمہ الھذلی کے بارے حافظ ابن الحجر نے کہا۔

"ولاہ زیاد غز وہ الھند"

زیاد نے انہیں غزوہ ہند کا امیر بنایا۔

(ایضاً، ۳/۲۴۵)

سنان بن سلمہ کے صحابی یا تابعی ہونے کے بارے ابن حجر نے درج کیا ہے کہ اگر وہ صحابی ہیں تو دورِ صحابہ کے اواخر میں ہیں اور اگر تابعی ہیں تو دورِ تابعین کے آغاز میں ہی آپ کا دور بنتا ہے۔

اسی طرح منذر بن جارود العبدی رضی اللہ عنہ کے بارے ابن سعد نے لکھا:

"ولاہ عبید اللہ بن زیاد ثغر الھند فمات ھناک سنة احدی و ستین او اول سنة اثنتین و ستین"

منذر بن الجارود رضی اللہ عنہ کو عبیداللہ بن زیاد نے ہندوستان کی سرحد پر عامل بنایا اور وہ سن ۶۱ ھ یا سن ۶۲ ھ کے آغاز میں وہیں وفات پا گئے۔

(ابن سعد، محمد: الطبقات الکبریٰ، بیروت، دار صادر، س ن، ۷/۸۶)

سعد بن ہشام الانصاری کے بارے امام مِزی نے لکھا:

"انہ قتل مکران"

وہ مکران میں شہید ہوئے۔

(المزی، یوسف بن الزکی عبدالرحمٰن: تہذیب الکمال، بیروت، موسسة الرسالة، ۱۹۸۰ء، ۱۰/۳۰۸)

اور یہ کبار صحابہ میں سے ہیں۔ المزی نے حضرت سعد بن ہشام الانصاری کے بارے کہا:

"روی عن عائشة و ابن عباس و ابی ھریرة"

انہوں نے حضرت عائشہ، عبداللہ ابن عباس اور ابو ہریرہ سے روایت کیا۔

(ایضاً)

ان کے علاوہ بھی حافظ ابن حجر وغیرہم نے دیگر صحابہ کرام اور تابعین عظام کا ذکر کیا ہے جو کہ برصغیر میں کسی نہ کسی وقت تشریف لائے اور کئی اصحاب کی قبور بھی برصغیر میں ہیں۔

ذکر کیے گئے حضرات مقدس رضوان اللہ علیہم کی برصغیر پاک و ہند میں تشریف آوری سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام آغاز سے ہی یہاں پھیلنا شروع ہو گیا تھا اور ساتھ ہی اخلاق کریمہ کی بھی ترویج ہوئی۔

پھر اس کے ساتھ محمد بن قاسم کا دیبل کی بندرگاہ تک آنا اور دیگر کاروان اسلام کا اس خطہ میں داخل ہونا، یہ برصغیر میں تصوف کی آمد و پس منظر پر دلالت کرتا ہے۔

ڈاکٹر امان اللہ لکھتے ہیں:

"ہندستان کے بہت سارے علاقے پہلی صدی ہجری کے آخر تک اسلام کے زیر نگیں ہو چکے تھے۔ بنو امیہ کے حکام و عمّال اور ان کے بعد خاندانِ عباسیہ کے حکمران سندھ پر قابض رہے"

(امان اللہ، ڈاکٹر: اسلام اور خانقاہی نظام، ص ۲۱۹)

اب بنو امیہ اور بنو عباس کے ادوار کس سن کے ہیں، اس بارے علامہ جلال الدین سیوطی نے جو لکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا دو ادوار کا اختتام کب ہوا:

"المستعصم باللہ ابو احمد عبداللہ بن مستنصر آخری خلیفہ تھا۔"

(السیوطی، جلال الدین عبدالرحمٰن، امام: تاریخ الخلفاء، مترجم: محمد بشیر، مولانا، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۴، ص ۵۲۰)

"بغداد پر ہلاکو کی یلغار اور خلیفہ مذکور کا قتل ۶۵۶ ہجری کا واقعہ ہے۔"

(ایضاً ص ۵۲۶)

نتیجہ یہ نکلا کہ ساتویں صدی ہجری تک بنو عباس سندھ پر حکمران رہے اور بدیہی بات ہے کہ اہل اسلام کا اس خطہ میں آنا جانا لگا رہا اور افکار و نظریات، اخلاقِ حسنہ کی اشاعت و ترویج ہوتی رہی۔

دوسری صدی ہجری سے پانچویں صدی ہجری تک

باقاعدہ طور پر پنجاب جو کہ برصغیر پاک وہند کا مشہور طویل وعریض علاقہ ہے اس میں سب سے پہلے جو بزرگان دین اور صوفیائے عظام وارد ہوئے، ان کے بارے ڈاکٹر انجم رحمانی نے لکھا کہ

سب سے قدیم بزرگ شاہ اسمعیل محدث (م ۴۴۸ھ /۱۰۵۶ء) ہیں۔ دوسرے بزرگ سید حسین زنجانی (م ۴۳۱ھ /۱۰۳۹ء) ہیں۔ تیسرے بزرگ علی بن عثمان الہجویری (م ۴۶۵ھ /۱۰۷۲ء) ہیں

(انجم رحمانی، ڈاکٹر: پنجاب تمدنی ومعاشرتی جائزہ، الفیصل ناشران، لاہور، ۱۹۹۸ء، ص ۲۵۴)

سید محمد لطیف نے حضرت الہجویری کے بارے لکھا:

"وہ سلطان محمود کے بیٹے اور جانشین مسعود کی فوجوں کے ہمراہ لاہور آگئے اور ۴۳۱ ہجری بمطابق ۱۰۳۹ء یہاں آباد ہوئے۔"

(محمد لطیف، سید: تاریخ لاہور، تخلیقات لاہور، ۲۰۰۴ء، ص ۲۵۲)

لیکن یہ تو پانچویں صدی ہجری کی بات ہے پہلی صدی ہجری جو برصغیر پاک وہند میں محمد بن قاسم کی آمد ہوئی۔ اس بارے شاہد محمود نے لکھا:

"آخر یکم رمضان ۹۳ھ (۷۱۲ء) کو راجہ داہر اور محمد بن قاسم کے درمیان آخری لڑائی شروع ہوئی"

(شاہد محمود، سو عظیم مسلمان فاتحین، مشتاق بک کارنر، لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۵۶۱)

اس کے بعد محمد بن قاسم اور ان کے ساتھی اس علاقے میں کافی عرصہ رہے تھے آخر ان کے اثرات بھی رد نہیں کیے جا سکتے۔ بہرحال بعض شخصیات کا قطعی طور پر یہی نظریہ ہے کہ دراصل برصغیر میں اسلام کی اشاعت و ترویج صوفیاء ہی کے ذریعے ہوئی۔ جیسا کہ عزیز الدین احمد لکھتے ہیں:

"اسلام نہ تو محمد بن قاسم کی تلوار سے پھیلا اور نہ محمود غزنوی کی یلغار سے"

(عزیز الدین احمد، پروفیسر، پنجاب اور بیرونی حملہ آور، بک ہوم، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۱۹)

حضرت حسین بن منصور حلاج (متوفی ۳۰۹ھ) کہ بارے خالد پرویز ملک کہتے ہیں کہ وہ ہندوستان آئے تھے۔

(خالد پرویز ملک: پنجاب اور اہل پنجاب لاہور، علم وعرفان پبلیشرز، ۲۰۰۲ء، ص ۳۲۸)

چھٹی اور ساتویں صدی ہجری میں برصغیر میں تصوف کا عروج قابل رشک ہے۔ ان میں اولاً خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ لیکن ان کے اثرات مرتب ہونے سے پہلے کئی اور صوفیاء بھی قابل ذکر ہے۔

حضرت علی ہجویری کے بارے ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی رقم طراز ہیں:

"برصغیر میں جن صوفیاء کی بے ریا محبت اور خلوص نے لوگوں کے دلوں کو مسخر کیا، ان میں حضرت داتا گنج بخش کا نام نامی بڑا نمایاں ہے۔"

(نظامی، عابد، خواجہ، ڈاکٹر، لاہور میں اسلام کے سفیر، الفیصل ناشران، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص ۴۲)

حضرت (گنج بخش علی) ہجویری نے مسجد تعمیر کی اور سلسلہ درس تدریس شروع کیا اور ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے والوں میں سے لاہور کا گورنر رائے راجو بھی تھا۔ حضرت نے اس کا نام عبداللہ رکھا جو بعد میں شیخ ہندی کے لقب سے مشہور ہوا۔

(ایضاً، ص ۴۳)

حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک و ہند میں ایک صوفی مبلغ تھے۔ جن کا تعلق تصوف کے سہرودی سلسلہ سے تھا۔ ان کی تبلیغ نہایت موثر ثابت ہوئی۔ اس بارے کے ایس لال نے لکھا:

The founder of the Suharwardi Silsila was Shaikh Shahabuddin Suharwardi.He directed his disciples to work in India.The most prominent among them was Shaikh Bahauddin Zakariya of Multan .

(K.S Lal:(Early Muslim in India,(lahore :Iqbal Publication),1978, P:124.125)

سلسلہ سہروردیہ کے بانی شیخ شہاب الدین سہروردی تھے۔ انہوں نے اپنے پیروؤں کو ہندوستان میں تبلیغی کام کرنے کا حکم دیا۔ ان میں سے ممتاز بزرگ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

چھٹی صدی ہجری سے دسویں صدی ہجری تک

خالد پرویز ملک نے لکھا ہے:

'' چھٹی، ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری پنجاب میں اسلام کی اشاعت کے

اعتبار سے اہم صدیاں ہیں۔ شیخ الاسلام بہاؤ الدین ابو عمر زکریا اور ان کے معاصر شیخ فریدالدین گنج شکر، مخدوم جہانیاں اور ان کے مرید اسلام کی تبلیغ اور لوگوں کے باطل عقائد کی اصلاح کیلئے میدان عمل میں تھے اور ان کی کوششوں سے ہی پنجاب میں اسلام پھیلا۔''

(خالد پرویز ملک: پنجاب اور اہل پنجاب، ص ۳۳۰)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا:

''حضرت خواجہ معین الدین برصغیر پاک و ہند میں بڑے بڑے مشائخ عظام کے سرحلقہ اور سلسلہ چشتیہ کے بانی ہیں۔''

(عبدالحق، محدث، شیخ: اخبار الاخیار، مترجم: محمد عبدالاحد، ممتاز اکیڈمی، لاہور، س ن، ص ۶۱)

ان کے ساتھ ساتھ ان کے مشہور خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی کا دور ہے۔ ان دونوں ہستیوں کا وصال ۶۳۳ھ میں ہے۔ پھر تقریباً اسی دور میں دہلی میں سلطان نور الدین مبارک غزنوی کی آمد ہے۔ ان کا سن وفات ۶۳۲ھ ہے اور ان کا مزار دہلی میں ہے۔ اس کے بعد سلسلہ چشتیہ کے نامور صوفی فریدالدین ہیں جو کہ اجودھن موجودہ پاک پتن تشریف لائے۔ ساتویں صدی ہجری میں دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا یہ ایک وسیلہء ربانی تھے۔ شاہ مراد سہروردی لکھتے ہیں:

''آپ کی خانقاہ سے ہزارہا اولیاء اللہ پیدا ہو کر اطراف عالم میں پھیلے اور ہدایت خلق میں مصروف ہوئے۔''

(شاہ مراد، علامہ، سہروردی، محفل اولیاء، تدوین جدید: پروفیسر محمد نصر اللہ معینی، ص ۳۶۳)

اسی دور میں شیخ علاؤ الدین صابر رحمۃ اللہ علیہ نے خلق خدا کو خالق سے ملایا۔ دہلی میں وارد ہوئے تھے پھر ہرات سے اجودھن آئے۔

(مقصود احمد صابری: تذکرہ خواجگانِ چشت اہل بہشت نوری کتب خانہ، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۱۵۲)

سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ بہاوالدین زکریا ملتانی ساتویں صدی ہجری میں مرجع خلائق تھے۔ساتویں صدی ہجری میں شرف الدین بو علی قلندر برصغیر کے معروف بزرگ ہیں۔

(محمد طفیل، پروفیسر: شان اولیاء، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ص ۲۲۷)

سلسلہ قادریہ کے بارے معین الدین دردائی نے مغلیہ دور میں ہندستان میں صوفیاء کے بارے یوں بیان کیا:

”یہ سلسلہ پندرہویں صدی کے وسط میں قائم ہوا اور اس کو شاہ نعمت اللہ قادری نے ہندوستان میں قائم کیا اور پھر سید محمد غوث گیلانی، مخدوم شیخ عبد القادر ثانی، سید موسیٰ، شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اس سلسلہ کو عہد مغلیہ میں فروغ دیا۔“

(دردائی، محمد معین الدین، پروفیسر، مجلس صوفیہ، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۱۹۸۸ء، ص ۶۳)

اس کے بعد اُچ میں سید جلال الدین سرخ بخاری تصوف کی دنیا کے روشن ستارے ہیں۔بخارا سے بھکر تشریف لائے اور بھکر سے اُچ تشریف لے آئے۔ان کے بعد آٹھویں صدی ہجری میں خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، فرید الدین گنج شکر کے اجل خلفاء میں سے ایک ہیں جن کی کوششوں سے تصوف کے اثرات پورے برصغیر میں پہنچ گئے۔ان کے بارے خلیق احمد نظامی نے لکھا:

”ہندوستان میں چشتیہ سلسلہ کی داغ بیل حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں پڑی۔حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے منظم کیا اور حضرت شیخ نظام الدین اولیا نے اسے معراج کمال تک پہنچا دیا۔نصف صدی سے زیادہ دہلی میں ان کی خانقاہ، ارشاد و تلقین کا مرکز اور رُشد و ہدایت کا سرچشمہ بنی رہی۔“

(نظامی، خلیق احمد: تاریخ مشائخ نقشبند، مشتاق بک کارنر، لاہور، س ن، ص ۱۹۱)

یہ دور تصوف کے بے مثال عروج کا دور تھا اور یہ بات بھی قابل تسلیم ہے کہ برصغیر میں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں چشتیہ صف اول میں ہیں اور تجدید تصوف کے حوالے سے نقشبندی سلسلہ صف اول میں ہے۔جس نے بدعات و خرافات کا قلع قمع کیا۔نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان کا مرکزی نظام شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سنبھالا۔ادھر وسطی پنجاب میں شاہ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ مشہور صوفی بزرگ تھے۔شاہ رکن الدین ملتانی نے خواجہ نظام الدین اولیا سے دہلی کی جامع مسجد میں ملاقات کی۔اس سے معلوم ہوا کہ دو عظیم روحانی صوفی بزرگ ہم عصر بھی تھے۔شیخ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے تقریباً نصف پون صدی بعد یعنی آٹھویں صدی ہجری کے اختتام پر مخدوم جلال الدین بخاری جہانیاں کا دور آیا۔سلسلہ سہروردیہ کے یہ بزرگ پہلے علوم متداولہ سے فارغ ہوئے پھر تصوف میں عروج حاصل کیا۔برصغیر سے باہر کے ممالک کی سیاحت بھی کی۔پھر دہلی، ملتان اور دیگر علاقوں کا سفر کیا لیکن مستقلاً اُچ میں قیام پذیر ہوئے۔باقاعدہ خانقاہی نظام قائم کیا۔پھر شیر شاہ ملتانی کا دور آیا۔ان کے بعد اسی اولیاء کی دھرتی ملتان پر سید موسیٰ پاک نے قدم رنجہ فرما کر خلق خدا کو مستفیض فرمایا۔اب تک تقریباً پورے ہندوستان میں صوفیاء کی خانقاہیں قائم ہو چکی تھیں۔

(محمد رمضان، تصوف میں خاندانِ شاہ ولی اللہ کی خدمات اسلوب و منہج کا جائزہ)

گیارہویں صدی سے بارہویں صدی ہجری تک

گیارہویں صدی ہجری میں خواجہ محمد مقتدیٰ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک لائق خلیفہ کو برصغیر بھیجا۔جب محمد مقتدیٰ کے خلیفہ اعظم دہلی تشریف لائے تو خواجہ محمد باقی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے محمد صادق قصوری نے بیان کیا:

''روحانی حلقوں میں بہت جلد آپ کی شہرت ہوگئی اور دور دراز سے طالبان حقیقت آپ کے پاس رشد و ہدایت کیلئے حاضر ہونے لگے۔ بہت سے امرائے شاہی بھی آپ کے معتقد ہوگئے۔''

(قصوری، محمد صادق: تاریخ مشائخ نقشبند، زاویہ پبلیشرز، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۲۷۶)

ان کے بعد مشہور بزرگ شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا دور ہے اس دور میں تجدید تصوف ہوئی اور شیخ احمد سرہندی کو مجدد الف ثانی مانا گیا۔ تصوف میں جو غلط افکار و نظریات یا بدعات و خرافات شامل ہوگئی تھیں۔ مجدد الف ثانی نے ان کا رد کیا اور اس میدان تصوف کو من گھڑت اور غیر شرعی عقائد و اعمال سے صاف کیا۔ مجدد صاحب کے والد عبدالاحد سلسلہ چشتیہ میں خلیفہ تھے۔ پہلی بیعت مجدد الف ثانی ان کے ہاتھ پر سلسلہ چشتیہ میں کر رکھی تھی۔ بیعت ثانی خواجہ باقی باللہ کے ہاتھ پر کی اور تب سرہند تشریف لائے۔ جہانگیر نے سجدہ تعظیمی کروانے کا حکم دے رکھا تھا، مجدد صاحب نے انکار کیا تو اس نے آپ کو قلعہ گوالیار میں قید کروا دیا بعد ازاں رہائی ہوئی تو بادشاہ آپ کا مرید ہوگیا۔

(محمد شریف نقشبندی: کرامات مجدد الف ثانی، ضیاء القران پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۱۵)

قریب قریب اسی دور میں برصغیر کی مشہور روحانی ہستی حضرت شاہ دولہ دریائی یا گجراتی کا وجود مسعود بھی اس خطہ کیلئے غنیمت تھا۔ جناب عبدالوحید کی تحقیق ہے:

''انہوں نے اپنی زندگی جوانی سے وفات تک تبلیغ اسلام میں گزاری اور ان کے فیض سے ہزاروں غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے''

(عبدالوحید: ۱۰۰۱ شخصیات عالم کا انسائیکلوپیڈیا، نگارشات پبلیشرز، لاہور، ۲۰۰۵، ص ۵۸۲)

تاریخ بتاتی ہے کہ جب فرید الدین گنج شکر ساتویں صدی ہجری میں اجودھن (پاک پتن)

تشریف لا کر آباد ہوئے تو مغربی پنجاب کے بڑے بڑے قبیلے جیسے سیال، راجپوت، اور وٹو مسلمان ہوگئے۔ آپ نے خلق کثیر کو فیض یاب کیا۔ پھر یہ قبائل ادھر ادھر دوسرے علاقوں میں جا کر آباد ہوگئے۔ قبیلہ سیال جو کہ ملک پاکستان کے طول عرض میں پھیل چکا تھا اور بالخصوص جھنگ کے علاقہ میں اس قبیلہ کی ضمنی برادریاں کافی ہو چکی تھیں، یہیں پر ایک اور بزرگ جن کا دور گیارہویں اور بارہویں صدی ہجری پر محیط ہے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ضلع جھنگ پنجاب کی ایک تحصیل شورکوٹ میں پیدا ہوئے۔ پروفیسر ڈاکٹر نسیم نے ان کا سن ولادت ۱۰۳۹ھ/۱۶۳۱ء بتایا ہے۔

(نسیم، پروفیسر، ڈاکٹر: مقدمہ عین العارفین، (مصنف: سلطان باہو)، ص ۱۰)

علم تصوف میں ایک سو سے زائد کتابیں لکھنے والا صوفی ہندوؤں کو دائرہ اسلام میں اپنی نگاہِ ناز سے داخل کرتا رہا آپ کی تصنیف کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ عوام الناس کو روحانی مقام کے حصول کی تلقین میں فرماتے رہے۔ تصوف میں آپ کی عین الفقر، عین العارفین، عقل بیدار، ابیات، نورالہدیٰ جیسی بڑی اور مستند کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں۔ حضرت سلطان باہو کے کلام کا کچھ حصہ ملاحظہ کیجئے۔

قلب نہ ہلیا تاں کیہہ ہویا، ہویا ذکر زبانی ہو
قلبی، روحی، سری، خفی، سبھے راہ حیرانی ہو!
شاہ رگ تھیں نزدیک جو رہندا یار نہ ملیا جانی ہو
نام فقیر تنہاں دا باہو جیہڑے وسن لا مکانی ہو

(سلطان باہو: ابیات، (مرتب: یوسف مثالی)، (لاہور، مشتاق بک کارنر)، ۲۰۰۲ء، ص ۸۴)

درج بالا مصرعوں میں وہ ایک صوفی کی حیثیت سے عوام الناس کو ذکر خفی کی کیفیت، اور نتائج بتانا چاہتے ہیں۔ وہ جہاں مسلمانوں کو محبت الٰہی کے دروس دینے میں محو نظر آتے ہیں وہیں ہندوؤں اور سکھوں کو اسلام کی دولت سے مالا مال فرماتے نظر آتے ہیں۔ اور ان کا کلام ابیات جسے ''چھنبے دی بوٹی'' بھی کہا جاتا ہے، تصوف کے حقائق ورموز سے معمور آج بھی زبان زد عام ہے۔

بارہویں صدی میں مظہر جان جاناں قابل ذکر ہیں۔ دہلی میں عملی صوفی تھے۔

(سلیم اختر، ڈاکٹر: اردو ادب کی مختصر تاریخ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۱۶۶)

برصغیر پاک و ہند میں درج بالا فہرست کے علاوہ لاتعداد ایسے صوفیاء ہیں جن کے حالات زندگی اور تبلیغی مساعی جمیلہ مختلف کتب میں مرقوم ہیں۔ ابتدائی صدیوں سے لے کر بارہویں صدی ہجری تک ہندوستان کے ہر علاقے میں کوئی نہ کوئی عشق الٰہی سے سرشار خدمتِ اسلام میں مصروف عمل نظر آتا ہے۔''

(محمد رمضان، تصوف میں خاندان شاہ ولی اللہ، کی خدمات اسلوب ومنہج کا جائزہ)

☆☆☆☆☆

صدیقی خاندان کا تعارف

خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان، نیر تاباں کی طرح ہر دور میں عوام الناس کو راہ راست کی تلقین کرتا رہا ہے۔ خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نسباً اور طریقتاً صدیقی النسل ہیں۔ آپ کا خاندان ہر دور میں روحانی، علمی اور اخلاقی مناقب سے سرفراز رہا ہے۔ نسب کا عالی اور برتر ہونا، اللہ کے عظیم انعامات میں سے ایک انعام ہے۔ جس میں کسی کوشش اور سعی کا عمل دخل نہیں ہے۔

خاندانِ صدیقیہ کا سلسلہ طریقت

خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ طریقت ۳۴ واسطوں سے اور سلسلہ نسب ۳۷ واسطوں سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ ذیل میں آپ کے سلسلہ طریقت کو اسمائے گرامی کے ساتھ ساتھ تاریخ وصال اور مقام وصال کے مطابق تحریر کیا جاتا ہے۔

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تاریخ وصال	مقام
۱	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۱۳ھ	مدینہ منورہ
۲	ابوعبداللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۱۲ھ	مدائن
۳	حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنھم	۱۰۱ھ	مدائن
۴	حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	۱۴۸ھ	مدینہ منورہ
۵	حضرت ابو یزید طیفور بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ	۲۶۱ھ	بسطام
۶	حضرت ابوالحسن علی بن احمد خرقانی رحمۃ اللہ علیہ	۴۲۴ھ	خرقان
۷	حضرت ابوعلی فضل بن محمد فارمدی رحمۃ اللہ علیہ	۴۷۷ھ	طوس

۸	ابو یعقوب یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	۵۳۵ھ	مرو
۹	حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ	۵۷۵ھ	غجدوان
۱۰	خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ	۶۱۶ھ	ریوگر
۱۱	خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ	۷۱۵ھ	واکنی
۱۲	حضرت عزیزاں علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ	۷۱۸ھ	خوارزم
۱۳	خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ	۷۵۵ھ	سماسی
۱۴	سید شمس الدین کلال رحمۃ اللہ علیہ	۷۷۲ھ	سوخار
۱۵	سید بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ	۷۹۱ھ	بخارا
۱۶	خواجہ علاؤالدین محمد عطار رحمۃ اللہ علیہ	۸۰۲ھ	جنانیہ
۱۷	حضرت یعقوب بن عثمان چرخی رحمۃ اللہ علیہ	۷۵۱ھ	بلغنون
۱۸	خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ	۸۹۵ھ	سمرقند
۱۹	خواجہ محمد زاہد وخشی رحمۃ اللہ علیہ	۹۳۶ھ	وخش
۲۰	خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ	۹۷۰ھ	اسقرار
۲۱	حضرت مولانا محمد خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۰۸ھ	امکنہ
۲۲	خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۱۲ھ	دہلی
۲۳	شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۳۴ھ	سرہند
۲۴	خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۷۹ھ	سرہند
۲۵	خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۹۶ھ	سرہند
۲۶	حضرت نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۲۵ھ	دہلی
۲۷	حضرت مرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۹۵ھ	دہلی

۲۸	حضرت شاہ عبداللہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۴۰ھ	دہلی
۲۹	حضرت شاہ ابوسعید بن صفی القدر رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۹۲ھ	دہلی
۳۰	شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۷۷ھ	دہلی
۳۱	شاہ محمد عمر رامپوری رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۸۹ھ	رام پور
۳۲	خواجہ حاجی محمد بفوی رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۱۵ھ	بفہ شریف
۳۳	حضرت محمد نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۱۹ھ	میر پور
۳۴	خواجہ حافظ محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۲۵ھ	ڈھنگروٹ
۳۵	خواجہ محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۵۲ھ	کالا دیو، جہلم
۳۶	خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۳۰ھ	گلہار، کوٹلی

(بقا محمد قریشی، مولانا، تحفہ سلطانیہ، جامع الفردوس، گلہار کوٹلی، ۱۴۱۳ھ)

خاندان صدیقیہ کا سلسلہ نسب

آپ کے سلسلہ میں اکثر ایسی شخصیات ہیں جو قاضی، محتسب اور مفتی کے عہدہ جلیلہ سے سرفراز تھیں۔ شیخ ابوالبرکات، ابوبکر ثانی، شیخ عبدالجلیل، شیخ عبدالباسط اور شیخ فرض اللہ کے علاوہ شیخ محمد نقشبند سے لے کر حضرت سلطان عالم رحمہم اللہ تک کے دنیوی عہدے کا معلوم نہ ہوسکا۔ جبکہ خواجہ محمد صادق صدیقی صاحب نے کسی بھی دنیاوی عہدے کو قبول نہیں کیا۔

(اعجاز احمد قادری، خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ، مخزونہ: منہاج یونیورسٹی، لاہور)

ذیل میں سلسلہ نسب تحریر کیا جارہا ہے:

نمبر شمار	اسمائے گرامی	کیفیت
۱	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	خلیفہ اول، اسبق الایمان
۲	حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما	صحابی، نامور مجاہد
۳	حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	تابعی
۴	حضرت شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ	تابعی
۵	شیخ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ	
۶	حضرت ابوبکر ثانی رحمۃ اللہ علیہ	
۷	خواجہ شیخ محمود رحمۃ اللہ علیہ	
۸	خواجہ شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ	حاکم یمن
۹	شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ	حاکم یمن
۱۰	شیخ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ	حاکم یمن
۱۱	شیخ امام الدین رحمۃ اللہ علیہ	حاکم یمن
۱۲	شیخ کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ	حاکم یمن، محدث مدینہ
۱۳	شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ	قاضی ججنیر
۱۴	شیخ علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ	قاضی ججنیر
۱۵	شیخ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ	قاضی ججنیر
۱۶	شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ	قاضی ججنیر
۱۷	شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ	قاضی ججنیر
۱۸	شیخ قوام الدین رحمۃ اللہ علیہ	قاضی ججنیر بعد ازاں قاضی رہتک

۱۹	شیخ افتخار الدین رحمۃ اللہ علیہ	قاضی، مفتی، محتسب
۲۰	شیخ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ	قاضی، مفتی، محتسب
۲۱	شیخ ہدایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ	قاضی، مفتی، محتسب
۲۲	شیخ قادن رحمۃ اللہ علیہ	قاضی، مفتی، محتسب
۲۳	شیخ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ	قاضی، مفتی، محتسب
۲۴	شیخ محمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ	مفتی، محتسب
۲۵	شیخ عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ	مفتی، محتسب
۲۶	شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ	مفتی، محتسب
۲۷	شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	محتسب
۲۸	شیخ عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ	
۲۹	شیخ عبدالباسط رحمۃ اللہ علیہ	
۳۰	شیخ فرض اللہ رحمۃ اللہ علیہ	
۳۱	شیخ فتح اللہ رحمۃ اللہ علیہ	قاضی القضاۃ میر پور آزاد کشمیر
۳۲	شیخ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ	قاضی میر پور
۳۳	شیخ قاضی محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ	
۳۴	شیخ قاضی غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ	
۳۵	شیخ علی محمد رحمۃ اللہ علیہ	
۳۶	شیخ قاضی محمد اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ	
۳۷	شیخ محمد رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ	
۳۸	شیخ محمد سلطان عالم نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ	

(عبدالعزیز قریشی، ڈاکٹر، اسرار الاولیاء، جامع الفردوس درس شریف گلہار، کوٹلی، آزاد کشمیر، س ۱۹۹۴ء)

خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ طریقت اور سلسلہ نسب دونوں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

صدیقی خاندان کی ایران آمد

حضرت کمال الدین یمنی رحمۃ اللہ علیہ حاکم ہونے کے ساتھ بلند پایہ عالم دین بھی تھے۔ درس حدیث میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ حاکمیت کو خیر باد کہہ کر مدینہ طیبہ تشریف لے آئے۔ یہاں مسجد نبوی میں درس حدیث میں مشغول ہوگئے۔ کئی سال وہاں درس حدیث دیتے رہے۔ آپ کے شاگردوں میں سلسلہ سہروردیہ کے عظیم شیخ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جنہوں نے آپ سے صحاح ستہ کی تصحیح کی اور سند حاصل کی۔ اس کے علاوہ شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ اعزاز بھی حاصل تھا کہ آپ کے قیام حجاز کے پانچ سالہ دور میں ہر سال اپنے استاد کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ بعد میں شیخ کمال الدین یمنی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ طیبہ سے سیستان کے علاقہ جنیر (جو کہ افغانستان و ایران کا علاقہ ہے) میں منتقل ہوگئے۔ وہاں کے قاضی مقرر ہوگئے اور قضاۃ کا یہ عہدہ علاقہ جنیر میں آپ کی پانچ پشتوں تک رہا۔

(معین نظامی، ڈاکٹر، تذکرہ سلطانیہ، سلطانیہ پبلیکیشنز، جہلم، ص: ۳۰)

صدیقی خاندان کی برصغیر آمد

حضرت کمال الدین یمنی رحمۃ اللہ علیہ کی چھٹی پشت میں قاضی قوام الدین رحمۃ

اللہ علیہ ہوئے ہیں۔ ''جس وقت برصغیر میں خاندان تغلق کی حکومت تھی، اس دور میں قاضی قوام الدین علاقہ جنیر کو خیر باد کہہ کر برصغیر میں آکر دہلی میں قیام پذیر ہوگئے۔ شاہان تغلق کا دور حکومت ۷۲۰ھ سے لیکر ۸۱۵ھ تک ہے''۔

(ایضاً)

قاضی قوام الدین رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے دست بیعت اور خلیفہ بنے۔ شہنشاہ دہلی نے آپ کو رہتک کا قاضی مقرر کردیا۔ رہتک، دہلی اور ہانسی شہر کے درمیان ایک تاریخی شہر ہے۔ قاضی قوام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے رہتک کے ایک معزز قریشی خاندان میں شادی کرلی جس سے آپ کی کثیر اولاد کا سلسلہ جاری ہوا۔ آپ کے بعد بھی عظیم مناصب قاضی، مفتی، میر عدل، محتسب اور خطیب جیسے آپ کی اولاد میں نسل در نسل جاری رہے۔ حتیٰ کہ انگریز دور میں بھی آپ کے خاندان کے کافی سارے افراد اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔ ''خاندان صدیقیہ کی خدمات کے معترف نہ صرف مسلمان تھے بلکہ انگریز بھی تھے۔ چنانچہ ۱۹۱۱ء میں جب انگریز نے دہلی میں دربار قائم کیا تو اس میں صدیقی خاندان کا تذکرہ اچھے الفاظ میں شامل ہے۔ قاضی قوام الدین رحمۃ اللہ علیہ علم و عمل، زہد و تقویٰ اور پارسائی میں اپنی مثال آپ تھے۔ اورنگ زیب عالمگیر نے آپ کو ایک شاہی فرمان جو جون ۱۷۰۵ء کو جاری ہوا ''زبدۃ الاولیاء'' کا لقب دیا''۔

(ایضاً)

خاندان صدیقیہ کی خطہ ارض کشمیر آمد

صدیقی خاندان کے ایک چشم و چراغ قاضی فتح اللہ شطاری بن فرض اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ''حصول علم چونکہ ایک وراثتی چیز تھی یہ شوق انہیں رہتک سے علی پور سیداں نزد

بھیرہ لے آیا۔ بھیرہ سے جنوب مغرب کی طرف تقریباً تین کلومیٹر کے فاصلے پر ایک مشہور ومعروف ہستی سید مبارک علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جلوہ افروز تھی جو علم وعمل اور زہدوتقویٰ کی دنیا میں ایک نامور شخصیت تھی۔ انہوں نے اپنے قصبے میں ایک مدرسہ قائم کیا ہوا تھا۔ جس میں بڑے عظیم اساتذہ دینی علوم پڑھاتے تھے۔ اس علمی درسگاہ کی دور دور تک شہرت تھی۔ قرب وجوار سے طلباء اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے آتے تھے۔ شوق علم نے آپ کو بھی اس درسگاہ پر پہنچا دیا۔ حضرت سید مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کمال علمی وروحانی سے اس ہونہار شاگرد کی کیفیات کو محسوس کرلیا اور ہمیشہ کے لئے ان کے ساتھ ایک رشتہ استوار کرلیا''۔

(ایضاً، ص:۳۲)

سید مبارک علی رحمۃ اللہ علیہ صرف علوم ظاہریہ سے ہی واقف نہ تھے بلکہ روحانیت کے میدان میں بھی بلند مقام پر فائز تھے۔ آپ سلسلہ شطاریہ میں حضرت خواجہ محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حسن رہتاسی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ اور صاحب اجازت وخلافت تھے۔ قاضی فتح اللہ رحمۃ اللہ علیہ دوران تعلیم ہی روحانیت کے طالب بن گئے۔ کیونکہ دوران تعلیم ان کے دل میں مرشد کامل کی طلب پیدا ہوگئی جو کہ آہستہ آہستہ بڑھتی گئی۔ اس طلب نے جب شدت اختیار کی تو سید مبارک علی رحمۃ اللہ علیہ نے اس شدت کو محسوس کرتے ہوئے انہیں اپنے شیخ خواجہ محمد حسن رہتاسی رحمۃ اللہ علیہ کا غائبانہ تعارف کروایا۔ ان کے فیضان اور اوصاف وکمالات کو بیان کیا جس سے قاضی فتح اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی طلب شیخ کی شدت اور زیادہ ہوگئی۔ ''چنانچہ ایک روز حضرت خواجہ محمد حسن رہتاسی رحمۃ اللہ علیہ علی پور سیداں تشریف لائے، وہاں قاضی فتح اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی

آپ سے پہلی ملاقات ہوئی۔ خواجہ محمد حسن رہتاسی رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً اس جوہر قابل کا اندازہ کرلیا اور قاضی فتح اللہؒ کو خانقاہ رہتاسی آنے کو کہا۔ آپ چونکہ ان دنوں آخری مراحل میں تھے۔ لہٰذا اسباق ختم کرنے کے بعد رہتاس پہنچ گئے۔ خواجہ محمد حسن رہتاسی نے اس طالب صادق کو مجاہدہ وریاضت پر لگا دیا۔ برسوں کی ریاضت کے بعد قاضی فتح اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی کامیابی سے سلسلہ شطاریہ کے نو مراحل طے کرلیے۔ حضرت خواجہ حسن رہتاسی نے آپ کو خلافت واجازت دے دی اور گکھڑوں کے قصبے میر پور میں قیام کا حکم دے دیا''۔

(ایضاً، ص:۳۴)

میر پور کا علاقہ اس دور میں سلطان فتح خان گکھڑ کی عمل داری میں تھا۔ جسے دہلی کی مرکزی حکومت کی طرف سے ''سلطان'' کا لقب ملا تھا۔ یہ منصب چار پشتوں تک ان کے خاندان میں رہا۔ سلطان فتح خاں گکھڑ ایک صالح، نیک، خداترس، باعمل اور علم پرور شخص تھا۔ اس نے قاضی فتح اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی پرکشش شخصیت اور فضائل وکمالات سے متاثر ہوکر آپ کو اپنا داماد بنا لیا۔ اس سے آپ کا سلسلہ اولاد جاری ہوا۔ قاضی فتح اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے سلطان فتح محمد خاں گکھڑ کی وقف کردہ زمین پر مسجد اور خانقاہ کی بنیاد رکھی۔ اس مسجد کو اس علاقے کی پہلی جامع مسجد اور دینی وروحانی مرکز بننے کا اعزاز حاصل ہے۔ اس طرح صدیقی خاندان کا جموں کشمیر میں یہیں پر پہلا گھر بنا۔

(اعجاز احمد قادری، خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ)

''قاضی فتح اللہ صدیقی شطاری رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی کے مرکزی دربار نے ریاستِ میر پور کا قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) بھی بنا دیا۔ جسے آپ نے تیس برس قائم رکھا۔ اس

عرصہ میں آپ نے نہ صرف منصب قضاۃ کو رونق بخشی۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ مسند تدریس اور سجادہ طریقت کو بھی چار چاند لگائے۔ یہیں پر آپ نے وفات پائی اور اسی قبرستان میں دفن ہوئے۔ منگلا ڈیم تعمیر ہونے کے بعد مزار شریف زیر آب آ گیا۔ اسی بنا پر آپ کے تابوت کو کوٹلی آزاد کشمیر میں منتقل کیا گیا۔ یہاں جامع مسجد الفردوس گلہار آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

(تذکرہ سلطانیہ، ص،۳۶)

صدیقی خاندان کی چھچیاں آمد

قاضی فتح اللہ صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے خواجہ محمد معصوم کے دور میں سکھوں نے میر پور شہر پر حملہ کر کے لوٹ مار شروع کر دی۔ مسلمان ان کے اس ظلم وستم کی تاب نہ لاتے ہوئے بھاگ گئے۔ جس رات سکھوں نے آپ کے محلّہ پر حملہ کرنا تھا اسی رات آپ کو اس حملہ کی اطلاع ملی۔ آپ نے اپنی عزت وناموس کو بچانے کے لئے اپنے اہل وعیال سمیت میر پور سے مغرب کی جانب سفر شروع کر دیا۔ میر پور سے شمال مغرب کی جانب ایک نالہ بہتا تھا۔ ابھی نالہ عبور ہی کیا تھا کہ سیاہ دل سکھ قریب آ گئے۔ اب اللہ والوں کا یہ پاک گھرانہ اپنی ناموس کی حفاظت کے لئے قربانی دینے پر تیار تھا۔ مرد الگ ہو گئے اور مستورات علیحدہ ہو گئیں۔ جب خواتین نے دیکھا کہ سکھ بالکل قریب آ گئے ہیں تو انہوں نے وہیں سے ایک کنویں میں چھلانگیں لگا کر واصل باللہ ہو گئیں۔ اب سکھوں نے چاہا ان کی پاک لاشوں کو نکال کر بے حرمتی کریں۔ اللہ کی قدرت جب سکھ کنویں کے کنارے پر ارادہ لے کر پہنچے تو کنویں کے چاروں طرف سے کنارے گر گئے۔ ان کناروں کے نیچے ان کی پاک لاشیں محفوظ ہو گئیں۔ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ اوران کے رفقاء چھچیاں میں

آباد ہو گئے۔ ''ڈیم کی تعمیر سے پہلے تک آپ کی اولاد یہیں آباد رہی۔ اس کے بعد وہ جگہ چھوڑ کر مختلف جگہوں پر آباد ہو گئے۔ کچھ چتر پڑی میں، کچھ میر پور، کچھ جاتلاں اور خواجہ محمد صادق نقشبندی صاحب کالا دیو، جہلم قیام پذیر ہوئے۔''

(فیض عالم نقشبندی، حاجی، بیاض فیض، سلطانیہ پبلی کیشنز، جہلم، ص:۲۵)

☆☆☆☆☆

والد گرامی قاضی محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

آنجناب صدیقی خاندان کے چشم و چراغ اور خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی ہیں۔آپ کے مختصر حالات زندگی درج کیے جاتے ہیں۔

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں شمولیت

خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کو اس لحاظ سے خاص اہمیت حاصل تھی کہ آپ نے خاندانی سلسلہ قادریہ شطاریہ کے ساتھ ساتھ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کو بھی اختیار کیا۔اس سلسلہ میں شریعت مطہرہ کی پابندی پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ اسلام کی معاشرتی ،اخلاقی اور روحانی اقدار کو زیادہ ترویج دی جاتی ہے۔

(عبدالعزیز قریشی ،اسرارالاولیاء، جامع الفردوس درس شریف گلہار، کوٹلی ، آزاد کشمیر،ص:۱۰۷)

مساجد کی تعمیر کا سلسلہ

آپ نے دین کی تبلیغ کو صرف زبانی رشد و ہدایت تک محدود نہ رکھا بلکہ اس کو ٹھوس اور مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے تعمیر مساجد کا سلسلہ قائم کیا۔صرف مساجد کو تعمیر کرنے تک یہ سلسلہ محدود نہ رہا بلکہ انہیں صحیح اسلامی روایات کے مطابق آباد کرنے کے لئے تدریس، حفظ قرآن اور دینی علوم کا اجراء کیا۔اس طرح آپ نے ملک میں تعلیم دین اور تبلیغ دین کا ایک مربوط نظام متعارف کروایا۔

(ایضاً ص:۱۰۷)

ناموافق حالات

آپ نے نامساعد حالات میں بھی اپنے مشن کو جاری رکھا۔حتیٰ کہ برطانوی

راج اور ڈوگرہ راج بھی آپ کے اس مشن کو روک نہ سکے۔اس عرصہ میں بھی آپ تعمیر سیرت، اخلاق و کردار تزکیہ نفس اور اشاعت اسلام کے لئے کوشاں رہے۔یہ وہ خواص ہیں جن کی وجہ سے آپ کو صدیقی خاندان میں ایک خاص اہمیت اور فوقیت حاصل ہے۔

(ایضاً)

سن ولادت

حضرت خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش کا تا حال علم نہیں ہوسکا۔کیونکہ ۱۹۴۷ء کی جنگ آزادی میں وہ سارا ریکارڈ جل گیا جو حکومت کے پاس موجود تھا۔اس سے آپ کی تاریخ پیدائش کے شواہد دو طرح سے ملتے ہیں۔ایک خاندانی روایت اور دوسرا ۱۹۳۱ء کی مردم شماری۔خاندانی روایت کے مطابق آپ نے تریسٹھ برس عمر پائی۔آپ کا یوم وصال ۹ مئی ۱۹۳۴ء ہے۔اس قیاس پر آپ کی تاریخ پیدائش ۱۸۷۱ء کے لگ بھگ ہوئی۔دوسری شہادت ۱۹۳۱ء کی مردم شماری ہے۔جس میں آپ نے خود اپنی عمر ساٹھ سال درج کرائی۔اس اعتبار سے بھی آپ کی تاریخ پیدائش ۱۸۷۱ء ہی بنتی ہے۔

(تذکرہ سلطانیہ،ص:۲۴)

ابتدائی حالات

خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔اس کے بعد والد گرامی نے آپ کو موہڑہ گجراں متصل انب، جہاں اب ڈڈیال آباد ہے ایک جید عالم دین کے پاس چھوڑا۔

(خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ،ص:۶۹)

آپ کو بچپن ہی سے یہ جستجو تھی کہ کسی بزرگوار کی دست بوسی کر کے روحانی سکون حاصل کیا جائے۔اس سلسلہ میں آپ کے والد گرامی آپ کو اپنے ہمراہ باولی شریف لے گئے۔ وہاں حضرت خواجہ محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ جو خواجہ خان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بیٹے تھے، کے دست گرفتہ ہوئے۔ وہاں آپ نے بارہ سال گزارے اور راہ سلوک مکمل کیا۔

(اسرار الاولیاء، ص:۱۰۹)

بچپن ہی سے آپ کو ناساز گار حالات سے گزرنا پڑا کیونکہ بچپن ہی سے آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ اب آپ کی سرپرستی صرف ایک ہستی پر منحصر تھی۔ چھوٹی عمر میں شفقت پدری کی محرومی آپ کے لئے مستقل مزاجی کا سبب بنی جس نے مستقبل میں آپ کی عظیم شخصیت میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ اسی وجہ سے آپ کے اندر دوسروں کے لئے ہمدردی اور رحم کا جذبہ موجزن ہوا۔ سیرت و کردار کے لحاظ سے آپ بچپن ہی سے نیک، پارسا، سخی اور جذبہ ہمدردی سے سرشار تھے۔ جس نے آپ کی سیرت میں اور نکھار پیدا کر دیا۔"

(ایضا)

عادات و معمولات

"عبادت وریاضت آپ کی گھٹی میں تھی۔ اتباع شریعت مطہرہ آپ کا شعار تھا۔ کھانے اور لباس میں ہر قسم کے تکلفات سے بچنے کی کوشش کرتے۔ انتہائی سادہ کھدر کا لباس ہوتا اور کھانے میں خشک روٹی، چٹنی اور بھونے ہوئے چنے ہوتے تھے۔

وضو میں مسواک کرنا آپ کا وتیرہ تھا۔ شب بیداری آپ کا معمول تھا۔ رات کو اٹھ کر پیر سید محمد نیک عالم رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار کا ورد کرتے تھے۔ ہر نماز کے بعد خواجہ

خان عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ختم شریف پڑھتے۔ فجر کی نماز سے اشراق کی نماز تک اور عصر سے مغرب تک دنیوی گفتگو سے پرہیز کرتے اور اکثر مراقب رہتے۔ نماز ظہر کے بعد کتابی اوراد پڑھتے، جس میں دلائل الخیرات کا ورد کرتے تھے۔ نماز فجر کے بعد سورہ یٰس عصر کے بعد سورہ النباء اور نماز مغرب کے بعد اوابین کے نوافل پڑھتے تھے۔

(اسرار الاولیاء، ص:۱۱۰)

خلفاء کے اسمائے گرامی

آپ نے محبت والفت کا ایک دریا متعارف کرایا تشنگان محبت وہاں جمع ہو گئے۔ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے والے احباب ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ لیکن ان میں سے چند ایک احباب جن کو آپ نے خلافت کا تاج عطا کیا ان کی تعداد ۴۴ ہے۔ ان خلفاء کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

نمبر شمار	خلفائے کرام کے اسمائے گرامی	مقام
۱	قاضی فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ	چچیاں ضلع میر پور
۲	سائیں فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ	چچیاں ضلع میر پور
۳	مولوی بقا محمد رحمۃ اللہ علیہ	نکہ کرتی ضلع کوٹلی
۴	میاں ستار محمد رحمۃ اللہ علیہ	انب تحصیل ڈڈیال میر پور
۵	سائیں غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ	سوہاوہ ضلع جہلم
۶	مولوی محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ	دینہ ضلع جہلم
۷	حافظ محمد ابرہیم رحمۃ اللہ علیہ	کھیوڑہ ضلع جہلم
۸	مولوی علی محمد رحمۃ اللہ علیہ	سکھو تحصیل گوجر خان

۹	صوفی بابا فوجدار خان رحمۃ اللہ علیہ	گلپور ضلع کوٹلی
۱۰	سائیں محمد حلیم رحمۃ اللہ علیہ	سرینگر کشمیر
۱۱	بابا محمد رمضان رحمۃ اللہ علیہ	گرداس پور بھارت
۱۲	مولوی فضل احمد رحمۃ اللہ علیہ	حویلی لکھا
۱۳	مولوی اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ	پاکپتن شریف
۱۴	مولوی غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ	چک حکیماں تحصیل پھالیہ ضلع گجرات
۱۵	قاضی کرم علی خان رحمۃ اللہ علیہ	رام رجوعہ بناع ضلع کوٹلی
۱۶	سید اصغر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	پنج گرائیں سیالکوٹ
۱۷	قاضی کرم دین رحمۃ اللہ علیہ	لنجوٹ ضلع کوٹلی
۱۸	میاں محمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ	کرتوٹ ضلع کوٹلی
۱۹	میاں محمد فیروز رحمۃ اللہ علیہ	چوکی مونگ ضلع کوٹلی
۲۰	میاں غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ	چوکی مونگ ضلع کوٹلی
۲۱	سائیں محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ	خانقاہ رڈا اصحاب ضلع کوٹلی
۲۲	منظر حسین رحمۃ اللہ علیہ	کجلانی ضلع کوٹلی
۲۳	سید فقیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ	مینڈر مقبوضہ کشمیر
۲۴	سید غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	نیوڈڈیال ضلع میرپور
۲۵	شاہ علی رحمۃ اللہ علیہ	کنڈور ضلع میرپور
۲۶	صوفی احمد علی رحمۃ اللہ علیہ	کشمیر
۲۷	میاں فضل الٰہی رحمۃ اللہ علیہ	گلہ ضلع راولاکوٹ

۲۸	میاں محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ	گلہ ضلع راولاکوٹ
۲۹	سردار دیوان علی خان رحمۃ اللہ علیہ	گلہ ضلع راولاکوٹ
۳۰	میاں کرم الٰہی رحمۃ اللہ علیہ	پوکھرنی بناع ضلع کوٹلی
۳۱	مولوی فضل الدین رحمۃ اللہ علیہ	چک ۳۷ ضلع ساہیوال
۳۲	مولوی فضل الدین رحمۃ اللہ علیہ	چک ۴۵ ساہیوال
۳۳	صوفی غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ	ہل سنیارے ضلع جہلم
۳۴	صوفی احمد دین رحمۃ اللہ علیہ	ہل سنیارے ضلع جہلم
۳۵	میاں محمد جی رحمۃ اللہ علیہ	تھنپال ضلع میرپور
۳۶	سائیں فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ	نجار کنجور ضلع میرپور
۳۷	سائیں محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ	پوٹھہ شری زلفاں ضلع میرپور
۳۸	میاں محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ	پنڈ متصل کوٹلی
۳۹	میاں حشمت علی رحمۃ اللہ علیہ	پلاکھر ضلع راولپنڈی
۴۰	قاضی غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ	گلہ ضلع راولاکوٹ
۴۱	میاں اللہ دتہ رحمۃ اللہ علیہ	چوکی مونگ ضلع کوٹلی
۴۲	کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ	لام رجوعہ بناع ضلع کوٹلی
۴۳	عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ	کیڑی پکھوال ضلع جہلم
۴۴	سائیں محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ	انب ڈڈیال ضلع میرپور

(فیض عالم نقشبندی، حاجی، بیاض فیض، سلطانیہ پبلیکیشنز، جہلم، ۱۴۲۷ھ)

تربیت کے مراحل

خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ نے سالکوں کے لئے ایک خاص انداز اپنایا ہوا تھا۔آپ سلوک کی ابتداء لطیفہ قلب سے کرتے۔آغاز میں سالک کو اسم ذات ''اللہ'' سکھایا جاتا۔اسم ذات کا ذکر دل کے لئے صیقل کا کام دیتا ہے۔جس سے بندے میں آہستہ آہستہ ملکوتی صفات پیدا ہوتی ہیں۔

اگلے مرحلے میں اسم ذات کی مشق دوسرے لطائف پر کرائی جاتی جو نفس اور سید الاذکار کو ملا کر سات ہیں۔اسم ذات کی تعداد پچیس ہزار روزانہ ہے۔اس کے بعد نفی اثبات اور مراقبات پر توجہ دی جاتی۔نفی اثبات حبس دم کے طریق پر بھی کرایا جاتا اور تہلیل لسانی کے طریق پر بھی۔تربیت سلوک میں چند چیزیں ضروری ہیں جن پر آپ نے بھی بہت زور دیا۔پہلی چیز صحبت شیخ جسے تربیت سلوک میں کلیدی حیثیت حاصل ہے۔دوسری چیز رابطہ شیخ جو راہ سلوک میں بہت اہمیت کی حامل ہے۔رابطہ شیخ کی دو صورتیں ہیں۔ایک شکل تو شیخ کے حضور حاضری ہے۔جبکہ دوسری شکل تصور شیخ ہے۔تیسری چیز استقامت یہ بھی راہ سلوک میں بہت اہمیت کی حامل ہے کیونکہ استقامت شیخ سے ہی کسی چیز کے ماحصل تک پہنچا جا سکتا ہے۔

(خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ، ص:۷۲)

رابطہ شیخ اور تصور شیخ کے بارے میں خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔

''صحبت اور مجلس بڑی اثر آفرین نعمت ہے۔اس کی بدولت راہ سلوک کے کم ذوق راہی کے ذوق وشوق میں اضافہ ہو جاتا ہے۔جس طرح سوکھی لکڑی کے ساتھ گیلی لکڑی بھی جل اٹھتی ہے۔اسی طرح کامل ذاکر کی مجلس میں سست ذاکر بھی ذکر کی تپش اور حدت محسوس کرتا ہے''۔آپ ہمیشہ اپنے ساتھیوں کی صلاحیت اور ان کے روزمرہ زندگی کی

مصروفیات کا جائزہ لے کر متوازن اسباق کی تلقین فرمایا کرتے۔آپ کا ارشاد ہے ''بندے کا کام بندے کی اصلاح کی کوشش کرنا ہے، ہدایت اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے جو فاعل حقیقی ہے''۔

(تذکرہ سلطانیہ، ص: ۶۹،۷۰)

سفر کا مقصد

آپ نے زندگی میں بے شمار سفر کئے۔مقصد کوئی دنیا حاصل کرنا نہ ہوتا تھا بلکہ کوئی دینی مقصد کارفرما ہوتا تھا۔آپ مختلف مساجد میں قیام پذیر ہوتے اور تشنگان علم کے لئے علم و روحانیت کا ساماں کرتے تھے۔آپ جس مسجد میں ٹھہرتے قرب و جوار کے ساتھی بڑی تعداد میں جمع ہو جاتے۔ذکر وفکر کی مجالس قائم ہوتی تھیں۔سفر وحضر میں آپ کے معمولات زندگی میں ذرا بھر بھی فرق نہ آتا تھا۔دوران سفر اگر نماز کا وقت ہو جاتا تو وہیں صفیں درست کر کے نماز ادا کی جاتی۔آپ کا سفر اکثر مسجد تک ہوتا آپ کا قیام کبھی تاجپور کی مسجد میں تو کبھی پوٹھہ بنگش کی مسجد یا پھرانب، سارتھلہ یا سملوٹھہ کی مساجد کی طرف ہوتا۔ (تذکرہ سلطانیہ، ص:۸۹)

تعداد ازدواج

خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کی تین شادیاں ہوئیں۔

آپ کی پہلی شادی اپنے قبیلے میں ہوئی۔آپ کی پہلی اہلیہ رشتے میں چچا کی بیٹی تھی۔ان کی طبیعت اور خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں تضاد تھا کیونکہ آپ کا گھر دار الارشاد تھا وقت بے وقت ساتھی آتے رہتے۔جن کے لئے کھانے اور رہائش کا بندوبست کرنا پڑتا۔جب کہ آپ کی اہلیہ کو اس سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔آخر کار یہی اختلاف جدائی کا سبب بنا۔

خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری شادی محترمہ بیگم بی سے ہوئی۔ چونکہ بیگم بی کے خاندان نے زیادہ تر تعلیم وتربیت آستانہ عالیہ ہی میں پائی۔ ان کی زندگی نے آپ کے ساتھ زیادہ وفا نہ کی۔ بخار ایسا پیچیدہ ہوا کہ مرض الموت کا سبب بن گیا۔ ان کے بارے مشہور ہے کہ انہوں نے آخری ایام میں خواجہ سلطان عالم کو اپنے پاس بلایا، عرض کی ''میں نے زندگی میں آپ سے کوئی چیز طلب نہیں کی۔ اپنی ہر خواہش کو آپ کی خواہش پر قربان کر دیا۔ اب میں آپ سے انجام بخیر کی دعا کی گزارش کرتی ہوں''۔ آپ کی تیسری شادی محترمہ بیگم بی کی بڑی بہن سے ہوئی۔ جن کا ذکر آخر میں کیا جائے گا انہی کے بطن اطہر سے خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ انکا مشہور لقب ''عارفہ کشمیر'' ہے''۔

(تذکرہ سلطانیہ، ص:۹۴)

قاضی محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

قاضی محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال منگل ۹ مئی ۱۹۳۴ء بمطابق ۲۳ محرم الحرام ۱۳۵۲ھ کو نماز ظہر کے وقت ہوا۔ اس سے اگلے دن بدھ ۱۰ مئی ۱۹۳۴ء کو چھچیاں شریف میں تدفین ہوئی۔ آپ کا مرض الموت مختصر ہے۔ آپ کو بخار ہوا۔ یہی بخار مرض الموت کا سبب بن گیا۔ آپ کی چارپائی کے پہلو میں لکڑی کا تخت بچھایا گیا تھا۔ جب بخار شدت اختیار کر گیا تو اس تخت پر آپ نماز ادا کرتے۔ وصال کے روز آپ اسی تخت پر نماز ظہر پڑھ رہے تھے کہ جسم مبارک ایک طرف لڑھک گیا۔ سنبھالا دے کر چارپائی پر لٹا دیا گیا۔ چند لمحوں کے بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ وقت وصال آپ نے جو کلمات ادا کئے وہ یہ تھے ''ساتھیوں نے کھانا کھالیا ہے''۔

(ایضاً، ص:۱۰۰)

صاحبزادہ کے بارے ارشاد

خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے تھے: جب بابا فقیر محمد پہاڑیہ کو اندازہ ہو گیا کہ خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے آخری لمحات قریب ہیں۔ انہوں نے خواجہ سلطان عالم سے میرے بارے میں وصیت کی درخواست کی اور مجھے بار بار پیش کیا تو آپ نے فرمایا ''اللہ کے سپرد ہے'' اچھا ہوگا۔ پھر آپ نے دعا فرمائی، ساتھیوں کو ان الفاظ میں وصیت فرمائی۔ ''نماز کی پابندی رکھیں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہیں''۔

(تذکرہ سلطانیہ، ص:۱۰۱)

تجہیز وتکفین

خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سخاوت، ایثار اور قناعت میں بے مثل تھی۔ دنیا سے آپ کو بے رغبتی تھی۔ یہاں تک کہ جب آپ کا وصال ہوا تو گھر میں نقدی نام کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ کیونکہ آپ پیسے جمع کرنے کے حق میں نہ تھے۔ کرشمہ خداوندی کہ جو خدا پر اس قدر صدق دل سے یقین رکھتے ہیں، اللہ ان کو کبھی مایوس نہیں لوٹاتا۔

''عین اسی دن تدفین سے پہلے ایک ساتھی نے منی آرڈر بھیجا۔ رقم اتنی تھی جس سے ایک درویش کی تجہیز وتکفین ہو سکتی تھی۔ آپ کی تکفین نہایت سادہ انداز میں ہوئی۔ آپ کو کھدر کا کفن دیا گیا''۔

(خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ)

تدفین

آپ کے جسم اطہر کو لکڑی کے تابوت میں رکھ کر دفن کیا گیا۔ جس کی ایک اپنی

داستان ہے۔ ایک دفعہ آپ کلہ پلندری تشریف لے گئے۔ وہاں جس تخت پر بیٹھے وہ تُن لکڑی کا تھا۔ یہ لکڑی دیمک یا کرم خوردگی سے محفوظ رہتی ہے۔ خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ نے محض معلومات کے لئے اس لکڑی کی خصوصیت دریافت کی تو ساتھیوں نے آپ کی دلچسپی اور پسندیدگی کے پیش نظر قریبی گاؤں اودھے چک سے تُن کا ایک درخت حاصل کر کے اس سے آپ کا تابوت تیار کیا۔ اسے سر پر اٹھا کر چچیاں شریف لے آئے۔ یہ تابوت آپ کے وصال سے کئی سال پہلے تیار کیا جا چکا تھا۔

(خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ، ص:۷۴)

جنازہ

آپ کے داماد حضرت مولانا محمد زمان نے آپ کو غسل دیا۔ ان کے ساتھ سائیں محمد حسن زلفاں والے رحمۃ اللہ علیہ اور بابا فقیر محمد پوٹھیہ بھی شریک تھے۔ نماز جنازہ استاذ الاساتذہ مولانا محمد عبداللہ لدڑوی نے پڑھائی۔ آپ کو اس کچے حجرے میں سپرد خاک کیا گیا، جس میں آپ عمر بھر عبادت وریاضت کرتے تھے۔

(ایضاً)

☆☆☆☆☆

عارفہ کشمیر مائی صاحبہ کے حالاتِ زیست

خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ مطہرہ المعروف عارفہ کشمیر مائی صاحبہ ایک ولیہ اور عارفہ باللہ خاتون تھیں۔ آپ نے اپنی پوری زندگی راہ خدا میں گزاری۔ دعوۃ والارشاد آپ کا مشغلہ تھا۔ عورتوں کی دینی، اخلاقی اور روحانی تربیت کا مرکز آپ کی ذات تھی۔ جب بھی زندگی کے گھمبیر مسائل سے سرشار خواتین آپ کے حضور آتیں تو آپ انہیں اطمینان اور سکون قلب کی دولت سے لبریز کر دیتیں۔ آپ کی زندگی توکل، بردباری، قناعت، صبر، شکر، سادگی اور پرہیز گاری سے عبارت ہے۔ جب بھی مشکل وقت آتا تو اس کا احسن طریقے سے مقابلہ کرتیں''۔

(خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ)

''۱۹۴۴ء میں جب خواجہ سلطان عالم کا وصال ہوا تو آپ نے دربار عالیہ کے امور میں تعطل نہ آنے دیا۔ ساتھیوں کو خلا محسوس نہ ہونے دیا۔ سب کو محبت وشفقت کے سائے میں لے کر مایوسی سے بچا لیا۔ جس وقت خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو صاحبزادے کی عمر تقریباً تیرہ سال تھی۔ اس روحانی خلا کو پر کرنے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ ان حالات میں مائی صاحبہ نے تمام تر ذمہ داریاں اپنے کندھوں پر اٹھا لیں۔ دنیا نے دیکھا کہ آپ نے کس خوبی اور احسن طریقے سے نصف صدی تک یہ فرائض انجام دیئے۔

(عبدالعزیز قریشی، اسرارالاولیاء، ص:۱۲۳)

عارفہ کشمیر صاحبۃ الارشاد تھیں۔ آپ کی تعلیمی اور تبلیغی سرگرمیوں کے پیش نظر جہلم سے میر پور اور کوٹلی تک پورے خطے میں اسلام کی معاشرتی اور اخلاقی اقدار کا نفوذ ہوا۔

خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہنے اپنی والدہ محترمہ کے بارے میں دو ایسی باتیں بتائی ہیں جو صرف اللہ کے برگزیدہ بندوں میں ہی ہوتی ہیں۔ آپ نے فرمایا ''والدہ محترمہ نے زندگی میں ایک بار بھی مجھ سے بہو کی شکایت نہیں کی۔ میں نے والدہ محترمہ کو کبھی زیور پہنے نہیں دیکھا اور نہ انہوں نے کبھی زیور کا مطالبہ کیا۔

(اسرار الاولیاء)

حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے پسندیدہ اشعار:

اسم اپنے دی شوق الٰہی ہر دم دیویں مینوں
وقت نزع دے شوقاں اندر یاد کراں میں تینوں
اللہ اللہ کر دیاں جیواں وچ اللہ مر جاواں
جاں جاں روح جُثے وچ ہووے تیرا اسم پکاواں
باجھ تیرے کجھ نظر نہ آوے جتول نظر اٹھاواں
اٹھ دیاں بہندیاں ٹردیاں پھردیاں تیرا ذکر پکاواں
قلب منور کر دے میرا برکت اسم الٰہی
جتول ویکھاں توں ہی دسیں غیر نہ دسے کائی
اللہ اللہ کر دیاں ربا میری جان کڈھائیں
مرشد ماں پیو راضی رہون فضل کرے رب سائیں

(تذکرہ سلطانیہ، ص: ۹۷)

اشعار کا سلیس اردو ترجمہ:۔

اے خدا مجھے ہر وقت اپنے نام کا ذکر کرنے کا شوق

عطا فرما۔

تجھے میں موت کے وقت ذوق وشوق سے یاد کروں۔

میں پوری زندگی اللہ اللہ کرتی رہوں اور اسی پر میرا خاتمہ ہو۔

جب تک روح جسم میں رہے تیرا نام لیتی رہوں۔

جس طرف بھی نظر اٹھاؤں تیرے سوا کچھ نظر نہ آئے۔

اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے یا اللہ تجھے یاد کرتی رہوں۔

یا اللہ اپنے نام کی برکت سے میرا دل روشن کر دے۔

جس طرف بھی دیکھوں فقط تو ہی دکھائی دے غیر کوئی نظر نہ آئے۔

اے اللہ مجھے اللہ اللہ کا ورد کرتے ہوئے موت دینا۔

مرشد، ماں باپ مجھ سے راضی ہوں یا اللہ اپنا فضل کرنا۔

حضرت مائی صاحبہ ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئیں۔ ۱۰ جنوری ۱۹۸۸ء کو بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب بوقت ایک بجے جان، جان آفریں کے سپرد کی۔ آپ اس وقت جامعہ سلطانیہ کالا دیو میں موجود تھیں، جہاں آج آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کی تجہیز وتکفین بھی آپ کے روحانی مرتبہ کے مطابق عمل میں لائی گئی۔

حضرت مائی صاحبہ کی رحلت پر چودہ حفاظ کرام نے قبر کھودی۔ جن کی باری نہ ہوتی تھی وہ بیٹھے سورہ یٰسین کا ورد کرتے تھے۔ آپ کے مرقد کو جن لوگوں نے پختہ بنایا وہ سب لوگ باوضو ہوتے تھے۔ نماز جنازہ میں علماء و مشائخ، دینی دار العلوم کے شیوخ و اساتذہ کے علاوہ بکثرت قراء وحفاظ اور دوسرے احباب نے شرکت کی۔

(منظور الحق صدیقی، پروفیسر، ''پمفلٹ، عارفہ کشمیر مائی صاحبہ، ۹ فروری ۱۹۸۵ء)

خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی

یہ کائناتی سچائی ہے کہ اگر نفس امارہ سے دامن نہ چھڑایا جائے اور تقویٰ و پرہیز گاری کو باطن کی روداد سفر کا عنوان نہ بنایا جائے تو داخل کے سفر کو رنگوں، روشنیوں اور خوشبوؤں کے ایمان افروز سفر سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔

معرفت الٰہی کے حصول کیلئے روحانی رتجگوں کے موسمِ دلکشا میں گریہ وزاری اور آہ وفغاں سے شمعِ آرزو جلا کر من کی تاریکیوں کے خلاف جہاد کرنا یقیناً غیر معمولی بات ہے، آخرِ شب آنسوؤں ہچکیوں اور سسکیوں کی زبان میں اپنے خالق و مالک سے بخشش و مغفرت طلب کی جائے تو شعورِ بندگی کو جلا ملتی ہے۔ اور داخل ہی نہیں خارج کا منظر نامہ بھی ایمان وایقان کے شفق رنگ اجالوں سے مزین ہوتا ہے۔

دین وملت کا درد رکھنے والی شخصیات میں سے ایک خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ہے۔ جن کی زندگی کا لمحہ لمحہ دین کی خدمت اور سر بلندی میں گزرا۔ آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اپنے متعلقین، منسلکین اور حلقہ ارادت میں آنے والے احباب کو مقصد حیات سے نہ صرف آگاہ کیا بلکہ خود بھی اس پر عمل کیا اور سنگیوں کو بھی عمل کرنے کی تاکید فرمائی۔

ذیل میں آپ کے حالات زندگی تحریر کیے جاتے ہیں۔

ولادت باسعادت

"علم وحکمت کا یہ آفتاب ۲۵ دسمبر ۱۹۲۱ء بمطابق ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۱ پوہ ۱۹۷۸ بکرمی بروز اتوار طلوع ہو"

(فیض عالم نقشبندی، حاجی بیاض فیض، سلطانیہ پبلیکیشنز، ص:۱۱۰)

"آپ کے والد گرامی کا نام خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ کی پیدائش اپنے آبائی گاؤں چچیاں میر پور میں ہوئی۔ آپ کی پیدائش اس حجرہ میں ہوئی۔ جس کے سامنے چھوٹا سا برآمدہ اور مختصر سا صحن تھا۔ اس حجرے سے مسجد کی طرف ایک کھڑکی کھلتی تھی۔ حجرے کی دیواریں پتھر اور گارے سے تعمیر کی ہوئی تھیں۔ چھت جنگل سے کاٹی ہوئی بے ڈول لکڑیوں کی تھی۔ حجرے کی اونچائی بھی کوئی خاص زیادہ نہ تھی"۔

(خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ)

ولادت کی بشارت

آپ کے والد گرامی صوفی باصفا اور کامل ولی تھے۔ جنہوں نے آپ کی پیدائش سے کچھ عرصہ پہلے آپ کی آمد کا تذکرہ اپنے ایک ساتھی صوفی فوجدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اسطرح سے فرمایا:

"ہمارے ہاں ایک مہمان آنے والا ہے۔ ان کا نام محمد صادق ہوگا۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بے پناہ رحمتوں سے نوازا ہوگا"۔

(بیاض فیض، ص:۱۰۹)

صوفی فوجدار خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "میں آپ کا اشارہ سمجھ نہ سکا۔ میں نے سوچا کوئی باہر سے مہمان آنے والا ہے۔ جس کا اتنا مقام ومرتبہ ہے۔ لیکن چھ ماہ کے بعد جب خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ہوئی تو میں حاضر خدمت ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا فوجدار خاں وہ مہمان تشریف لا چکا ہے۔ تب مجھ پر یہ اشارہ منکشف ہوا کہ اس مہمان سے مراد کون تھا"۔

(خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ)

مرشد و مربی قبلہ مفتی محمد امین صاحب مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں:۔

''دارالعلوم امینیہ رضویہ فیصل آباد میں کچھ طلباء آزاد کشمیر کے پڑھتے تھے۔ اُنہوں نے اپنے اکابر کی زبانی بیان کیا کہ شیخ المشائخ کی ولادت مبارکہ سے پہلے خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ ہمارے ہاں مہمان آنے والا ہے۔ جس کا مقام مجھ سے کئی درجے اُونچا ہوگا۔ بعدازاں خود مفتی محمد امین صاحب جب دردولت پر ایک دن حاضر ہوا تو حاضری کے دوران خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھ لیا کہ بعض اکابر سے یوں سننے میں آیا ہے۔اس پر آپ نے تصدیق فرمائی''۔

(اکبرداد، پروفیسر، مکاتیب الفردوس، درس شریف، اگھار کوٹلی ۳۸۰/۲)

صوفی بہادر خاں کا بیان ہے جن دنوں خواجہ صاحب کی ولادت باسعادت ہوئی۔ میں حافظ آباد میں محنت مزدوری کے لئے گیا ہوا تھا۔ وہاں سے میرا چچیاں شریف آنا ہوا تا کہ حضرت خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرلوں۔ دربار عالیہ چچیاں شریف میرے قیام کے دوران ایک دن آپ نے فرمایا ''ہمارے گھر ایک مہمان آیا ہوا ہے''۔ میں آپ کی مراد سمجھ گیا۔آپ کی زبان سے یہ خوشخبری سن کر بے حد خوشی ہوئی۔

میں نے عرض کی جناب! آپ نے اسے کہاں چھپا رکھا ہے؟ ہمیں بھی تو زیارت کرائیں۔میری گزارش پرآپ کو باہرلایا گیا۔ہم نے آپ کی زیارت کی۔میرے قیام کے دوران ہی آپ کے سر کے بال پہلی باراُتروائے گئے۔آپ نے حکم دیا کہ انہیں تولا جائے۔وہ بال چاندی کی دونی (دوآنے کا سکہ) کے برابر ہوئے۔ چنانچہ اتنی رقم صدقہ کردی گئی۔

(خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ)

والد گرامی خواجہ سلطان عالم کا کشف

آپ کے والد گرامی خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ اکثر اوقات اپنے والد گرامی خواجہ محمد رکن عالم کے مزار پر مراقبہ کرتے تھے۔ایک دفعہ آپ مراقبہ میں بیٹھے تھے۔آپ نے حالت کشف میں ملاحظہ فرمایا'' آپ کے والد گرامی ایک بچے کو گود میں اٹھائے ہوئے ہیں۔انہوں نے وہ بچہ آپ کی گود میں رکھ دیا اور ساتھ یہ بھی فرمایا یہ لو محمد صادق ہے''۔

(محمد علیم الدین، مفتی، تذکرہ جاناں، خانقاہ سلطانیہ، جہلم، ص:۴۵)

آپ کے والد گرامی اپنے کشف کو پوشیدہ رکھنے کا بڑا اہتمام فرماتے۔مگر اس کشفت کا اظہار اسطرح سے ہوا کہ جب خواجہ صاحب سکول میں داخل ہوئے وہاں اپنے ساتھی لڑکوں کے مختلف نام ملاحظہ فرمائے تو دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اپنا نام تبدیل کر لوں۔اس تبدیلی کے لئے والد گرامی کی اجازت ضروری تھی۔لیکن ان کی خدمت میں خواہش کے اظہار کی ہمت نہ تھی۔گھر میں نانی محترمہ حیات تھیں۔بزرگی کے باعث والد محترم ان کی بات رد نہ کرتے تھے۔ان کو وسیلہ بناتے ہوئے تبدیلی نام کی درخواست کی۔ جس پرآپ نے فرمایا''یہ نام تبدیل نہیں ہوسکتا یہ تو حضرت والد ماجد (خواجہ محمد رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ) کا رکھا ہوا ہے''۔

(ایضاً،ص:۴۶)

ولادت سے قبل گھریلو حالات

خواجہ صاحب کی پیدائش سے پہلے گھر کے حالات کچھ مایوس کن تھے۔ کیونکہ خاندان کے چند دیگر افراد پر دشمنوں نے ایک جھوٹا مقدمہ بنا رکھا تھا۔جس کے باعث آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان اور برادران طریقت بڑی پریشانی اور اضطراب میں تھے۔

آپ کی ولادت مبارکہ تمام متعلقین کے لیے جہاں خوشی اور مسرت کا پیغام لائی وہاں اس جھوٹے مقدمے سے باعزت برأت کا پیش خیمہ بھی ثابت ہوئی۔اس طرح دشمنوں کو اپنے ناپاک عزائم میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔''

(تذکرہ جاناں،ص:۴۳)

بچپن کے چند واقعات

انسانی زندگی بے شمار واقعات سے بھری ہوتی ہے۔ان میں سے بعض تو ذہن سے محو ہو جاتے ہیں۔لیکن کچھ ایسے واقعات ہوتے ہیں جو انسان کی زندگی میں تادم آخر یاد رہتے ہیں۔جن کو انسان بھلائے بھی تو نہیں بھول سکتا۔

i کشتی کی سواری

''آپ نے فرمایا'' میں پانی کے سفر سے بہت گھبراتا تھا۔میں نے کبھی کشتی کا سفر نہیں کیا تھا۔ایک بار جب کشتی کا سفر کرنا پڑا تو میری حالت بہت ناگفتہ بہ ہوگئی۔ایک ساتھی نے میری کیفیت کو جانتے ہوئے مجھے گود میں بٹھالیا۔میری آنکھوں پر چادر ڈال دی۔تاکہ میری نظر پانی پر نہ پڑے اور میں خوفزدہ نہ ہو جاؤں''۔

ii سائیکل پر سواری

''ایک دفعہ بوڑا جنگل کی ایک مائی اپنے گھر والوں سے ناراض ہو کر دربار عالیہ پر آئی۔اسے دربار کا ماحول بہت پسند آیا۔وہ یہیں کی ہو کر رہ گئی۔کچھ دنوں بعد اس کا بیٹا اسے اپنے گھر لے جانے کے لیے آیا۔وہ سائیکل پر سوار تھا۔میں نے سب سے پہلے اس شخص کے پاس سائیکل دیکھی۔میں نے سائیکل پر سواری کرنے کی خواہش کی تو اس نے

مجھے سواری کروائی۔میں نے اس سائیکل پر سوار ہو کر کئی چکر لگائے۔یہ میری سائیکل پر پہلی سواری تھی''۔

iii بچھو کا کاٹنا

بچپن میں مجھے ایک دفعہ بچھو نے کاٹ لیا۔جس کی وجہ سے مجھے بہت درد ہوا۔بابا فقیر محمد پہاڑیہ رحمتہ اللہ علیہ والد محترم کے پاس لے گئے تاکہ آپ سے دم کروائیں۔جب آپ کے پاس پہنچے تو آپ کے پاس قاضی غلام محمد بیٹھے ہوئے تھے۔والد محترم نے قاضی صاحب کو دم کرنے کو کہا۔بابا فقیر محمد پہاڑیہ نے سوچا کہ ابا جان کو شاید درد کا احساس نہیں ہے۔کہنے لگے میں ان سے دم نہیں کراؤں گا۔

مجھے اٹھا کر اندر لے گئے۔گاؤں میں ایک آدمی ایسا تھا جس کے پاس بمبئی سے لایا ہوا تیل تھا۔جو بچھو کے کاٹے پر موثر تھا۔بابا صاحب گئے تیل لے آئے۔مگر اس سے بھی کچھ فائدہ نہ ہوا۔بابا جی کے متعلق خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''مجھ سے اسقدر پیار تھا کہ پوری رات میری وہی انگلی پکڑ کر بیٹھے رہے''۔

iv اجنبی ماحول

آپ فرمایا کرتے تھے''ایک مرتبہ میں والد گرامی کے ساتھ کُلّہ گیا۔میں اس وقت بہت چھوٹا تھا اور وہاں کا ماحول میرے لیے اجنبی تھا میں وہاں جا کر گھبرا گیا۔ساتھیوں نے میری یہ حالت دیکھی تو ایک ساتھی نے میری گھبراہٹ کو اس طرح دور کیا کہ وہ گھوڑا بن گیا اور مجھے سوار کرلیا۔اس طرح میری گھبراہٹ جاتی رہی''۔

v والد صاحب کا انتظار

آپ فرماتے تھے ''والد صاحب نے مجھے لدڑ کے پرائمری سکول میں داخل کروایا۔ وہاں سے جب فارغ ہوا تو ہائی سکول میر پور میں داخلہ لے لیا۔ جس وقت چھٹی کا وقت قریب ہوتا تو والد محترم آبادی سے باہر آ کر میرا انتظار کرتے اور ساتھ تسبیح بھی پڑھتے رہتے تھے''۔

(خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ)

آغازِ تعلیم

آپ نے ایک علمی وعملی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ والد محترم کی عمر پچاس سال ہو چکی تھی۔ ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ طہارت و پاکیزگی سے معطر تھا۔ پھر آپ اکلوتے بیٹے تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ ہوش سنبھالا تو تعلیم کا مرحلہ شروع ہوا۔ آپ کو سب سے پہلے والد گرامی حضرت سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ہی تعلیم کا آغاز کروایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی تعلیم کا آغاز من وعن یاد تھا۔ فرماتے تھے والد محترم نے سب سے پہلے مجھے درود شریف پڑھایا پھر قصیدہ بردہ شریف کا شعر پڑھایا:

كفاكَ بالعلم فی امی معجزةً

فی الجاهلية و التا ديب فی اليُتمِ

(بوصیری، شرف الدین، محمد ابن سعد، امام، قصیدہ بردہ، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور)

اس کے بعد درود شریف پڑھایا۔ اس طرح قرآن مجید پڑھنے کا آغاز ہو گیا''۔ لیکن عام دستور سے ذرا ہٹ کے تھا۔ والد محترم نے دو تین دن حروف تہجی کی پہچان کرائی۔ اس کے بعد قرآن مجید کا سبق شروع کر دیا۔ آپ فرماتے ہیں ''والد محترم کو اگر کبھی سفر پر جانا ہوتا تھا تو مجھے اپنے ساتھ رکھتے تھے تاکہ اسباق کا ناغہ نہ ہو آپ دن کو اپنے معمولات میں مصروف رہتے۔ اس وجہ سے رات کو ہی ہمارا سبق سنتے تھے''۔ ایک دن مشغولیت کے باعث آپ

نے ارشاد فرمایا'' آج کا سبق بابا فضل دین سے پڑھ لو''۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اس وقت میں پہلا پارہ یاد کر رہا تھا اور فرماتے ہیں کہ میں نے سورہ یٰسین کے علاوہ تین چار پارے یاد کیے ہوئے تھے کہ مجھے ٹائیفائیڈ بخار ہو گیا۔ یہ بخار مسلسل چالیس دن رہا۔ اس سے طبیعت بہت کمزور ہو گئی۔ معالج نے کہا ان کی طبیعت حفظ کرنے کی مشقت برداشت کرنے کی متحمل نہیں۔ چنانچہ مجبوراً یہ سلسلہ ترک کرنا پڑا''۔

(علیم الدین، مفتی، نقشبندی مجددی، تذکرہ جاناں، ص:۱۷)

پرائمری کی تعلیم

بخار اُتر جانے کے بعد آپ کو پرائمری سکول لدڑ میں داخل کروایا گیا۔ یہ سکول آپ کے گاؤں چیچیاں سے تھوڑے فاصلے پر تھا۔ اس زمانہ میں پرائمری تعلیم پہلی چار جماعتوں تک ہوتی تھی۔ پرائمری کی تعلیم کے بعد آپ کو مزید تعلیم کیلئے میر پور شہر کے ہائی سکول میں داخل کروایا گیا۔ آپ نے چھٹی جماعت کو پاس کیا تھا کہ آپ کے والد گرامی کا انتقال ہو گیا۔

(ایضاً، ص:۵۱)

علوم دینیہ کی تعلیم

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''موہڑہ اگرو، میں والد ماجد کے ایک عقیدت مند رہتے تھے۔ ان کا نام محمد خاں تھا۔ لیکن مندو کے نام سے مشہور تھے۔ گھر کے اہم معاملات میں ان سے مشورہ لیا جاتا تھا''۔ آپ فرماتے ہیں'' ہم ان کو چچا کہہ کر پکارتے تھے جب تعلیم کا معاملہ درپیش ہوا تو اگر و کے موہڑہ کے مولانا حکیم محمد میاں صاحب نے والدہ ماجدہ کی خدمت میں عرض کیا آپ کو ہمارے پاس بھیج دیں۔

چچا مندو سے مشورہ پر اس نے خواہش ظاہر کی کہ آپ کا قیام میرے گھر ہوگا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا جب اسباق سے فارغ ہوتا تو چچا مندو کے گھر رہتا۔ انہوں نے میرے آرام اور خوراک کا مکمل انتظام کیا ہوا تھا۔ گھر میں گھی کا ایک ڈبہ رکھا ہوا تھا۔ جب بھی کھانے کا وقت ہوتا تو گرم گرم روٹی پر گھی لگا کر پیش کرتا۔

(تذکرہ جاناں، ص:۵۶)

مولانا حکیم میاں محمد سے ہم نے فارسی کے اسباق پڑھے۔ وہ تدریس کے ماہر تھے۔ پڑھانے کا انداز بڑا دلکش تھا۔ ابتداء میں فارسی نامہ پڑھایا۔ اسے ایسے یاد کرایا کہ آج تک مجھے یاد ہے۔ دربار عالیہ پر والدہ محترمہ اور ہمشیرگان تھیں۔ کوئی مرد گھر میں نہ تھا اور عقیدت مند ملاقات کے لیے آتے۔ ان وجوہات کی بنا پر سلسلہ تعلیم منقطع کرنا پڑا اور واپس دربار عالیہ پر آ گئے۔ مولانا محمد عبداللہ جن کے والد گرامی سے اچھے تعلقات تھے۔ قریبی گاؤں لدڑ میں رہتے تھے۔ والدہ محترمہ نے تعلیم کے لیے ان کے سپرد کر دیا۔ درس نظامی کے متداول علوم وفنون میں سب سے زیادہ استفادہ ان سے کیا۔

(خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ، ص:۸۱)

دوران تعلیم عجیب وغریب واقعہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمایا ’’جن دنوں میں استاذ الاساتذہ محمد عبداللہ لدڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھتا تھا تو میرا ایک دوست جو میرا ہم جماعت تھا۔ جس کا نام فضل میراں تھا۔ وہ موضع چوکی بنڈی تحصیل بھمبر کا رہنے والا تھا۔ استاد محترم صوفی باصفا تھے۔ جن پر تصوف کا غلبہ تھا۔ جس کی وجہ سے اکثر محویت اور استغراق میں رہا کرتے تھے۔ میرے دوست کو مجھ سے شکوہ تھا کہ استاد محترم اسباق کی طرف زیادہ توجہ نہیں دیتے۔ ہر وقت وردو

ظائف میں مشغول رہتے ہیں۔ چنانچہ اس نے سن رکھا تھا کہ علی پور سیداں میں ایک مدرسہ ہے جہاں اسباق اچھے ہوتے ہیں‘‘۔ آپ فرماتے ہیں ’’ہم جماعت ہونے کی وجہ سے مجھے فضل میراں سے دلی لگاؤ تھا۔ جب وہ علی پور سیداں پہنچا تو اس نے بذریعہ خط مجھے مطلع کیا کہ وہاں اسباق صحیح طرح جاری ہیں‘‘۔ اپنے دوست کی تحریک اور اسباق کے شوق سے میں والدہ محترمہ کو اطلاع دیے بغیر وہاں سے علی پور سیداں روانہ ہو گیا۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں ’’زندگی کا پہلا سفر تھا جو میں نے اکیلے کیا۔ ایک بچہ اور کم عمری تھی دوسرا اجنبیت بھی۔ میرا گمان تھا جہلم شہر دریائے جہلم سے پار کنارے پر واقع ہے۔ لیکن جب سفر سے واسطہ پڑا تو معلوم ہوا گٹالیاں سے نودس میل کا فاصلہ ہے۔

چچیاں شریف سے میر پور پہنچا۔ وہاں سے تانگے پر سوار ہو کر گٹالیاں کے پتن پر آیا۔ تانگے میں کچھ اور بھی سواریاں تھیں۔ ان میں سے ایک نے مجھ سے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا علی پور سیداں جا رہا ہوں۔ اس نے کہا میں بھی ادھر ہی جا رہا ہوں۔ گٹالیاں پہنچ کر اس نے کہا میں مستری ہوں۔ ادھر ایک گھر میں میرا سامان پڑا ہوا ہے۔ آپ انتظار کریں میں ابھی سامان لے کر آتا ہوں۔ چنانچہ وہ سامان لینے چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سامان لے کے آ گیا۔

پھر کشتی پر سوار ہوئے۔ جب کشتی درمیان میں پہنچی تو ہچکولے کھانے لگی۔ میں نے ملاح سے پوچھا ’’مچھوا کبھی ڈوبا بھی ہے؟‘‘۔ اس نے جواباً کہا اللہ سے خیر مانگو آخر کشتی کنارے لگی۔ اس کا کرایہ دو آنے تھا۔ مستری نے کہا میرا کرایہ بھی دے دو، بعد میں لے لینا۔ پھر تانگے کی سواری کی نوبت آئی۔ جہلم تک کا کرایہ چار آنے فی کس تھا۔ جہلم پہنچ کر اس نے پھر مجھے کرایہ دینے کو کہا۔ وہاں ایک ہندو کی دکان کے سامنے ٹھڑے پر بٹھا کر وہ

بازار چلا گیا۔ پاس کی دکان والے نے مجھ سے پوچھا تو میں نے ساری داستان سنادی۔ مستری کے آنے پر دکان والے نے مستری سے چھ آنے لیکر مجھے دیے اور مجھے ریل کے ذریعے سفر کرنے کا مشورہ دیا۔ تانگے کے اڈے پر پہنچا تو مستری پھر وہاں موجود تھا۔ وہ بھی میرے ساتھ چل دیا۔

گاڑی لیٹ ہونے کی وجہ سے اس نے کھاریاں تک گاڑی پر سفر کرنے کو کہا اور یہ بھی کہا کہ مجھے کھاریاں میں ایک آدمی سے کام بھی ہے۔ پھر وہاں سے سیالکوٹ چلیں گے۔ دونوں بس پر سوار ہوئے۔ بس کا کرایہ چھ آنے تھا۔ دونوں کا مجھے ادا کرنا پڑا۔ کھاریاں پہنچ کر مستری نے مجھے عیدگاہ کے پیچھے ایک تالاب تھا اس پر بٹھا دیا اور ٹسر کی اپنی قمیض دھونے کے لئے کہا۔ خود آبادی میں چلا گیا۔ جاتے ہوئے اس نے کہا مولوی محمد شفیع سے مجھے کچھ کام ہے۔ اب مغرب کا وقت قریب ہوگیا۔ درختوں کے سائے لمبے ہوگئے۔ میں تن تنہا تھا پہلے کبھی نہ سفر کیا تھا۔ زندگی کا اسطرح کا پہلا سفر تھا۔ بڑا گھبرایا بالآخر میں وہاں سے اٹھا اور آبادی میں چلا آیا۔ وہاں سے مولوی محمد شفیع کا پوچھنا شروع کردیا۔ اس نام کا کوئی شخص وہاں نہیں رہتا تھا۔ ایک آدمی نے مجھے کسی اور مولوی صاحب کا گھر بتایا۔ جب میں ان کے گھر پہنچا تو مولوی صاحب کسی بیمار کی عیادت کے لیے گئے ہوئے تھے۔ میں ڈھونڈتا ہوا وہاں تک پہنچا۔ ان کو ساری روداد سنائی تو انہوں نے کہا کہ مولوی شفیع کو تو میں بھی نہیں جانتا۔ البتہ بہت بڑا قصبہ ہے شاید کوئی ہوگا؟ میری باتیں سن کر انہوں نے مجھے اپنے پاس رات ٹھہرنے کو کہا اتنے میں مغرب کی آذان ہوگئی۔

مولوی صاحب کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کی۔ اس کے بعد وہ مجھے اپنے گھر لے آئے۔ انکی اہلیہ نے مجھے دیکھتے ہی کہا یہ کس کو اپنے ساتھ لائے ہو؟ مولوی صاحب

نے میری ساری کہانی اپنی اہلیہ کو سنائی۔ رات کو مجھے کھانا کھلایا اور اپنے خاوند سے کہنے لگی نماز کے بعد اس کو گھر لے آنا۔ چنانچہ نماز کے بعد مولوی صاحب نے مجھے اپنے گھر جانے کے لئے کہا تو میں نے مسجد میں ٹھہرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ میاں بیوی کی گفتگو سے لگ رہا تھا کہ ان کی اولاد نہیں ہے اور وہ مجھے اپنا بیٹا بنانا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے مجھے کہا آپ یہیں میرے پاس رہیں۔ میں آپ کو ابتدائی کتب پڑھاؤں گا۔ ان کا نرم لہجہ ظاہر کررہا تھا وہ محدث علی پوری کے مرید نہیں تو عقیدت مند ضرور ہیں۔

گرمی کا موسم تھا۔ مسجد کی چھت پر سونے کا مشورہ دیا۔ ایک اور مسافر بھی مسجد میں ٹھہرا ہوا تھا۔ چنانچہ آدھی رات کے قریب سخت آندھی بارش اور ژالہ باری ہوئی۔ چھت سے اتر کے نیچے آنا پڑا۔ گھر میں بڑا ناز ونعم سے میرا بستر دوسرے اٹھاتے تھے مگر وہاں میں خود اپنا بستر اٹھا کر نیچے آرہا تھا۔ دل میں گھر کے ہی خیالات گھوم رہے تھے۔ نماز فجر کے بعد مولوی صاحب نے پھر مجھے اپنے پاس رہنے کو کہا۔ میری خاموشی کو دیکھا تو سمجھ گئے کہ یہ رہنا پسند نہیں کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے صبح کے وقت ایک آدمی کو میرے ساتھ ملایا، اسے کہا کہ اس کو بس اسٹینڈ تک پہنچا دو۔ اب میں نے دل میں واپسی کا ارادہ کرلیا تھا۔ لاہور سے جہلم آنے والی بس کے ذریعے جہلم پہنچا اور پھر وہاں سے گھر کی راہ لی۔ گھر پہنچ کر پتہ چلا کہ سارا خاندان سخت پریشانی کے عالم میں ہے۔ مختلف برادران طریقت کو مختلف علاقوں میں مجھے ڈھونڈنے کے لیے بھیجا ہوا ہے۔ میرے متلاشیوں میں سے ایک محمد زمان مہتہ والے جب سیالکوٹ پہنچے تو ان کا کرایہ ختم ہوگیا۔ جس کی وجہ سے انہیں اور بھی زیادہ پریشانی کا سامنا تھا۔ میرے گھر آنے کے تین روز بعد وہ گھر آئے۔

آپ فرماتے ہیں ”میں گھر واپس پہنچا تو سب میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ حضرت

والدہ ماجدہ اس وقت نماز میں مشغول تھیں۔نماز سے فارغ ہو کر انہوں نے مجھے گلے سے لگایا۔محبت و ممتا کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

اس کے بعد آپ نے استادِ محترم کی بارگاہ میں دوبارہ حاضر ہونا شروع کر دیا اور باقی درس نظامی کی کتب ان سے پڑھیں''۔

(علیم الدین نقشبندی مجددی، مفتی، تذکرہ جاناں، باختلاف الفاظ، ص۶۳-۵۸)

(خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ، اعجاز احمد قادری، ص۸۱)

والد گرامی کا وصال

حضرت خواجہ عالم قدس سرہ العزیز ابھی بارہ برس آٹھ ماہ کے تھے کہ والد گرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔آپ کے والد ماجد خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ جو کہ قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے زیادہ مشہور تھے۔

حضرت خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ۲۳ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ بمطابق ۹ مئی ۱۹۳۴ء کو بدھ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان مختصر سی علالت کے بعد انتقال ہوا۔

(تذکرہ جاناں، ص:۵۲)

جس وقت والد صاحب کا انتقال ہوا۔اس وقت آپ کی عمر تقریباً ساڑھے بارہ سال تھی۔آپ اکیلے بھائی تھے اور آپ کی چار ہمشیرہ جو کہ آپ سے چھوٹی تھیں۔والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے وقت مخلص اور جانثار ساتھی بابا فقیر محمد پہاڑیہ اور سائیں محمد اشرف آپ کے سامنے خواجہ صاحب کو بار بار پیش کرتے تاکہ آپ ساتھیوں کو ان کے متعلق کوئی وصیت کریں۔آپ کے وصال کے بعد آپ کی کم سن بیٹیوں اور بیٹے کا کوئی گزر اوقات ہو سکے۔لیکن خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہی تلقین فرمائی۔جس پر آپ نے اپنی

پوری زندگی بسر کر دی۔آپ نے فرمایا''میں اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اچھا ہوگا''۔جتنی مرتبہ بھی ساتھیوں نے پیش کیا ہر دفعہ یہی جواب ملا۔خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ زندگی میں اکثر فرمایا کرتے تھے بعض لوگ توحید کی رٹ لگائے رکھتے ہیں۔لیکن خالص توحید تو اللہ کے برگزیدہ بندوں کے پاس ہوتی ہے۔دلیل میں فرماتے کہ''شریعت میں وصیت جائز ہے۔مگر والد گرامی نے اللہ کے سپرد کیا تاکہ دنیادار ہمارا سہارا نہ بنے۔

(فراہم کردہ معلومات: منیر حسین مجددی، علامہ، بوساطت: اعجاز احمد قادری)

والدین کی محبت وشفقت

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ والدین کی اپنے ساتھ محبت کو بیان کرتے تھے:

''حضرت والد ماجد مجھ پر بے حد شفیق اور مہربان تھے۔عام لوگ اپنی اولاد کو ڈانٹتے، زجر و توبیخ کرتے اور سزا دیتے ہیں وہ میرے ساتھ ایسا کبھی نہیں کرتے تھے۔آپ نے مجھے بے حد شفقت و محبت سے نوازا ہے''۔

(فراہم کردہ معلومات: علیم الدین نقشبندی مجددی، مفتی بوساطت: اعجاز احمد قادری)

مزید فرماتے ہیں: موسم برسات میں اگر رات کو بارش آجاتی اور میری چارپائی کھلے صحن میں ہوتی اور ساتھی بھی کھلے صحن میں سوئے ہوئے ہوتے۔بعض اوقات ساتھیوں کو جگا دیتے تاکہ بارش میں بھیگنے سے بچ جائیں اور بعض اوقات آپ میری چارپائی خود اٹھا کر چھت کے نیچے لاتے اور پھر مجھے اس پر لٹا دیتے۔

(ایضاً)

حضرت پیر سید نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار

قبلہ حضرت صاحب فرماتے ہیں:

حضرت والد ماجد قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ از راہ محبت وشفقت بچپن میں مجھے اکثر اپنی چار پائی پر اپنے ساتھ سلایا کرتے تھے۔ جب آدھی رات بیت جاتی تو آپ اٹھ جاتے، چار پائی پر دوزانوں بیٹھ کر حضرت پیر سید محمد نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار پڑھا کرتے:۔

جہڑا لوے پہچان سجن نوں جانی نوں کی کرسی
پتر ، دھیاں، دولت، دنیا فانی نوں کی کرسی
کر کے جھلا دیوے عالم دو جگ دی سلطانی
جھلا اس دا دو جگ دی سلطانی نوں کی کرسی

(تذکرہ جاناں، ص ۶۸)

محترمہ مائی صاحبہ کی تربیت

آپ نے ایک ایسے علمی وروحانی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ جو علم ومعرفت کی دنیا میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس لئے بچپن ہی سے وہ سارے اسرار آپ کی زندگی میں رونما ہوئے۔ والدہ محترمہ ایک کامل واکمل ولیہ تھیں۔ انہوں نے اپنے لخت جگر سے جہاں پیار و محبت کی فضا قائم کی وہاں اس کی اصلاح اور تربیت کا بھی خیال رکھا۔ بے جا لاڈ پیار دیا جائے تو بچہ عملی زندگی میں بے کار ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر لاڈ پیار کے ساتھ ساتھ تربیت کا مناسب بندوبست ہو تو بچے کا مستقبل سنور جاتا ہے''۔

(خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ)

چونکہ آپ اکلوتے نور نظر تھے، اس لئے آپ کو پیار و محبت وافر مقدار میں دیا گیا۔ اس کے

ساتھ ساتھ آپ کی تربیت کا بھی خاص خیال رکھا گیا۔ کیونکہ آپ کو مخلوق خدا کی رہنمائی کے لئے تیار کیا جا رہا تھا۔

(تذکرہ جاناں)

احکام شریعت کی پاسداری

آپ کے والد گرامی نے بچپن ہی سے آپ کی ذات میں یہ چیز رکھ دی تھی تا کہ آپ احکام شریعت کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ آپ خود فرماتے ہیں'' کھانا کھانے اور پانی پینے میں آپ نے مجھے فرمایا جب کھانا کھاؤ تو دایاں گھٹنا اٹھا کر رکھو اور بائیں کو بچھا کر رکھو''۔ آپ نے فرمایا'' بسم اللہ سے ابتداء کرو اور الحمد للہ پر انتہا''۔ خود بھی آپ دوران طعام الحمد للہ کا ورد کرتے رہتے تھے۔

پانی پینے کے بارے فرمایا، '' پانی کھانے سے پہلے پیو کہ باعث شفا ہے اور درمیان میں پانی پینا دوا ہے اور کھانے کے بعد پانی پینا کئی تکالیف کا باعث بنتا ہے''۔ آپ پانی پیتے وقت تین وقفے کیا کرتے تھے پانی پینے اور کھانا کھانے کیلئے مٹی کا برتن استعمال کرتے تھے۔ پانی اس وقت تک نہ پیتے تھے جب تک کہ روشنی میں دیکھ کر اطمینان نہ فرما لیتے۔ کھانا تناول کرنے کے بعد برتن کو اچھی طرح صاف کر لیا کرتے۔ سالن سے لتھڑا ہوا برتن کبھی نہ چھوڑتے۔ ہاں اگر سالن ضرورت سے زیادہ ہوتا تو برتن میں رہنے دیتے۔

(ایضاً)

اہل اللہ سے ملاقات کے آداب

خواجہ صاحب خود فرماتے ہیں'' ایک دفعہ ہل سناراں میں زرگروں کا ایک با اثر اور متمول خاندان جو خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کا بہت معتقد تھا۔ صوفی احمد دین اوران

کے بھتیجے صوفی غلام حیدر اسی خاندان کے افراد تھے ایک دفعہ انہوں نے خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے گاؤں دعوت پر بلایا اور صاحبزادے کو بھی ساتھ لانے کی درخواست کی۔ آپ نے ان کی اس دعوت کو قبول کیا۔ دربار عالیہ سے ہم چار افراد ہل سناراں روانہ ہوئے۔

﴿۱﴾ خواجہ محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ ﴿۲﴾ خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ

﴿۳﴾ مولانا محمد اکبر علی پاکپتنی رحمۃ اللہ علیہ ﴿۴﴾ سائیں صلاح محمد رحمۃ اللہ علیہ

یہ سفر پیدل کرنا تھا۔ آپ نے مولد اور گل پیڑہ کا رستہ اختیار کیا۔ میں چھوٹا تھا۔ مولانا محمد اکبر نے عرض کی صاحبزادہ چھوٹا ہے، زیادہ سفر ہونے کی وجہ سے تھک جائے گا۔ لہٰذا اٹھا لیتے ہیں''۔ مگر آپ نے فرمایا ''ابھی چلنے دو بعد میں دیکھا جائے گا''۔ آپ فرماتے ہیں'' جب گل پیڑہ کے قریب کڈھیری پہنچے تو میرے پاؤں میں کانٹا چبھ گیا۔ اس حالت میں پیدل سفر کرنا مشکل ہو گیا۔ سوئی سے کانٹا نکالا گیا۔ اب باقی سفر مجھے اٹھا کر طے کیا گیا۔ دریا کو عبور کیا تو دوسرے کنارے ڈھنگروٹ شریف کا قبرستان تھا اسی قبرستان میں خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی مربی خواجہ محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف تھا۔ وہاں حاضری دی حضرت خواجہ محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ زندہ تھیں والد ماجد نے کچھ کپڑے اور چاندی کے روپے مجھے دیئے اور کہا جا کر اُن کی اہلیہ کو پیش کرو ساتھ ہی مجھے حاضری کے آداب سکھائے کہ پہلے ہدیہ پیش کرنا اس کے بعد قدم بوسی کرنا۔

میں حویلی کے اندر داخل ہوا تو خواجہ محمد حیات صاحب کی اہلیہ چرخہ کات رہی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی گلے لگا لیا والد ماجد کے احوال پوچھے تو میں نے عرض کیا۔ باہر کھڑے ہیں۔ یہ سن کر مائی صاحبہ دوڑی آئیں اور آواز دی، اب آپ اجنبی بن گئے ہیں

والد صاحب نے جونہی آواز سنی ننگے پاؤں اندر داخل ہوئے۔ ٹوپی مبارک سر سے اتار کر خواجہ محمد حیات صاحب کی اہلیہ کے قدموں میں رکھی۔ طبیعت بے قابو ہو گئی اور آپ رونے لگے وہاں سے اجازت ملنے کے بعد ہم نے باقی سفر کیا اور ہل سناراں پہنچے۔ وہ ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ گاؤں سے باہر انہوں نے استقبال کیا۔ وہاں میں نے دیکھا وہ لوگ روزانہ ظہر کے بعد چائے پیا کرتے تھے۔

(خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ، ص ۸۵)

درود شریف کے ورد کی نصیحت

آپ فرماتے ہیں ''والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے بال لمبے تھے جو کندھوں تک آجاتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ سر پر ٹوپی استعمال کرتے تھے لیکن آپ نے مجھے سر کے بال منڈوانے اور عمامہ پہننے کی تلقین کی''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے عمامہ پہننے کا طریقہ عملی طور پر بتایا۔ آپ نے فرمایا'' باندھتے وقت ہر پیچ کے ساتھ درود پاک پڑھا کرو اور اتارتے وقت بھی ترتیب ملحوظ رکھو''۔ یعنی ایک ایک پیچ اتارو نیز آپ نے عمامہ کی توقیت اور احترام کا حکم دیا اور فرمایا'' یہ شرف اور بزرگی کا نشان ہے''۔

(ایضاً)

لالچ، طمع اور سوال درازی سے روکنا

خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''والد گرامی نے ہمیں لالچ، حرص اور سوال کرنے سے منع فرمایا'' اور تاکید فرمایا کرتے تھے ''اگر تم اس حال وقال پر رہے جو ہم نے تمہیں تلقین کیا ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں غنی فرما دے گا اور لوگ مرغ وحلوا پیش کریں گے

لیکن تم قبول نہ کرو گے۔ اگر اس پر قائم نہ رہے تو ہاتھ میں گدائی کا کاسہ ہو گا اور میدان کھلا ہو گا''۔

(تذکرہ جاناں)

نوٹ: قبلہ حضرت صاحب کا کسب معاش آپ کی زمینیں تھیں۔

خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت

خواجہ صاحب اپنے والد گرامی خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دست بیعت تھے۔خود فرماتے ہیں کہ'' ایک مرتبہ والد گرامی حاجی غلام مصطفٰی کو بیعت کر رہے تھے، میرے دل میں بھی بیعت کا شوق پیدا ہو گیا۔فوراً والدہ محترمہ کے پاس جا کر کہا میرے ہم جماعت بیعت ہو رہے ہیں۔ میں بھی بیعت ہونا چاہتا ہوں۔ وہ نانی صاحبہ کے پاس گئیں۔انہیں خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا۔خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تین جگہیں ہیں ﴿۱﴾ باولی شریف ﴿۲﴾ ڈھنگروٹ شریف ﴿۳﴾ گوڑہ سیداں شریف''۔ یہ سن کر میں نے جواب دیا یہ آپ کے پیر خانے ہیں۔مجھے آپ کافی ہیں۔اس جواب پر آپ کے چہرے پر خوشی کا اظہار ہوا اور ہاتھ بڑھا کر سلسلہ عالیہ میں شامل کر لیا۔اس کے بعد مولانا غلام نبی کو فرمایا'' ان کو توجہ دو''۔

(ایضاً)

(فراہم کردہ معلومات: منیر حسین مجددی، علامہ، بوساطت: اعجاز احمد قادری)

لطائف کی پہچان

چونکہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکلوتے بیٹے تھے۔اس لئے والد گرامی نے بچپن ہی سے خلافت کی ذمہ داریوں کو برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا کر دی۔ چنانچہ خواجہ سلطان عالم

نے آپ کو کم سنی میں ہی لطائف یعنی روح، سر، خفی، نفس اور سلطان الاذکار کے مقامات کی شناخت کرا دی اور ان پر ذکر کا طریقہ بھی بیان فرمادیا۔

(خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ، ص:۸۶)

تعویذات کی اجازت

والد گرامی نے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مختلف تعویزات کے لکھنے کا طریقہ بتایا اور ان کی اجازت بھی دے دی۔ سلسلہ نقشبند کے فیض کے حصول کے لئے خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی کا ایک طویل عرصہ بزرگوں کی خدمت میں گزارا۔خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں'' آپ تعویذ لکھنے کی مجھ سے مشق کرواتے اگر میں سستی کرتا تو آپ مجھے فرماتے تعویذ لکھو ہم آپ کو پیسے دیں گے''۔

(تذکرہ جاناں)

لاعلاج بیماریوں کا دم اور علاج

خواجہ صاحب فرماتے ہیں'' ایک دفعہ ماموں جی سرکار بیمار ہو گئے۔علالت نے طوالت اختیار کر لی تو آپ نے حکم دیا کہ ''سورہ تغابن'' کے اول آخر، گیارہ گیارہ بار درود پاک پڑھ کر اور اس کے بعد اذان فجر پڑھ کر کاغذ کی نلکی بنا کر درج ذیل اعضاؤں پر پھونک مارو ہر عضو کیلئے از سر نو پڑھنا ہے''۔

وہ اعضاء یہ ہیں۔

(۱) منہ (۲) دایاں نتھنا (۳) بایاں نتھنا (۴) دائیں آنکھ
(۵) بائیں آنکھ (۶) دایاں کان (۷) بایاں کان

ہر بار پاس رکھے ہوئے پانی پر بھی پھونک مار کر آخر میں وہ سارا پانی مریض کو پلا دیں۔ یہ

دم ہر قسم کی بیماری کیلئے مجرب ہے اگر چہ وہ لا علاج بیماری ہو۔ اس کے علاوہ جنات اور آسیب کے لئے بھی نافع ہے۔

(خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ)

پریشان حال لوگوں سے محبت

محترم عبدالقدیر صاحب (لیوٹن) نے راقم الحروف کو بیان کیا: ''ایک مرتبہ میری جلد پر چھوٹے چھوٹے سرخ دانے (دھدر) بن گئے۔ علاج میں کوئی کسر نہ چھوڑی مگر افاقہ نہ ہوا۔ حکیم صاحب نے کوئی دوا لگانے کیلئے دی، وہ لگانے سے جلد اور خراب ہو گئی۔ قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے اپنا لعاب دہن متاثرہ جگہ پر مل دیا۔ چندروز کے بعد نشان تک مٹ گیا۔

☆ عبدالقدیر صاحب ہی راوی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک حافظ صاحب کے ہاں دو سر والی (سر کے ساتھ ایک چھوٹا گوشت کا لوتھڑا، جو سر ہی نظر آتا تھا) بیٹی پیدا ہوئی۔ اطباء نے کہا اگر آپریشن کیا تو جان کا خطرہ ہے۔ وہ پریشانی کے عالم میں اپنی شہزادی قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے کر حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا۔ اللہ خیر کرے گا اور چند ہفتوں بعد وہ خون کا لوتھڑا خود بخود گر گیا۔ جب حضرت صاحب کو اس بات کی اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا، ''اللہ پر یقین کامل کا نتیجہ ہے''۔

دانتوں کی حفاظت کیلئے نوافل

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ''مظفر آباد کے ایک صوفی صاحب تھے جو والد ماجد کے دل گرفتہ تھے۔ شکل وصورت کے اعتبار سے بڑے وجیہہ تھے۔

دلائل الخیرات شریف پڑھنے کی اجازت مجھے اور انہیں اکٹھی ملی تھی۔ البتہ نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے کی اجازت آپ نے ہمیں اوائل عمر میں ہی عطا فرمادی تھی۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کے لئے دو رکعت نماز نفل ادا کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ یہ نوافل دانتوں کی حفاظت کے لئے ادا کئے جاتے ہیں''۔

(خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ، ص:۵۲)

والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد روحانی تربیت

اس دار فانی سے رحلت فرما جانے کے بعد مزید روحانی تربیت میں والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے دو خلفاء صوفی فوجدار خان اور میاں ستار محمد رحمہما اللہ نے اہم کردار ادا کیا۔ سلوک کی جو منازل ابھی باقی تھیں ان کے طے کرنے میں انہوں نے بڑی توجہ اور تندہی سے کام لیا۔ ان کے علاوہ آپ نے دو مجذوبوں سے بھی فیض پایا۔ آپ نے ایک کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا ''میں سروعہ کی مسجد میں گیا جس میں کبھی مولوی محمد صادق ولد نثار احمد ساکن انب، امام تھے۔ اس مسجد کے قریب ایک قبرستان تھا۔ جہاں مجذوب کا ڈیرہ تھا۔ وہ دن کو قبرستان سے گھاس اور تنکے اکٹھے کرتا، رات کو اس مسجد میں قیام کرتا اور باآواز بلند ذکر کرتا تھا۔ جس کی آواز دور دور تک سنائی دیتی تھی''۔ لوگوں میں یہ بات مشہور تھی۔ وہ مجذوب جس جگہ بیٹھتے تھے چلے جانے کے بعد وہاں سے خوشبو آتی تھی۔ نیز اس مجذوب کا کہنا یہ تھا'' ہم نے بخاری شریف اس طرح پڑھی ہوئی ہے جس طرح لوگ پٹی پڑھتے ہیں''۔ اور اس کا خط بہت اچھا تھا۔ جس وقت میں مسجد میں گیا ہمارے پاس ایک خوبصورت اون سے بنی ہوئی چادر تھی۔ میں نے شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے اون سے بنی ہوئی چادر اس مجذوب کو تحفے میں بھیجی۔ اس اللہ کے نیک بندے کا کام

یہ تھا، اگر کوئی اسے کپڑا بھیجتا تھا تو وہ اس کپڑے کو پتھر پر مار مار کر نا قابل استعمال بنا دیتا تھا۔ لیکن جب ہماری اون سے بنی ہوئی چادر اس کے پاس پہنچی تو انہوں نے کہا رکھ دو۔ اس ساتھی نے کہا یہ چادر ہمارے پیشوا نے بھیجی ہے۔ ان کے لئے دعا کر دینا۔ تو جواباً انہوں نے فرمایا ''کروں گا''۔

خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ ''اس واقعہ کے بعد میری طبیعت میں نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی، پہلی سی حالت نہ رہی، بے چینی اور بے قراری پیدا ہوگئی پہلے والا سکون جاتا رہا''۔ دوسرے مجذوب کا نام سائیں محمد بوٹا تھا جو جالندھر کے رہنے والے تھے۔ عالم مجذوب سے پہلے انہوں نے پہلوانی کے فن میں کمال حاصل کیا ہوا تھا۔ کشتی کے سلسلہ میں جہلم آئے وہاں سے چیچیاں شریف میں حضرت خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جونہی آپ کی نگاہ پڑی تو کایا ہی پلٹ گئی پہلوانی والی حالت بدل گئی مجذوبیت چھا گئی۔ دنیا و ما فیہا کی لذت کو چھوڑ کر جنگلوں اور پہاڑوں میں رہنے لگے۔ خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری حیات میں دوبارہ چیچیاں شریف آنا نہ ہوا۔ آپ کے وصال کے چار سال بعد اچانک دربار شریف پر آئے۔ لیکن اس وقت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ موجود نہ تھے۔ جس کی وجہ سے ملاقات نہ ہوسکی۔ رخصت ہوتے وقت یہ کہا ''ایک دفعہ پھر حاضر ہونا ہے''۔ میرے پاس ایک امانت ہے جو صاحبزادہ صاحب کو دینی ہے۔ اس کے بعد وہ امانت خواجہ صاحب تک کیسے پہنچی اس بات کو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صیغہ راز میں رکھا ہوا تھا جو آج تک ظاہر نہ ہوا۔

(تذکرہ جاناں)

والدہ ماجدہ کا ادب

ادب واحترام آپ کی ذات میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ خواجہ صاحب نے حضرت خواجہ عالم قدس سرہ العزیز نے زندگی بھر جو کام بھی کیا اس کو اپنی طرف منسوب نہ کیا بلکہ حضرت خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ، آپ کی اہلیہ اور بزرگانِ سلسلہ کا فیض جانا، مانا اور ظاہر کیا۔ ادب واحترام میں آپ فرماتے ہیں ''میں نے پوری زندگی جب سے ہوش سنبھالا ہے اپنی والدہ کی چارپائی پر ان کے ساتھ نہیں بیٹھا۔ جب بھی میں آپ کے پاس آتا آپ میرے لئے نیچے مصلاّ بچھا دیتیں جس پر میں بیٹھتا تھا۔ آپ کی شفقت ومحبت مثالی تھی۔ پیشانی پر بوسہ دیتیں۔ سر پر ہاتھ پھیرتیں اور فرماتیں چارپائی پر میرے ساتھ بیٹھنے میں کیا حرج ہے۔ آخر تم نے میرا دودھ بھی تو پیا ہے۔

(تذکرہ جاناں، ص:۹۱)

نکاح

سلطان پور کے قریب ایک گاؤں جس کا نام ہل سناراں ہے۔ وہاں زرگروں کا ایک خاندان آباد تھا۔ اس خاندان کی ایک مائی صاحبہ جس کا نام شریفاں صاحبہ تھا۔ وہ خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئی۔ اس کے شوہر کا نام صوفی احمد دین تھا۔ جو بعد میں خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ مریدین میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد اس خاندان کے لوگ خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔

خواجہ سلطان عالم فرماتے تھے کہ والد گرامی اس عورت کو بہن جی کہہ کر پکارتے تھے۔ اس لحاظ سے ہم انہیں پھوپھی صاحبہ کہتے تھے۔

خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی عقیدت ومحبت مثالی تھی۔ دربار عالیہ کو وہ اپنا گھر سمجھتی تھی۔ اس وجہ سے والدہ محترمہ ان کی رائے کا احترام کرتی تھیں۔ آپ فرماتے ہیں ”جب ہم تھوڑے سے بڑے ہوئے تو پھوپھی صاحبہ کو ہماری شادی کی فکر لاحق ہوئی وہ چاہتی تھیں کہ ہماری جلدی شادی ہوجائے۔

پھوپھی صاحبہ خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ میں ہی شادی کے کپڑے سلوا کر لے آئیں۔ خواجہ سلطان عالم نے پوچھا بہن شریفاں کس کو پہناؤ گی؟ انہوں نے برملا جواب دیا آپ کی بھتیجی آمنہ بی بی دختر قاضی محمد عالم کو پہناؤں گی۔ آپ نے فرمایا ”بہن آپ کی مرضی کوشش کرکے دیکھ لو“۔

جب مائی شریفاں وہاں پہنچیں تو قاضی محمد عالم خاموش بیٹھے رہے۔ ان کی اہلیہ نے ادھر ادھر کی باتیں کر کے انکار کردیا۔ جس سے مائی شریفاں کو ذلی صدمہ ہوا۔ واپسی پر خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا تو آپ نے فرمایا ”جس طرح اللہ کی رضا ہے“۔ مائی شریفاں عرض کرنے لگی کہ اب میں یہ کپڑے پہنا کردم لوں گی۔ حضور میری التجا ہے ”میری پوتیاں نواسیاں موجود ہیں۔ جس کو پسند فرمائیں اسے کپڑے پہنا دیں۔

اسی دن حاجی بقا محمد رحمۃ اللہ علیہ بھی دربار عالیہ پر موجود تھے۔ قبلہ مائی صاحبہ نے فرمایا ”ان سے بات کر کے دیکھ لو“۔ چنانچہ جب ان سے بات ہوئی تو کہنے لگے، بڑی بچی کی منگنی ہو چکی ہے البتہ چھوٹی بچی کی کہیں بات نہیں ہوئی۔ اگر حضور قبول فرمائیں تو وہ حاضر ہے۔ خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو منظور کرلیا۔

حاجی بقا محمد رحمۃ اللہ علیہ بمبئ (موجودہ ممبئ) کسی کام کی غرض سے جارہے تھے۔ انہوں نے گھر والوں کو خط لکھا کہ مائی شریفاں بچی کے رشتے کے لئے آرہی ہیں۔

جس طرح کہیں اسی طرح کیا جائے۔ قصہ مختصر دربار عالیہ سے مستورات کے ساتھ میاں فتح محمد اور بابا فقیر محمد پہاڑیہ نمائندہ کے طور پر گئے اور کپڑے پہنانے کی رسم ادا کی گئی۔

(فیض عالم نقشبندی، حاجی، بیاضِ فیض، ص:۱۱۹)

کچھ عرصہ بعد جب خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہکا اصلاحی دورہ اس علاقہ کی طرف ہوا تو حاجی بقا محمد رحمۃ اللہ علیہ کے گھر تشریف لے گئے۔ فرمایا ہماری بچی کہاں ہے؟ آپ نے شفقت کا دست اقدس پھیرا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا۔ رسم نکاح آپ کے وصال کے بعد ہوئی۔ بارات میں چالیس افراد شامل تھے جو گھوڑوں پر سوار تھے۔ شادی کے چند سال بعد پہلے صاحبزادے جن کا نام سلطان محمود رکھا گیا تھا، پیدا ہوئے اور پانچویں دن انتقال کر گئے۔ اس کے بعد دوسرے صاحبزادے شکم مادر میں قبل از پیدائش انتقال کر گئے۔ ان کے بعد یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیاں، ان کے بعد ایک صاحبزادے جن کا اسم گرامی محمد عبدالواحد دامت برکاتہم العالیہ ہے جو قبلہ حاجی پیر (رحمۃ اللہ علیہ) کے نام سے مشہور ہیں، کی ولادت ہوئی۔ آپ نے ایک اور نکاح بھی فرمایا جن سے خواجہ محمد زاہد دامت برکاتہم العالیہ کی ولادت ہوئی۔

(ایضاً)

☆☆☆☆☆

خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی ذوق

پہلے ہم علم کی فضیلت واہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کریں گے

علم کی فضیلت واہمیت قرآن کریم کی روشنی میں

علم کے ذریعے آدمی ایمان ویقین کی دنیا آباد کرتا ہے، بھٹکے ہوؤں کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے، بروں کو اچھا بناتا ہے، دشمن کو دوست بناتا ہے، بیگانوں کو اپنا بناتا ہے اور دنیا میں امن وامان کی فضا پیدا کرتا ہے۔

علم کی فضیلت وعظمت، ترغیب وتاکید مذہب اسلام میں جس بلیغ ودلآویز انداز میں پائی جاتی ہے اس کی نظیر اور کہیں نہیں ملتی، تعلیم وتربیت، درس وتدریس تو گویا اس دین برحق کا جزو لاینفک ہے، کلام پاک کے تقریباً اُٹھتر ہزار الفاظ میں سے سب سے پہلا لفظ جو پروردگار عالم جل شانہ نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل فرمایا وہ اِقرَاء ہے، یعنی پڑھیے! اور قرآن پاک کی چھ ہزار آیتوں میں سب سے پہلے جو پانچ آیات نازل فرمائی گئیں ان سے بھی قلم کی اہمیت اور علم کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِي خَلَقَ{} خَلَقَ الاِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ{} اقْرَأْ وَرَبُّکَ الاکْرَمُ{} الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ{} عَلَّمَ الاِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ{}

(القلم:۵-۱)

ترجمہ: پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔اس نے انسان کو علقہ سے پیدا کیا۔اور پڑھیے کہ آپ کا رب کریم ہے۔جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔سکھلایا آدمی کو جو وہ نہ جانتا تھا۔

گویا وحی الٰہی کے آغاز ہی میں جس چیز کی طرف سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے نوعِ بشر کو توجہ دلائی گئی، وہ لکھنا پڑھنا اور تعلیم وتربیت کے جواہر وزیور سے انسانی زندگی کو آراستہ کرنا تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب نبوت کے منصب عظیم سے نوازا گیا، اس وقت جزیرۃ العرب کی کیا حالت تھی؟ قتل وغارت گری، چوری، ڈکیتی قتل اولاد، زنا، بت پرستی کون سی ایسی برائی تھی جو ان میں پائی نہ جاتی ہو۔بعضے وقت بڑے فخریہ انداز میں اسے انجام دیا جاتا تھا۔اللہ کے رسول نے ان کی تعلیم وتربیت اس انداز سے کی اور زندگی گزارنے کے ایسے اصول بتائے کہ دیکھتے ہی دیکھتے ان کی حالت یکسر بدل گئی اور تہذیبی قدروں سے آشنا ہوگئے۔جہاں اور جدھر دیکھیے لوگ تعلیم وتعلم سے جڑ گئے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"یرفع اللہ الذین أمنوا منکم والذین أوتوا العلم درجت۔"

(المجادلہ:۱۱)

ترجمہ: اللہ بلند کرے گا ان کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں تم میں سے اور علم والوں کے درجے۔

"قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔"

(الزمر:۹)

ترجمہ:۔آپ فرمادیجئے کیا علم والے اور جاہل برابر ہوسکتے ہیں۔

مذکورہ دونوں آیات کا مطلب یہ ہے کہ اہلِ علم کا مرتبہ غیر اہلِ علم سے بڑا ہے۔

یہ واضح ہے کہ فرض کا چھوڑنا گناہِ کبیرہ ہے اور جس کام کا کرنا بندے پر فرض ہو، اس کام کا طریقہ سیکھنا بھی اس کے ذمہ فرض ہے۔

علامہ حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، آیت:

"والذین أوتوا العلم درجٰت"

کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یرفع الله المؤمن العالم علی المؤمن غیر العالم ورفعه الدرجات تدل علی الفضل والمراد بالعلم، العلم الشرعی۔"

(عسقلانی، حافظ ابن حجر فتح الباری، تصحیح وتحقیق: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، ادارات البحوث العلمیہ والافتاء والدعوۃ والارشاد بالمملکۃ العربیۃ السعودیہ)

ترجمہ:۔"اللہ تعالیٰ مومن عالم کو مومن غیر عالم پر فضیلت عطا فرماتا ہے اور درجات کی رفعت علم کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے، اور یہاں علم سے مرادِ علمِ شرعی ہے"۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ، آیت:

"وعلم أدم الأسماء کلها"

کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یہ آیت علم کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق میں اپنی حکمت کے کمال کو صفتِ علم کے ذریعے ظاہر فرمایا، اگر علم سے اشرف کوئی شے ہوتی تو اس شے کے ذریعے اپنے فضل کا ظہار کرنا ضروری ہوتا"

مگر اللہ تعالیٰ نے علم کی نعمت کو اپنے فضل کے اظہار کے لئے منتخب فرما کر علم کے اشرف وافضل ہونے کو واضح فرمایا۔"

(رازی، فخر الدین، الامام، التفسیر الکبیر، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ایک جگہ ارشادِ خداوندی ہے:

"فاحتمل السیل زبدًا رابیًا۔"

(ابراہیم:۱۷)

اس آیت کے متعلق بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ سیل سے مراد یہاں علم ہے، حق تعالیٰ نے علم کو پانچ وجوہ کے سبب پانی سے تشبیہ دی ہے:

۱:۔"ان المطر ینزل من السماء، کذٰلک العلم من السماء۔"

ترجمہ:۔"بارش آسمان سے اُترتی ہے، اسی طرح علم بھی آسمان سے اُترتا ہے۔"

۲:۔"ان صلاح الارض بالمطر، فاصلاح الخلق بالعلم۔"

ترجمہ:۔"بے شک زمین کی دُرستگی بارش سے ہوتی ہے، پس مخلوق کی اصلاح علم سے ہوتی ہے۔"

۳:۔"ان الزرع والنبات لا یخرج بغیر المطر، کذٰلک الأعمال والطاعة لا تخرج بغیر العلم۔"

ترجمہ:۔"بے شک کھیتی اور پودے بغیر بارش کے نہیں نکلتے، اسی طرح اعمال اور اطاعت بغیر علم کے نہیں نکلتے۔"

۴:۔"ان المطر فرع الرعد والبرق، کذٰلک العلم، فان العلم فرع الوعد والوعید۔"

ترجمہ:۔"بارش، کڑک اور بجلی کی فرع ہے، اسی طرح علم وعد اور وعید کی فرع ہے۔"

۵:۔"ان المطر نافع وضار، کذٰلک العلم نافع وضار، نافع لمن عمل به، وضار لمن لم یعمل به"

ترجمہ:۔"بے شک بارش نافع بھی ہے اور نقصان دہ بھی، اسی طرح علم نافع بھی ہے اور

نقصان دہ بھی، علم پر عمل کرنے والوں کے لئے علم نفع مند ہوتا ہے، اور علم پر عمل نہ کرنے والوں کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔"

امام رازی، تفسیر کبیر میں تحریر کرتے ہیں:

"فان اللہ تعالیٰ وصف العلماء فی کتابہ بخمس مناقب۔"

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں علماء کے پانچ مناقب بیان فرمائے ہیں:

۱:-الایمان:- جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

"والرّاسخون فی العلم یقولون اٰمنا بہ۔"

(آل عمران:۷)

ترجمہ:-"اور جو لوگ علم میں پختہ کار ہیں یوں کہتے ہیں کہ ہم اس پر یقین رکھتے ہیں۔"

۲:-التوحید والشھادہ:-

جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

"شھد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو والملٰئکۃ واولوا العلم۔"

(آل عمران:۱۸)

ترجمہ:-"للہ تعالیٰ نے، فرشتوں نے اور اہل علم نے گواہی دی ہے کہ بجز اس کی ذات کے کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں ہے۔"

۳:-البکاء:-

جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

"یخرون للاذقان یبکون ویزیدھم خشوعا۔"

(بنی اسرائیل:۱۰۹)

ترجمہ:-"اور ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور قرآن ان کا خشوع بڑھا دیتا ہے۔"

۴:-الخشوع:-

جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

"ان الذین اوتوا العلم من قبلہ اذا یتلی علیھم یخرون للأذقان سجدا۔"

(بنی اسرائیل:۱۰۷)

ترجمہ:-بے شک جن کو قرآن سے قبل علم دیا گیا تھا، یہ قرآن جب ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔"

۵:-الخشیۃ:-

جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

"انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء"

(فاطر:۲۸)

ترجمہ:-"خدا سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔"

اور جس شخص کی موت طالب علمی کے زمانے میں ہو، اس کو شہادت کی موت نصیب ہوگی۔ طلبِ علم کی حالت میں موت شہادت ہے۔

جیسا کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلے میں فرماتے ہیں کہ:

"ان کان لہ اشتغال بہ تألیفًا أو تدریسًا أو حضورًا فیما یظھر ولو کان یوما درساً ولیس المراد الانھماک۔"

(شامی، علامہ، ابن عابدین، ردالمختار علی الدر المختار فی شرح تنویر الابصار، مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ پاکستان الطبعۃ الثانیہ)

ترجمہ:۔"علم کے ساتھ اشتغال کا مفہوم یہ ہے کہ خواہ تالیف کا سلسلہ ہو یا تدریس کا، یا صرف کسی درس میں شامل ہوتا ہو، اگر چہ ایک دن میں ایک ہی درس ہو، یعنی انہماک مراد نہیں۔"

یہاں سے تو علماء اور علم کی فضیلت اور اس کا ضروری ہونا ثابت ہوا، لیکن فضیلتِ علم کا منشایہ ہے کہ اس کے ساتھ عمل ہو، کیونکہ عبادت بغیر علم کے نہیں ہوسکتی، اور جو ہوتی ہے وہ عبادت کی محض صورت ہوتی ہے۔ علم سے مراد یہ بھی نہیں کہ محض الفاظ کی صحت اور ان کا ترجمہ جانتا ہو، بلکہ علم ایک نور ہے، جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس"

(الانعام:۱۲۲)

ترجمہ:۔"اور ہم نے اس کے لئے ایک نور کردیا جس کو وہ لوگوں کے درمیان لئے پھرتا ہے۔"

علمے کہ راہِ حق نہ نماید جہالت است

یعنی حقیقی علم وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو، اور وہ عمل کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی، پس علم بدون عمل کے جہالت ہے۔

❁❁❁❁❁

علم کی فضیلت پر احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

❁۔عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور بے شک علم طلب کرنے والے کے لیے ہر چیز استغفار کرتی ہے حتیٰ کہ مچھلیاں (بھی) سمندر میں اس کے لیے استغفار کرتی ہیں۔"

(ابن عبدالبر، ابوعمر یوسف بن عبداللہ، مالکی، جامع بیان العلم وفضلہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت،)

❁۔عن ابن عباس رضی اللہ عنہما

ایک گھڑی علم کی طلب وتلاش کرنا پوری رات قیام کرنے سے بہتر ہے اور ایک دن علم کی تلاش وطلب کرنا تین ماہ کے روزوں سے بہتر ہے۔

(الدیلمی، ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الہمدانی، الفردوس بماثور الخطاب، تحقیق: زغلول، السعید بن بسیونی، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

❁۔عن ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

علم میری اور مجھ سے پہلے انبیا (علیہم السلام) کی میراث ہے۔

(الدیلمی، الفردوس بماثور الخطاب)

❁۔عن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عالم زمین پر اللہ تعالیٰ کا امین ہے۔

(ابن عبدالبر، جامع بیان العلم وفضلہ)

❁۔عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عالم، علم اور عمل جنت میں ہیں پس جب عالم اس پر عمل نہیں کرے گا جسے وہ جانتا ہے (تو) علم اور عمل جنت میں ہوں گے اور علم (جہنم کی) آگ میں ہوگا۔ (الدیلمی)

۞ عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جو ایسا راستہ چلے جس میں وہ علم کی طلب کرے (تو) اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت جانے کا راستہ آسان فرما دے گا۔

(الترمذی، محمد بن عیسی بن سورۃ، سنن الترمذی، مشرکۃ المکتبہ)

۞ ۔عن سنجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جس نے علم کی طلب وتلاش کی (تو) وہ تلاش گذشتہ گناہوں کے لیے کفارہ ہوگی۔

(ایضاً)

۞ ۔عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جس نے (کسی کو) علم سکھایا تو اس کے لیے اس کا اجر وثواب ہے جو اس پر عمل کرے (اور) عمل کرنے والے کے اجر وثواب سے (بھی) کمی نہیں ہوگی۔

(ابن ماجۃ، محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجہ، نور محمد کتب خانہ، کراچی)

۞ ۔عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے دین میں فقیہ وعلم شریعت کا (ماہر) بنا دیتا ہے۔

(ایضاً)

۞ ۔عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

تھوڑا عمل (بھی) علم کے ساتھ نفع دیتا ہے اور زیادہ عمل جہالت کے ساتھ فائدہ نہیں دیتا۔

(الدیلمی، الفردوس بماثور الخطاب)

۞ ۔عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ہر چیز کے لیے ایک راستہ ہے اور جنت کا راستہ علم ہے۔

(الدیلمی، الفردوس بماثور الخطاب)

۞ ۔عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب تو علم کا ایک باب سیکھے گا (تو وہ) تیرے لیے ہزار رکعت مقبول نفلی نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور جب تو وہ علم لوگوں کو سکھائے گا اس پر عمل کیا جائے یا نہ کیا جائے تو وہ تیرے لیے ہزار رکعت مقبول نفلی نماز سے بہتر ہے۔

(ایضاً)

۞ ۔عن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جس نے دو حدیثیں سیکھیں اور ان کے ذریعے اپنی جان کو نفع دیتا ہے یا وہ اپنے علاوہ کسی کو دو حدیثیں سکھاتا ہے اور وہ اس سے فائدہ اٹھاتا ہے تو یہ اس کے لیے ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

(ایضاً)

۞ ۔عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حکمت کی بات جسے آدمی سنتا ہے وہ اس کے لیے ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے اور علمی مذاکرہ کے وقت ایک ساعت بیٹھنا ایک غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔

(ایضاً)

ذیل میں ہم قبلہ حضرت صاحب کی علم سے محبت کے حوالے سے چند مثالیں پیش کریں گے۔

شعبہ حفظ کے طلبہ کیلئے اسکول کی تعلیم کا انتظام

۶ جون ۱۹۹۱ء کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پروفیسر اکبر داد صاحب سے فرمایا کہ تمام مدارس، جہاں ہمارے نظام کے تحت شعبہ حفظ قائم ہے، میں یہ ہدایت پہنچادی جائے کہ وہ طلبہ کو قریب کے اسکولوں میں داخل کرادیں اور ساتھ حفظ کی کلاس بھی جاری رکھیں تاکہ حفظ کے ساتھ پرائمری تک تعلیم بھی حاصل کرسکیں۔ ہماری کوشش ہے کہ حفظ کے علاوہ دین کی مبادیات سے ہمارے طالب علم واقف ہوں اور یہ تعلیم اس مقصد کیلئے سودمند ثابت ہوگی۔

نیز آئندہ ہمارے مدارس میں داخلہ کیلئے پرائمری اسکول کے معیار تک تعلیم لازمی شرط ہوگی۔

(علیم الدین نقشبندی، مفتی، تذکرہ جاناں)

آپ نے نایاب کتب کی اشاعت کا بھی اہتمام کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے مختلف اوقات میں مختلف لوگوں کی خط وکتابت کے ذریعے رہنمائی فرمائی جن کو مکاتیب الفردوس کے نام سے جمع کیا گیا ہے۔

دین وملت سے گہری دلچسپی اور محبت کا ثبوت آپ کے اس عمل سے بھی ظاہر ہے کہ آپ نے نایاب کتب کی اشاعت کروائی جو کہ علمی خدمت کا نادر نمونہ ہے۔

نایاب کتب کی اشاعت

ذیل میں دی گئی معلومات کے راوی جناب مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی صاحب

ہیں۔ محترم اعجاز صاحب کے توسط سے یہ معلومات ہم تک پہنچیں۔ فجزاہ اللہ خیر

﴿۱﴾ مناقب الحضرات

یہ کتاب فارسی زبان میں تھی۔ جس کے مخطوطے مختلف مقامات پر موجود تھے۔ لیکن وہ سارے کے سارے ناقص تھے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انڈیا آفس لائبریری سے اس مخطوط کا عکس منگوایا۔ جو بہت خوش خط تھا۔ لیکن وہ بھی ناقص تھا۔

آپ نے اس کی فوٹو کاپی منگوا کر ڈاکٹر معین الدین نظامی کے سپرد کی۔ جنہوں نے اس کا اردو ترجمہ کیا۔ اس کتاب کے مصنف محمد امین بدخشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جو حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔

یہ بنیادی طور پر حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ہے۔ لیکن اس میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اور آپ کے صاحبزدگان اور دیگر خلفائے کرام کے بارے میں ایسی معلومات ہیں جو کسی اور میں موجود نہیں۔ جس سے بہت ساری غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ہوجاتا ہے۔

﴿۲﴾ تحفہ سلطانیہ

یہ حضرت حاجی بقاء محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ہے۔ جس میں انہوں نے تصوف کی اصطلاحات اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سلطانیہ کے بارے ذکر فرمایا ہے۔

اس کے مصنف حضرت خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل اور حضرت حاجی پیر دامت برکاتہم کے ناناجی ہیں۔ آپ نے اس کی باقاعدہ اشاعت کا اہتمام فرمایا۔

﴿۳﴾ خزائن فتحیۃ الاسرار

یہ کتاب سلسلہ عالیہ شطاریہ کے سلوک پر مشتمل ہے۔ برصغیر میں اس سلسلہ کے مشہور شیخ حضرت غوث محمد گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔اس کتاب میں حضرت قاضی فتح اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کچھ حالات بیان کئے ہیں۔ اس کا ایک ہی نسخہ دنیا میں موجود تھا۔جواب بھی گلہار شریف میں موجود ہے۔

خواجہ صاحب نے وہ نسخہ جناب مفتی علیم الدین کو عطا کیا۔مفتی صاحب نے سب سے پہلے اس نسخہ کو نقل کیا تا کہ اصل کوخرابی لاحق نہ ہو۔اس کے بعد اس کا ترجمہ کیا جو مخطوطہ کی صورت میں موجود ہے۔ پھر اس میں سے قاضی فتح اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کا استخراج کیا اور خواجہ صاحب کی زبان سے سنے ہوئے حالات لکھے۔اس طرح اس کتاب کا نام ''قاضی فتح اللہ شطاری'' رکھا۔

﴿۴﴾ عارفہ کشمیر مائی صاحبہ

آپ نے اپنی والدہ محترمہ کے حالات زندگی چھپوائے۔والدہ محترمہ کا آپ کی زندگی میں بہت بڑا اور اہم کردار ہے۔ کیونکہ آپ کے والدگرامی بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے۔آپ کی ساری تعلیم وتربیت والدہ صاحبہ کی نگرانی میں ہوئی۔اس لئے آپ خود فرماتے تھے۔میں نے زیادہ حصہ والدہ محترمہ سے حاصل کیا ہے۔

﴿۵﴾ اپنی اہلیہ کے حالات زندگی

حافظ محمد زاہد سلطانی البکری الصدیقی کی والدہ محترمہ (حضرت صاحب کی زوجہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا) کے حالات زندگی بھی آپ نے تحریر کروائے ہیں۔

﴿۶﴾ مقالات

خواجہ صاحب کے والدمحترم خواجہ محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک پران کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ان موضوعات کوتحریری شکل میں لاکر ایک کتاب کی شکل دی گئی۔ یہ ذمہ داری منیر حسین مجددی صاحب کی لگائی گئی۔جنہوں نے اس کام کوبطریق احسن سرانجام دیا۔

﴿۷﴾ الجنات الثمانیہ

یہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے حالات زندگی پرلکھی گئی کتاب ہے۔ جو عربی زبان میں ہے۔ اس کتاب کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے شیخ عبدالاحد المعروف گل جی نے لکھا۔یہ مخطوطہ تھا جو کہ علی گڑھ یونیورسٹی میں موجود تھا۔ صاحبزادہ بدرالاسلام صاحب نے اسے منگوا کرعربی متن پرتحقیق کی، پھر اس کا ترجمہ استاذ العلماء مفتی علیم الدین صاحب نے اردو میں کیا۔اگر چہ آپ نے اس کا حکم جاری نہیں کیا۔ لیکن آپ کی موجودگی میں یہ کام بھی ہوا۔

﴿۸﴾ البلاغ المبین

آپ نے اس پر بھی کام کروایا جس کا ایک حصہ چھپ چکا ہے۔(اجتماعی رہنمائی کیلئے جامعہ الفردوس، کوٹلی میں تختہ سیاہ پرلکھی جانی والی تحریروں کا مجموعہ)

﴿۹﴾ تاریخی ریکارڈ کی حفاظت

آپ نے تاریخی ریکارڈ کی حفاظت اس طرح بھی فرمائی کہ بعض مشائخ کرام

کے تذکرے معرض وجود میں نہیں آئے تھے۔

آپ نے ان کے متعلق وافر مقدار میں معلومات محفوظ فرمائیں اور جن کے تذکرے چھپ چکے تھے ان کے بارے میں غیر مطبوعہ معلومات بہم پہنچائیں۔

﴿۱۰﴾ کلام شعراء کی حفاظت

مختلف شعراء کے غیر مطبوعہ کلام کی حفاظت فرمائی۔ مثلاً میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ (کھڑی شریف) کا کلام۔

﴿۱۱﴾) غیر مطبوعہ کتب کی حفاظت

آپ نے سید نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے غیر مطبوعہ کتب کی حفاظت فرمائی۔ ان کی فوٹو کاپی دربار عالیہ میں رکھوائی۔ اور ان کا دلائل الخیرات کا کیا ہوا پنجابی ترجمہ جو منظوم ہے آپ نے محفوظ کیا۔

﴿۱۲﴾ مولانا عبدالمنان (سائیں لیراں والے) کے حالات زندگی

آپ نے مولانا عبدالمنان صاحب المعروف سائیں صاحب لیراں والے کے حالات زندگی چھپوائے۔

﴿۱۳﴾ اسرارالاولیاء

آپ کے خاندان کی دینی خدمات کے موضوع پر لکھی گئی ہے۔ آپ نے اس کتاب کی طباعت کا اہتمام بھی کیا۔

☆☆☆☆☆

خط وکتابت کے ذریعے اصلاح

راہ ہدایت سے بھٹکے ہوئے افراد کو آپ نے مختلف انداز میں راہ راست پر لانے کی سعی کی۔ کبھی عرس کی تقریبات منعقد کر کے تو کبھی نایاب کتب کی اشاعت سے۔ کبھی قرآن مجید حفظ وناظرہ پڑھا کر تو کبھی خط وکتابت کے ذریعے۔ گویا جس انداز کو بھی اپنایا مشن صرف یہی تھا کہ دین اسلام کی خدمت ہو جائے اور یہ بھولی ہوئی انسانیت اپنے مالک حقیقی کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل پیرا ہو سکے۔

آپ سے دور ونزدیک، اندرون وبیرون ملک بسنے والے افراد مختلف طریقوں سے فیض یاب ہوئے۔ جو آپ تک پہنچ سکتے تھے حاضری دے کر اصلاح ودرستی حاصل کر لیتے تھے۔ البتہ جو حاضری کے شرف سے کسی وجہ سے محروم رہتے تو وہ خط وکتابت کے ذریعے اپنے مسائل کا حل آپ سے پوچھ لیتے۔ آپ قرآن وسنت کے مطابق ان کے مسائل کا حل پیش کرتے۔ آپ کی اس مساعی جمیلہ سے نہ صرف کوٹلی شہر جگمگا اٹھا بلکہ پورا ملک اور پورا عالم اسلام اس شمع ہدایت سے فیض یاب ہونے لگا۔

مکتوبات کی اہمیت

خط کے بارے مشہور ہے کہ نصف ملاقات ہوتی ہے۔ یہ انسانی زندگی کے آئینہ دار ہوتے ہیں جو روزمرہ کے پیش آنے والے واقعات وحالات، معاشرتی وسیاسی تغیرات کے اسباب وعلل کو سمجھنے کے لیے مدومعاون ثابت ہوتے ہیں۔

خطوط کی مختلف اقسام ہیں۔ مثلاً ذاتی، کاروباری، معاملاتی اور سرکاری خطوط۔ لیکن اگر ان اقسام سے تھوڑا اوپر جائیں تو اس کی دو بڑی اقسام ہیں۔ ایک عمومی اور دوسرا خصوصی۔

اوّل الذکر وہ خطوط ہوتے ہیں۔جن کو مکتوب الیہ نے پڑھ لیا تو ان کی افادیت ختم ہوگئی۔اب اس کو پھاڑ کر ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جاتا ہے یا جلا دیا جاتا ہے۔جبکہ موخر الذکر ایسے خطوط ہیں، جو زمانے کی تبدیلیوں کے باوجود اپنی اہمیت لیے ہوتے ہیں۔ جو قابل استفادہ دستاویزات کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور آنے والی نسلیں اس سے اپنے اسلاف کے بارے معلومات حاصل کرتی ہیں۔

خط ایک ایسا معلومات کا خزانہ ہے۔جس سے لکھنے والے کا مقام و مرتبہ اور حالات معلوم کیے جاسکتے ہیں۔جیسے حضور اکرم ﷺ کے لکھے ہوئے خطوط سرکاری اور معاملاتی خوبیوں کے علاوہ ادبی چاشنی اور فن کا بہترین مظاہرہ ہیں۔یہ مکتوب اپنے اندر صدق و راستی کی ایک دنیا سموئے ہوئے ہیں۔ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ساتویں صدی عیسوی کا انداز فکر کیسا ہے؟ کفر و شرک کی ظلمت و سیاہی کی کیفیت کیسی ہے؟

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات سے عہد اکبری کے ناموافق حالات اور دین و حاملین دین کا ردعمل اور ان پر آنے والے مشکل حالات کا اندازہ ہوتا ہے۔

غالب کے خطوط، علامہ اقبال کے قائداعظم کے نام خط، آپس کے تعلقات اور برصغیر پاک و ہند کے سیاسی حالات اور مسائل پر علامہ اقبال کے نقطہ نظر کی وضاحت ملتی ہے۔''

(قادری اعجاز احمد، خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی و ملی خدمات کا تحقیقی جائزہ)

خواجہ محمد صادق صدیقی رحمتہ اللہ علیہ کو لکھے گئے خطوط بھی اپنے وقت کا مزاج پیش کرتے ہیں۔ان میں اکثر خطوط لوگوں نے اپنی معاشی بدحالی، بیماری اور بلائے جان قرض کی قید سے چھٹکارے کے لیے لکھے۔آپ نے ان کے جواب میں دنیاوی مسائل کے حل کی

نشاندہی کے ساتھ ساتھ احباب کی نیکی کی طرف توجہ مبذول کرائی۔نماز کی پابندی اور قرآنی تعلیمات کی پیروی کی تاکید کی۔حقوق اللہ اور حقوق العباد پورے کرنے کی تلقین کی۔توجہ الی اللہ کے لیے بزرگوں کے آزمودہ اوراد و وظائف بتائے۔

ان خطوط میں جہاں دینی مسائل کا حل ہے، وہاں نجی اور اجتماعی معاملات کا حل بھی پیش کیا گیا۔انفرادی اور اجتماعی پریشانیوں کے علاوہ جسمانی اور روحانی پریشانیوں کا شافی علاج بتایا گیا۔تصوف وسلوک میں رہنمائی کے ساتھ ساتھ تعلیمی افکار کے بارے میں راہنمائی فراہم کی گئی۔الغرض حسن سیرت کا کوئی جزو خالی نہیں چھوڑا گیا۔

ان مکاتیب میں یہ بات بڑے اہتمام کے ساتھ لکھی گئی کہ خط لکھنے والے کا خلاصہ اور دربار شریف کی طرف سے خط کی روانگی کی باقاعدہ تاریخ بھی لکھی گئی ہے۔اور بعض خطوط میں اس بات کا بھی اہتمام کیا گیا کہ خط لکھنے والے کا نام صیغہ راز میں رکھا جائے۔

اوراد و وظائف اور تسکین قلب کا سلطانی علاج

یوں تو آپ کا ہر خط اصلاح اور نورِ ہدایت کا مکمل سامان لیے ہوئے ہوتا ہے۔لیکن بعض خطوط ایک نقطہ کی واضح نشاندہی کرتے ہیں۔جیسے چند خطوط میں آپ نے وظائف کی تلقین کی جو کہ قلبی سکون کا ذریعہ ہیں اور قرآن مجید فرقان حمید اس پر دال ہے۔

☆ ''۱۶ ڈویژن بیٹل سکول رحیم یار خاں سے میجر محمد رزاق نے تسکین قلب اور نجات کے لیے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ نصیحتیں اور اوراد و وظائف کی گزارش کی ہے۔آپ نے اس کا جواب لکھا:

سلام مسنون! یاد آوری کا شکریہ، اللہ تعالیٰ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔نماز کی

پابندی کریں۔ اگر ممکن ہو تو باجماعت نماز پڑھیں۔ وقت مقرر کر کے یہ پڑھیں۔

''یا اللہ ، یا رحمن ، یا رحیم، یا حیی، یا قیوم ''۵۰۰ مرتبہ پڑھیں اوّل آخر درود شریف پڑھیں۔

تعداد کا خیال رکھیں۔ کم وبیش نہ ہو۔ دوران وظیفہ گفتگو سے پرہیز کریں۔ اپنے دینوی مسائل اور اُخروی فکر پیش نظر رکھیں۔ اگر پابندی کی تو اللہ تعالیٰ فائدہ دے گا''۔

(اکبر داد، پروفیسر، مرتبہ، مکاتیب الفردوس، ج ا جامع مسجد شریف الفردوس گلہار، کوٹلی، آزاد کشمیر)

☆ ''تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی سے راجہ محمد داؤد نے لکھا کہ غریب آدمی ہوں۔ زمین کا مقدمہ چل رہا ہے۔ چھوٹی سی دوکان ہے۔ بڑی مشکل سے گزارا ہوتا ہے۔ بے حد مقروض ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

سلام مسنون! خط ملا، اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے۔ اللہ تعالیٰ کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھو۔ اس ذات کے احکام پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ نماز پابندی سے پڑھیں۔ ہو سکے تو باجماعت پڑھیں۔ ساری کوشش اس ذات کی رضا کے لیے ہونی چاہیے۔ ہم دُعا گو ہیں۔

آپ ۷۸۶ بار بسم اللہ صحت لفظی کے ساتھ اپنی دینی اور دینوی حاجات مدنظر رکھ کر روزانہ بوقت فرصت پڑھا کریں۔ سورہ یٰسین بعد نماز فجر اور سورۃ واقعہ بعد نماز مغرب بلاناغہ پڑھیں۔ جہاں بیعت ہیں ان کی ہدایات پر عمل کرتے رہیں اور ان سے رابطہ رکھیں۔ خواہ قلمی ہی ہو، راہنمائی ملتی رہے گی

(ایضاً ،ص:۴۹)

☆ مولانا محمد منشا صاحب (برادر اکبر مفتی محمد امین صاحب، راقم الحروف کے نانا جان) نے

خط لکھا کہ چھوٹی بیٹی سخت بیمار ہے۔ بلڈ پریشر کی مریض ہے۔ بعض ڈاکٹر کہتے ہیں کہ دل اور پھیپھڑے بالکل ٹھیک نہیں ہیں۔ کوئی کہتا ہے، نفسیاتی اثر ہے۔ تعویذ اور دُعا کے لئے عرض ہے۔

دربارِ عالیہ سے جواب:

سلام مسنون! خط ملا، حالات سے واقفیت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی پریشانی دور فرمائے اور آپ کو سکون عطا فرمائے! دُعا گو ہوں۔

دنیا دار المحن ہے۔ کبھی عسر کبھی یسر اسکا خاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہیں اور اس پر بھروسہ کر کے ہر روز نماز فجر کے بعد یا سنتوں اور فرضوں کے درمیان سورہ فاتحہ بسم اللہ کے میم کے وصل سے مع آمین پڑھیں۔ اوّل آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف اور ایک بار سورہ یٰسین پڑھیں۔ پھر پانی پر دم کر کے مریضہ کو دیں۔ اللہ تعالیٰ شفا دینے والا ہے۔

(مکاتیب الفردوس، ص:۵۳)

☆ ضلع پونچھ سے محمد رشید نے لکھا کہ گھریلو زندگی بیماریوں سے تلخ ہے۔ والدین، بیوی اور میں خود بیمار رہتا ہوں۔ اس وجہ سے خاصا مقروض ہوں۔ حالات کی بہتری کے لیے دُعا کی گزارش ہے۔ آپ نے لکھا:

سلام مسنون! خط ملا، حالات سے آگاہی ہوئی۔ ہم عاجز دُعا گو ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حفظ وامان میں رکھے۔ اوامر ونواہی کا خیال رکھیں، نماز کی پابندی کریں اور اپنے گھروں میں نماز پڑھیں۔ اگر ہو سکے تو وقت معین کر کے ۵۰۰ بار '' سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْمِ اوّل آخر ۱۰۰، ۱۰۰ بار درود شریف اور سورہ یٰسین پڑھیں اللہ کی یاد ہی سب بیماروں کا موثر علاج ہے۔

(ایضاً ،ص:۶۲)

☆ محمد فیاض صاحب نے اچھے کالج میں داخلے کے لئے آپ سے دُعا کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا:

سلام مسنون! خط ملا۔ حالات سے واقفیت ہوئی۔ اللہ آپ کو نیک مقصد میں کامیاب کرے۔ نماز کی پابندی کریں۔ صبح کی نماز کے بعد ۲۱ بار ''رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا'' پڑھا کریں اوّل آخر، ۷ بار درود شریف پڑھا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم میں اضافہ فرمائے گا۔ دنیا کی کوشش کے ساتھ ساتھ دین کی محبت رکھیں۔ اصل مقصد تو احکام شریعت کی اتباع ہے۔ اگر یہ دھیان رہے تو دنیا کے کام بھی عبادت بن جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تائید شامل حال رہتی ہے

(مکاتیب الفردوس، ص:۸۶)

☆ انگلینڈ سے محمد حسین صاحب نے لکھا کہ میری اہلیہ بات بات پر جھگڑا کرتی ہے۔ جس کی وجہ سے سخت پریشان ہوں۔ دُعا اور تعویذات کے لیے عرض ہے۔ آپ نے جواب ارشاد فرمایا:۔

سلام مسنون! خط ملا، حالات سے آگاہی ہوئی۔ اللہ آپ کو حفظ و ایمان میں رکھے۔ نماز کی پابندی کریں۔ ۷۸۶ بار بسم اللہ الرحمن الرحیم اوّل آخر ۱۱، ۱۱ بار درود شریف روزانہ پڑھیں اور پڑھتے وقت خیال رکھیں کہ اللہ ہماری بے سکونی کو سکون میں بدل دے۔ کوئی چیز دم کر کے کھلا دیا کرو۔ مگر اس کی موجودگی میں دم نہ کیا کریں۔ نماز کا خیال رکھیں۔ باقاعدگی سے پڑھیں اللہ تعالیٰ سے رشتہ جوڑنے کی کوشش جاری رکھیں۔ سکون کا یہی واحد ذریعہ ہیں۔

(ایضاً، ص:۱۰۰)

☆ شاہ نواز صاحب نے نارووال سے لکھا کہ ہمشیرہ کی منگنی میں رشتہ دار رکاوٹ بن رہے ہیں۔ بہتری کے لیے دُعا کی اپیل ہے۔ دربار عالیہ سے جواب۔

سلام مسنون! خط ملا، حالات سے آگاہی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ آپ کی مشکلات دور ہوں۔ صبح کی نماز کے بعد آپ یا آپ کی ہمشیرہ سورہ یٰسین دھیان سے پڑھے۔ ۱۰۰ مرتبہ ''رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ'' پڑھیں۔

(مکاتیب الفردوس، ص:۱۰۱)

☆ بونگہ صالح سے مقصود احمد صاحب نے لکھا نے لکھا کہ ہم سب گاؤں والے ایک بدکردار شخص کی وجہ سے سخت پریشان ہیں۔ آپ نے فرمایا:

سلام مسنون! آپ کا مکتوب ملا، دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ ہر نوع کے شر کے خلاف اس کی یاد موثر ڈھال ہے اور سکون قلب کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ امید ہے، آپ اپنے معمولات کی پابند کرتے ہوں گے۔ بالخصوص نماز تہجد کا اہتمام رکھیں اور متوجہ الی اللہ رہیں۔ اگر معمولات میں کوتاہی ہو تو رہ جانے والے اسباق کا اب اعادہ کرلیں اور آئندہ کے لیے احتیاط برتیں۔

اگر ممکن ہو تو ہر روز وقت مختص کر کے پانچ سو بار آیت کریمہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ'' توجہ اور دھیان سے پڑھیں، مقصد مد نظر رہے۔ اوّل آخر سو، سو بار درود شریف ملائیں۔ درویشوں کے پاس دنیوی شر و فساد سے بچنے کے لیے ذکر خدا ہی ایک سہارا ہے۔ یہی بزرگوں نے تعلیم دی ہے اور یہی طالب علموں کو پہنچاتے ہیں۔ وہ ذات غفور رحیم اور سمیع بصیر ہے۔ وہ اپنے یاد کرنے والے کو تنہا

نہیں چھوڑتی۔البتہ خلوص اور توجہ شرط ہے۔

(مکاتیب الفردوس،ص:۳۷۲)

☆ انگلینڈ سے وزیر حسین صاحب، میں نے لڑکے کی پاکستانی خاتون سے شادی کروائی اب وہ ایک انگریز لڑکی کے ساتھ رہتا ہے۔کوئی تعویذ بھیجیں۔کیونکہ شادی میں نے کروائی ہے۔مجرم میں ہوں۔آپ نے اس کا جواب لکھا:

سلام مسنون! خط ملا، پریشانی کا علم ہوا۔ بے راہ روی کا دور ہے۔ اکثر لوگ اسکے مضر اثرات سے پریشان ہیں ۔ یہ حالات دو مختلف تہذیبوں کے ملاپ سے پیدا ہوتے ہیں۔ پریشان ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ سمجھ سے کام لیں۔خود نماز کی پابندی کریں اور اللہ تعالیٰ سے زاری کرتے رہیں۔وہ ذات مقلب القلوب ہے۔دلوں کا پھیر اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔بندہ عاجز بھی دُعا گو ہے۔

اگر ہو سکے تو ایک ہزار بار روزانہ ''یـــاوَدود'' کا ورد توجہ سے کریں۔اوّل و آخر سو، سو بار درود شریف پڑھیں لڑکے اور اس کی پہلی بیوی کا تصور ذہن میں رکھیں۔ انشاء اللہ نتائج اچھے ہونگے۔

(ایضاً،ص:۳۳۲)

☆☆☆☆☆

دینی مسائل کا حل مکتوبات کی روشنی میں

قبلہ حضرت صاحب سے جب کوئی بذریعہ خط وکتابت دینی وشرعی مسائل کا حل پوچھا جاتا تو آپ قرآن وسنت کی روشنی میں اس کا حل پیش کرتے۔جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

☆ نارووال سے حیدر علی صاحب نے داماد کی فوتگی اور دُعا کے لیے عرض کیا۔

دربار عالیہ سے جواب

سلام مسنون! خط ملا، آپ کے داماد کا پڑھ کر سخت صدمہ ہوا''اِنَّـــا لِـلّٰـــهِ وَ اِنَّـــا اِلَيْـــهِ راجـــعـــون اللہ سے اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل اور صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہماری طرف سے ختم شریف میں پانچ ہزار کلمہ طیبہ شامل کریں۔دس روپے ارسال ہیں۔ ختم کے لیے نمک وغیرہ خرید لیں۔ ختم کے لیے یتیموں کے ترکہ سے کچھ بھی استعمال نہ کیا جائے ، شرعا جائز نہیں۔کوئی رشتہ دار اپنی طرف سے ختم دلوائے۔ بلکہ آپ بھی احتیاط کیا کریں کہ ایسے مقامات جہاں بچے یتیم ہوں ، کھانا کھانے سے پرہیز کریں۔
''وَلَا تَقْرَ بُوْاماَلَ الْيَتِيْمِ '' نص قطعی ہے۔آپ دوسروں تک بھی یہ پیغام پہنچائیں۔

(مکاتیب الفردوس،ص:۴۶)

☆ گوجرانوالہ سے محبوب عالم صاحب نے لکھا کہ بلڈ پریشر اور گیس کی تکلیف ہے۔قرض بہت دینا ہے۔دُعا اور تعویذ کے لیے عرض ہے۔ مجھے شہر سے دو صد روپے ملے ہیں ان کا کیا کروں؟ آپ نے جواب ارشاد فرمایا:۔

سلام مسنون! خط ملا ، حالات سے واقفیت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے، وہ آپ

کی پریشانیاں دور فرمائے۔ پرہیز لازم ہے۔ سادہ غذائیں کھائیں، مرغن اور چکنی چپڑی چیزوں سے پرہیز کریں۔ ڈاکٹروں کے مشورے پر عمل کریں بھوک چھوڑ کر کھانا کھائیں۔ تعویذ بھی ارسال ہیں۔ فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس پر بھروسہ کریں۔ خود اور سارے گھر والے نماز کی پابندی کریں۔ ختم خواجگان بھی معمول بنائیں۔

روپوں کے بارے انتظار کریں۔ اگر کوئی کہے کہ میرے گرے ہیں تو یقین کر کے دے دیں۔ ورنہ کچھ عرصہ بعد کسی درس میں دے دیں۔ ثواب کی نیت اصل مالک کی طرف کر دیں۔

(مکاتیب الفردوس، ص:۵۵)

☆ لاہور سے شہزاد رشید صاحب کا مکتوب کہ کاروبار کی حالت ست ہے۔ دُعا کریں اور حضور ﷺ کا یوم پیدائش ہفتے کا کونسا دن ہے؟ آپ نے جواب ارشاد فرمایا:

''سلام مسنون! خط ملا، حالات سے آگاہی ہوئی۔ روزی کا فکر نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر بھروسہ رکھیں۔ آپ اپنا کام کرتے رہیں۔ نماز اور دیگر معمولات کی پابندی کریں۔ حضور ﷺ کے یوم ولادت پر علماء امت کا اجماع سوموار 'پیر کے دن' پر ہے''۔

(ایضاً، ص:۱۱۶)

☆ منہاج القرآن سے حافظ محمد عابد، حافظ محمد منیر، حافظ عبدالقیوم، محمد حبیب احمد نے خط لکھا کہ پہلے ہم رمضان شریف میں قرآن مجید سناتے تھے اس دفعہ چھٹی نہیں ہو رہی۔ کوشش کرنے سے چھٹیاں مل سکتی ہیں۔ کیا حکم ہے؟۔

دربار عالیہ کی طرف سے جواب

عزیز حافظ صاحبان متعلمین ادارہ منہاج القرآن لاہور۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا خط ملا، پڑھ کر معلوم ہوا کہ آپ کو قرآن پاک سنانے کا ازحد شوق ہے۔ مگر ادارہ میں امسال تعطیلات نہ ہونے کی وجہ سے آپ کو اپنا شوق پورا ہوتا نظر نہ آیا تو آپ نے منطقی استدلال کے ذریعے وہاں سے بھاگ نکلنے کے کئی طریقے خط میں تحریر کیے اور ثابت کیا کہ رمضان المبارک میں پڑھائی نہیں ہوگی۔ اس لیے یہاں رہنا بے سود ہوگا۔ مانا کہ آپ سارے حافظ قرآن ہیں اور قرآن پاک سنانے کا آپ کو بہت شوق ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس شوق کو قائم رکھے۔ مگر یہ تو بتائیے۔ آپ اس ادارے میں قواعد وضوابط کی پابندی کے ساتھ پڑھنے کے لیے بھیجے گئے ہیں یا اپنا شوق پورا کرنے کے لیے اگر ادارہ تعطیلات کے سلسلے میں بند نہیں ہوتا تو آپ کو تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیے اور اپنے مقصد کے حصول کی خاطر ادارے میں حاضر رہنا چاہیے۔

رہی قرآن مجید سنانے کی بات، اگر ادارہ آپ کو کسی جگہ قرآن پاک سنانے کے لیے مقرر کرتا ہے یا کہیں قریب کی مسجد میں آپ کو قرآن پاک سنانے کا موقع ملتا ہے تو فَبِھَا ورنہ ایک دوسرے کو نفلوں میں سنا دیا کریں اور انتظامیہ کے پروگرام کے مطابق اپنی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھیں۔

اگر آخری عشرہ میں دیگر طلباء انتظامیہ کے پروگرام کے مطابق اعتکاف کرتے ہیں تو کیا یہ عمل آپ کو پسند نہیں؟

جب تک آپ ادارے میں زیر تعلیم ہیں۔ آپ کو ہر حال میں ادارہ کے قواعد وضوابط کی پابندی کرنا ہوگی۔

(مکاتیب الفردوس، ص:۱۹۵)

☆ مولوی فضل حسین نے آپ کو خط لکھا۔ جس میں انہوں نے حافظ محمد صدیق کے رشتہ کے لیے دُعا کی گزارش کی اور آپ کی مسجد میں اذان سے پہلے یا بعد میں درود شریف نہ پڑھنے کی وجہ پوچھی۔ آخر میں قاری سرور کی مسجد کے چیئرمین نے کنجریاں منگوا کر آتش بازی کی۔ قاری صاحب نے ان کے گھر کا کھانا بھی کھایا ہے۔ اس کی اصلاح کی استدعا ہے۔

سلام مسنون! آپ کا خط ملا، آپ کے خیالات پاکیزہ ہیں۔ اس سے آپ کے دینی جذبہ کی عکاسی ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں ہم اہل سنت و جماعت ہیں اور فقہ میں امام اعظم کے پیرو ہیں۔ ہماری مسجد میں اذان سے پہلے درود شریف کا رواج نہیں ۔حالانکہ ہمارے ساتھی وظائف میں درود شریف کثرت سے پڑھتے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارا تعمل سلف صالحین پر ہے۔ اس کی اصل وہاں نظر نہیں آتی۔ ورنہ ہم سے یہ کوتاہی نہ ہوتی۔

ہمارا ناقص خیال ہے کہ جب سے وہابیت اور اس کی ہم خیال جماعتوں کی سرزمین ہند میں نمود ہوئی اور ان سے متعلق یہ تاثر بڑھا کہ وہ درود شریف سے اہل سنت و جماعت کی طرح عقیدت نہیں رکھتے۔ اہل سنت و جماعت کے بعض حضرات نے اپنی شناخت اور پہچان کے لیے اس کو رواج دیا۔ ہم اس طرز فکر و عمل کے معترض نہیں نہ نکتہ چینی کرتے ہیں۔ ہم ان کے اس عمل کو حسن عقیدت پر محمول کرتے ہیں اور اسے وجہ اختلاف نہیں بناتے۔ یوں بھی جن امور کی سند سلف صالحین تک پہنچی ہو۔ اسے بحث کا موضوع نہیں بناتے۔

رہا رشتہ کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ جو آپ کے حق میں بہتر ہو، وہی ہو۔

اللہ خوب جاننے والا ہے۔ آپ نے معاشرے کی بے راہ روی کی شکایت کی۔ بجا ہے مگر سختی سے کام بگڑتا ہے سنورتا نہیں۔ ہماری ذمہ داری اچھے نتائج کی خوشخبری دنیا اور بدعمل کے برے نتائج سے آگاہ کرنا ہے۔ اس سلسلہ میں نرم خوئی اور عملی نمونہ دو ایسے موثرات ہیں جو آہستہ آہستہ انہیں سوچ کا دھارا بدلنے پر مجبور کر دیں گے۔ حکیمانہ انداز میں ان تک اچھی باتیں پہنچاتے ہیں۔ یہ معاشرہ دو صدیوں تک اغیار کی یورش میں رہا ہے۔ انہوں نے اسلام کا تشخص مٹانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ یہ ہمدردی کے مستحق ہیں۔ ان شاء اللہ آپ کی کوشش اور حسن تدبیر سے بہتر نتائج مرتب ہوں گے۔

(مکاتیب الفردوس، ص:۱۹۸)

☆ کراچی سے چودھری عمر حسین نے لکھا کہ گن پوائنٹ پر /۳۷۰۰۰ روپے کسی نے چھین لیے۔ آپ نے جواباً تحریر فرمایا:

''ایسے حالات میں جان کا خطرہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں کہ جان بچ گئی۔ رہی رقم تو یہ آنی جانی ہے۔ ایسا کرنے والے نے اپنے لیے برائی خریدی ہے۔ انجام سے بے خبر ہے۔ اللہ تعالیٰ تلافی مافات کی بہتر صورت پیدا کر دیں گے۔ ہر انسان کی روزی قسام ازل نے مقدر کر رکھی ہے۔ آپ کا مقدر دوسرا نہیں چھین سکتا اور روزی کے ذرائع بھی معین ہیں۔ جو چیز چلی گئی اس کی فکر نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہیں۔ اس کی یاد ہی مقصد حیات ہونا چاہیے۔ زندگی کے قیمتی لمحات اس کی یاد میں صرف کریں۔ ان لمحات کا خرافات میں ضائع ہونا اصل ضیاع ہے۔

(ایضاً،ص:۲۲۳)

☆ راولپنڈی سے غلام مرتضیٰ نے لکھا کہ ہم جن کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں وہ حرام

باتوں: ٹی وی دیکھنا، تصویر بنانا اور ڈاڑھی منڈنے والوں کے ساتھ مشغول رہتا ہے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنے کو جی نہیں کرتا۔ اسلام کے نام پر حاصل ہونے والا ملک برائیوں کا گڑھ بن چکا ہے۔ نام نہاد علماء صرف تنخواہوں کے لیے نماز پڑھتے ہیں۔

اس کے جواب میں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔

''سلام مسنون! آپ کا خط ملا، آپ نے بڑے پاکیزہ جذبات اور خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مسلمان باطل خیالات اور نظریات سے سمجھوتہ نہیں کرسکتا۔ ایمان سوز حرکات سے وہ مضطرب اور پریشان رہتا ہے۔ غیر اسلامی تہذیب نے ہماری ملی قدریں ہلا کر رکھ دی ہیں اور آئے دن تہذیب وثقافت کے نام پر مخرب اخلاق چیزیں وارد ہو رہی ہیں۔ پوری قوم اس بے راہ روی کی لپیٹ میں ہے۔ موجودہ ماحول کی اصلاح فرد واحد کا معاملہ نہیں، اس کے لیے منظّم جدوجہد کی ضرورت ہے۔ جس کے لیے حکومت ہی مناسب ادارہ ہے۔ دُعا کریں اللہ تعالیٰ ملک کو صالح قیادت عطا کرے۔ جب کوئی ہمہ جہتی اصلاحی پروگرام موجود نہ ہو تو یہی بہتر رہتا ہے کہ انسان اپنی اصلاح پر توجہ دے۔ اپنے دامن کو خرابیوں سے بچائے اور ہر آن اپنا محاسبہ کرتا رہے۔

اس میں شک نہیں، وعظ اور نصیحت اچھی چیز ہے۔ مگر حالات و واقعات کا احساس کرنا بھی ضروری ہے۔ جہاں ماحول سازگار ہو اور فضا خوشگوار ہو تو وہاں حق بات دوسروں تک بطور نصیحت پہنچائی جاسکتی ہے۔ مگر جہاں کا ماحول سازگار نہ ہو، ذہن کلمہ حق سننے کے لئے تیار نہ ہو اور الجھاؤ کا امکان ہو تو وہاں ایسی کوشش نفع کی بجائے نقصان دہ ہوتی ہے۔ ایسے ماحول میں انسان اپنی کردار سازی پر توجہ دے۔ کیونکہ گفتار کے مقابلہ میں کردار میں زیادہ کشش ہے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ دوسروں کے عیوب کی ٹوہ لگانے کی

بجائے اپنے عیبوں پر نظر رکھیں اور اپنے معمولات باقاعدگی سے انجام دیں۔

(مکاتیب الفردوس، ص: ۸۳، ۲۸۴)

رجوع الی اللہ کی تلقین

خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً تمام خطوط میں جواباً رجوع الی اللہ اور متوجہ الی اللہ کا درس دیا ہے۔ گویا آپ کے نزدیک ہر دکھ کا درماں توجہ الی اللہ میں ہے۔ چند خطوط ملاحظہ کیجئے اور حرز جاں بنائیے۔

☆ یو۔ اے۔ ای سے شاہ رخ صاحب ﴿ساکن تڑالہ﴾ نے خط لکھا کہ پہلے سعودی عرب میں تھا اب دبئی میں ہوں۔ سکون بالکل نہیں ہے۔ آپ سے ملاقات کا خواہش مند ہوں۔ خواب میں کسی بزرگ کی زیارت ہوئی ہے مگر پتہ معلوم نہیں۔

آپ نے جواباً تحریر فرمایا:

''آپ کے لئے دعا گو ہوں۔ نماز پنجگانہ باقاعدگی سے پڑھیں اور ہر دم متوجہ الی اللہ رہیں۔ جس خواب کا آپ نے اشارہ کیا ہے۔ میں ان معاملات سے آگاہ نہیں ہوں۔ شاید کسی عقیدت مند نے میرے حق میں مبالغہ کیا ہو۔ میری ملاقات کے لئے کام چھوڑ کر نہ آئیں۔ میں معذور ہوں۔ ملاقات کم ہوتی ہے۔ دعا دور اور نزدیک یکساں اثر رکھتی ہے۔

(مکاتیب الفردوس، ص: ۶۰)

☆ پوٹھ بنگش سے حبیب الرحمٰن صاحب نے لکھا کہ دل گھبراتا ہے۔ جیسے وقت اخیر ہے۔ سکون بالکل نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا:

''تعویذ ارسال ہیں۔ عرق گاؤ زبان دن میں دو مرتبہ میں دو بار استعمال

کریں۔ فجر اور نماز عصر کے بعد بہتر رہے گا۔ خالص شہد استعمال کریں۔ آپ زیادہ تر متوجہ الی اللہ رہیں اور درود شریف کی کثرت رکھیں۔

(ایضاً، ص: ۶۵)

☆ گجرات سے جاوید اختر صاحب نے لکھا، تکلیف میں مبتلا ہوں۔ ایک آدمی میرے مکان اور سامان کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ دعا فرمائیں۔

آپ نے جواب تحریر فرمایا:

''ہم عاجز دعا گو ہیں۔ آپ متوجہ الی اللہ رہیں۔ اگر آپ معمولات انجام دیتے ہیں تو اس وقت اپنے مسائل مدنظر رکھیں اور اللہ تعالیٰ سے امید کرم رکھیں۔''

(خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ)

خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا طب سے شغف

قبلہ خواجہ صاحب با قاعدہ طور پر طبیب تو نہ تھے مگر حکمت سے شغف ضرور رکھتے تھے۔ حضرت صاحب جہاں روحانی علاج کا سامان کرتے وہاں بدنی علاج بھی تجویز فرمایا کرتے۔ چند خطوط اس بات پر شاہد ہیں۔

☆ نارووال سے محمد منیر صاحب نے لکھا کہ میرے بیٹے کو ایک ماہ سے سخت بخار ہے۔ جس کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا: '' کاسنی لے کر مٹی کے برتن میں بھگو دیں۔ صبح اسے کھرل کر کے کپڑے میں چھان لیں۔ برتن آگ پر رکھیں۔ جب یہ سرخ ہو جائے تو پانی اس میں ڈال دیں اور پھر تھوڑا سا نمک ملا کر پلائیں۔ تعویذ ارسال ہیں۔ صبح نہار منہ پلائیں۔ اگر ڈاکٹری علاج کر رہے ہیں تو جاری رکھیں اور کاسنی کی ضرورت نہیں۔ البتہ تعویذ استعمال کریں۔

(مکاتیب الفردوس، ص: ۱۰۸)

☆ راولپنڈی سے محمد بشیر صاحب کی بیٹی نے لکھا ۲۴ گھنٹے دل میں خوف رہتا ہے۔ نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتی ہوں۔ مگر چین اور سکون نہیں۔ خواب میں مرے ہوئے لوگ نظر آتے۔

دربار عالیہ سے جواب:

''سوتے وقت آیۃ الکرسی تین بار پڑھ کر سینے پر پھونک مار کر سویا کریں۔ ۱۵ عدد تعویذ ارسال ہیں۔ عرق گاؤزبان دو تین گھونٹ منہ نہار استعمال کریں پندرہ دن تک۔ مربہ ہریڑ ''ہلیلہ'' ہمدرد والوں کا لے کر دو ہریڑ شیرہ صاف کر کے سوتے وقت خوب چبا کر کھائیں اور پاؤ نیم گرم دودھ پی لیں۔ اللہ رحم کرے گا۔

(مکاتیب الفردوس، ص: ۱۱۷)

☆ جہلم سے خالد نذیر صاحب ہائی بلڈ پریشر کی تکلیف کے بارے میں لکھا۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا:

'' سادہ غذا استعمال کریں۔ مرغن غذاؤں سے بچیں۔ خوب بھوک لگے تو کھائیں۔ ابھی کچھ بھوک باقی ہو تو کھانا چھوڑ دیں۔ گیارہ دن شکر کا شربت بنا کر ایک گلاس دن کو پیا کریں۔ شفا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے''۔

(ایضاً، ص: ۲۸۶)

پیروال سے ظفر باب علی نے لکھا '' غلط قسم کے خیالات آتے ہیں۔

آپ نے جواب دیا:

''اوامر و نواہی کا خیال رکھیں۔ ۱۴ تعویذ ارسال ہیں۔ صبح نہار منہ دو تین گھونٹ پانی کے ساتھ استعمال کریں۔ سوتے وقت دو عدد ہریڑ مربہ چبا کر کھائیں۔ ایک پاؤ نیم

گرم دودھ استعمال کریں۔ کھانا رات کو کم کھائیں''۔

(ایضاً ص:۱۲۹،۱۳۰)

☆ چکوال سے محمد بنارس صاحب نے لکھا ''بائیں ٹانگ میں شدید درد ہے''۔
آپ نے جواب میں فرمایا: ''معجون سرنجان اپنی تیار کردہ یا ہمدرد دواخانہ کی استعمال کریں ۔اس کے علاوہ نماز فجر کے بعد سورہ فاتحہ میم اور لام کے وصل کے ساتھ ۴۱ بار پڑھیں۔ اول آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں۔ ہاتھ پر پھونک مار کر درد والی جگہ پر ملیں''۔

(مکاتیب الفردوس، ص:۲۴۳)

☆☆☆☆☆

خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی عاجزی وانکساری

اس مردِ درویش کی ذات میں عاجزی وانکساری کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ جس وقت کسی نے ملاقات کی اجازت چاہی تو آپ نے کسر نفسی کا اظہار کرتے ہوئے معذرت چاہی اور انہیں محبت بھرے انداز میں سمجھایا کہ بندہ صحت کی ناسازی کی وجہ سے ملنے سے قاصر ہے۔

نمونے کے طور پر چند مکتوبات نقل کئے جاتے ہیں۔

☆ میر پور سے محمد محبوب صاحب نے ملاقات کے لئے عرض کیا تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا:

''میری صحت ٹھیک نہیں ۔ یہ ملاقات میں حائل ہے ورنہ اور کوئی وجہ نہیں ۔ میں بندگان کی ملاقات سے پرہیز نہیں کرتا۔ میں آپ کے حق میں دعا گو ہوں غائب کی دعا حاضر سے زیادہ سریع الاثر ہے۔ بندہ کی نسبت کسی عقیدت مند نے مبالغہ سے کام لیا ہے''۔

(خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ، ص:۱۵۷)

فاروق آباد، شیخو پورہ سے حافظ لطیف احمد صاحب نے لکھا کہ خیریت سے پہنچ آیا ہوں۔ آپ کی دعاؤں سے پیشاب کی تکلیف جاتی رہی ہے۔ دعا فرمائیں!

دربار عالیہ کی طرف سے جواب

سلام مسنون! اللہ تعالیٰ ذوق وشوق میں اضافہ فرمائے ۔خیریت کا جان کر خوشی ہوئی۔ بیماری کے سلسلہ میں ڈاکٹر کے مشورے پر عمل کریں۔ متوجہ الی اللہ رہیں۔

فقط والسلام

(مکاتیب الفردوس، ص: ۲۰۱)

☆ شیخوپورہ سے صوفی محمد یوسف کھوکھر صاحب نے لکھا ''علم و عرفان سیکھنے کا شوق ہے۔ لاہور کے ایک صاحب سے آپ کا تعارف ہوا۔ آپ کی توجہ کا طالب ہوں''۔ تو آپ نے جواب میں لکھا:

''سلام مسنون! خط ملا آپ کو غلط توجہ دلائی گئی ہے۔ اولیاء کرام سے متعلق جس اعجازیء نگاہ کا آپ نے تذکرہ کیا ہے۔ بندہ کو اس کا تجربہ یا مشاہدہ نہیں۔ آپ کسی کامل سے رابطہ کر کے حصول مقصد کی کوشش کریں''۔

(مکاتیب الفردوس، ص: ۳۲۰)

﴿صبر واستقامت کی تلقین کے حوالہ سے حضرت صاحب کا ایک مکتوب ملاحظہ کیجئے!﴾

☆ میر پور سے نمبردار زراعت علی صاحب نے خط لکھا جو کہ ۱۳ سال کی عمر میں بیمار ہوئے اور ۵۵ سال کی عمر تک بیمار رہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے تمام درباروں پر حاضری دی مگر شفا نہ ہوئی۔ تو آپ نے اس کی اصلاح فرماتے ہوئے فرمایا:

''سلام مسنون! آپ کا خط ملا، داستان غم نظروں سے گزری۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ذات آپ کو ان پریشانیوں سے نجات دے!

انسان حوادث کا محل ہے۔ اسے چاہئے کہ مایوسی ار گھبراہٹ کو عادت نہ بنائے۔ بلکہ ہمیشہ پُر امید رہے۔ ہر طرح کے حالات سے سمجھوتہ کرے اور صبر واستقامت سے کام لے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے خود بخود موافق طبع حالات پیدا ہو جائیں گے۔ جلد باز آدمی چاہتے ہیں کہ ان کی مرادیں فوراً پوری ہو جائیں۔ لیکن جس طرح پھول اپنے موسم میں کھلتے ہیں مرادیں بھی اپنے وقت پر آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر بھروسہ رکھیں اور

اپنے آپ کو مایوسی کے حوالے نہ کریں۔ مایوسی ناقص ایمان کی دلیل ہے۔

آپ نے بزرگان حق کی فہرست دی ہے۔ جن کے درباروں پر آپ نے جبہ سائی کی اور اپنی حاجات پیش کیں۔ آپ کو یہ جان لینا چاہئے کہ بندہ چھوٹا ہو یا بڑا اپنی ذات میں محتاج ہے۔ اور ہر احتیاج کا پورا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ بزرگان حق محض وسیلہ اور ذریعہ ہیں اور وہ خود اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع ہیں۔ بنیادی چیز اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کرنا ہے۔

یہ بندہ آپ کو مشورہ یہی دے گا کہ آپ ہر طرف سے کٹ کر کے اللہ تعالیٰ کے ہو جائیں۔ اس سے رابطہ قائم کریں۔ رابطہ سے مراد احکام شریعت کی پابندی ہے۔ دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھنا ہے۔ درود شریف کی کثرت رکھیں۔ نماز پنجگانہ ادا کریں۔ ہو سکے تو قرآن مجید کی تلاوت کریں۔ بزرگان دین سے حسن ظن رکھیں۔ مگر قبلہ حاجات اللہ تعالیٰ کو بنائیں۔ اپنا سرمایہ اور توانائی بے مقصد امور پر صرف نہ کریں۔ اپنے گھر یا مسجد میں قرار پکڑیں اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے کاموں میں اپنے اوقات بسر کریں۔ وہی ذات حل المشکلات ہے''۔

(خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ)

☆☆☆☆☆

خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا مساجد سے عشق

مسجد کا معنی و مفہوم

لفظ 'مسجد' کا لغوی مطلب ہے، سجدہ کرنے کی جگہ۔ یہ عربی الاصل لفظ ہے۔ اسم ظرف کا صیغہ ہے۔ اردو سمیت مسلمانوں کی اکثر زبانوں میں یہی لفظ استعمال ہوتا ہے۔ انگریزی اور یورپی زبانوں میں اس کے لئے موسک (Mosque) کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے اگرچہ بعض مسلمان اب دیگر زبانوں میں بھی 'مسجد' (Masjid) استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے خیال میں یہ ہسپانوی لفظ موسکا (Moska) بمعنی مچھر سے نکلا ہے۔ جبکہ تحقیق نے اس بات کو غلط ثابت کیا ہے۔

اہل اسلام کے نزدیک مسجد سے وہ عمارت مراد ہے جہاں نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے۔ اگر مسجد میں نماز جمعہ بھی ہوتی ہو تو اسے جامع مسجد کہتے ہیں۔ مسجد کا لفظ قرآن میں بے شمار مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ بعض اہل علم کے خیال میں تمام مساجد اصل میں مسجد حرام کی ہی تمثیل ہیں۔ اگرچہ بعد میں بہت شاندار اور مختلف الانواع طرز ہائے تعمیر پیدا ہوئے جس سے اسلامی طرز تعمیر نے جنم لیا۔

اولین مساجد

سب سے پہلی مسجد کعبہ تھی۔ کعبۃ اللہ کے اردگرد مسجد الحرام کی تعمیر ہوئی۔ دوسری مسجد، مسجد قبا، تھی جس کی بنیاد سرورِ کونین ﷺ نے مدینہ سے کچھ باہر اس وقت رکھی جب آپ ﷺ مکۃ المکرّمۃ سے مدینہ منورہ ہجرت فرما رہے تھے۔ تیسری مسجد 'مسجد نبوی' ہے جس کی بنیاد بھی تاجدارِ مدینہ ﷺ نے ہجرت کے فوراً بعد رکھی اور اسکی تعمیر میں حصہ بھی لیا۔ مسجد نبوی

مسلمانوں کا مذہبی، معاشرتی، روحانی اور سیاسی مرکز تھا۔ دنیائے عرب سے باہر اسلام کے پھیلنے کے ساتھ ہی مساجد تعمیر ہوگئیں۔ ان میں سے بعض مساجد تیرہ سو سال سے قدیم ہیں جیسے مصر میں جامعۃ الازہر اور چین میں ژیان کی عظیم مسجد، مسجد ہوائشنگ، گوانگ ژو۔

(ur.wikipedia.org/wiki/ مسجد)

مسجد کی تعمیر کو حضرت صاحب کی زندگی میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ آپ نے بارہا مرتبہ فرمایا کہ مجھے دو ہی شوق ہیں۔ ایک تعمیر مساجد اور دوسرا گھڑ سواری مگر اب صرف ایک ہی شوق ہے کہ اللہ کا گھر تعمیر کیا جائے۔

ابتداءً اسلام میں مسجد کا مقام اور مرتبہ اور اسکی آباد کاری کے حوالہ سے بیان کیا جاتا ہے۔

مساجد کی تعمیر اور آباد کاری پر ثواب

تعمیر مساجد پر بے شمار ثواب اور درجات ملتے ہیں۔ اس پر بہت سی احادیث رسول ﷺ موجود ہیں۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

☆......**عن عمر بن عبسه ان رسول الله ﷺ قال من بنى مسجدا ليذكر الله فيه بنى الله له بيتا في الجنة.**

(نسائی، احمد بن شعیب، سنن نسائی الکبریٰ، کتاب المساجد، باب الفضل فی بناء المسجد، مکتبہ الرشید، ریاض، ۱/۲۵۵)

ترجمہ: حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس نے مسجد بنائی تاکہ اس میں اللہ کا ذکر کیا جائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

☆...... **"من بنى لله مسجدا بنى الله له مثله في الجنة"**

ترجمہ: جس نے اللہ کی رضا کیلئے مسجد تعمیر کی اللہ رب العزت اسی کی مثل اس کو جنت میں

يتعاهدالمسجد فاشهد له بالايمان

(ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ماجاء فی الحرمۃ الصلوٰۃ، دارالرایۃ، الریاض، ۱۰/۱۰۲)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس وقت تم کسی شخص کو مسجد کی حفاظت کرتے ہوئے دیکھو، تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔

☆......**عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا مررتم برياض الجنة فارتعوا قلت يا رسول الله ﷺ وما رياض الجنة قال المساجد قلت وما الرتع قال سبحان الله والحمد لله ولا اله الله والله اكبر.**

(ایضاً، کتاب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی العقد التسبیح بالید، ۱۱/۴۱۴)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم جنت کے باغات میں سے گزرو، تو اس میں چر لیا کرو۔ عرض کیا گیا جنت کے باغات کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا مساجد، آپ سے پوچھا گیا اس میں چرنا کس طرح ہے؟ فرمایا ''سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر'' کہنا۔

ان احادیث سے ثابت ہوا۔ کہ مساجد کی تعمیر اور آباد کرنا، ایمان کی دلیل اور جنت میں دخول کا سبب ہے۔''

(خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ)

اسلامی معاشرتی نظام اوراہمیت مساجد

ہمارا اسلامی معاشرتی نظام اور مسجد ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں، کیونکہ دونوں ایک دوسرے کے حقوق کے محافظ اور نگہبان ہیں۔ اسلامی معاشرہ مسجد کی

تعمیر وترقی، نظافت وحفاظت، آبادی اور رونق کا باعث ہوتا ہے۔ جبکہ مسجد اسلامی معاشرے کی بنیاد کی حفاظت، صحیح نشوونما، مضبوطی واستحکام اور درست سمت کی راہنمائی کے ساتھ ساتھ اس کا محاسب ونگران بھی ہوتی ہے۔ تا کہ وہ اپنے حدود وقیود میں رہے۔

(خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ، ص ۱۰۵)

تاریخ عالم پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اولین مسجد ''مسجد حرام'' ہے۔ جس کے بانی ابو البشر سیدنا آدم علیہ السلام ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی مکی زندگی میں کفار مکہ جو کہ دشمنانِ خدا اور رسول ﷺ تھے۔ انہوں نے اہل ایمان پر ایسے ظلم وستم ڈھائے کہ سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان حالات میں بعض صحابہ کرام نے اپنے گھروں میں نماز کے لئے جگہ مختص کر رکھی تھی۔ ان حضرات میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام سرفہرست ہے۔ گھروں میں متعین ایسے مقامات کو بعض محدثین نے مساجد کا نام دیا ہے۔ لیکن فقہی اصطلاح کی رو سے انہیں **مسجد البیت** کہا جاتا ہے۔ ''عہد نبوی کی سب سے پہلی باقاعدہ مسجد ہجرت کے بعد مقام قبا میں بنائی گئی''۔

(توکلی، نور بخش، علامہ، سیرت رسول عربی، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور)

''مسجد قبا کی بنیاد کی پہلی اینٹ خود نبی کریم ﷺ نے رکھی اور دوسری سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور تیسری اینٹ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رکھی۔''

تذکرہ جاناں بحوالہ

(نور الدین علی بن احمد المصری، وفاء الوفاء، م ۹۱۱ھ، مکتبہ السعادۃ، مصر، ۱۹۵۵ء)

خواجہ صاحب کی تعمیر کردہ مساجد کی تعداد

آپ کی تعمیر کردہ مساجد کی تین اقسام ہیں:

۱) جو مکمل طور پر خواجہ صاحب نے تعمیر کروائیں۔

۲) جن میں آپ نے جزوی طور پر حصہ ڈالا

۳) جنہیں لوگوں نے خود تعمیر کیا مگر نقشہ اور راج دربار عالیہ کی طرف سے تھے۔

(فراہم کردہ معلومات: جناب منیر حسین مجددی صاحب زید مجدہ

بوساطت: محترم اعجاز احمد قادری)

حضرت صاحب کی تعمیر کردہ مساجد کی تعداد صحیح طور پر کسی کو معلوم نہیں۔

"استاذ العلماء مفتی علیم الدین صاحب نے آپ کے اس تعمیری کارنامے کے بارے میں بتایا کہ آپ نے تقریباً دوسو مساجد اپنے خرچ سے تعمیر کیں اور اتنی ہی میں آپ نے نقدی کے صورت میں حصہ ڈالا۔ اور کوئی حصہ بھی پچاس ہزار سے کم نہ تھا۔"

(خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ، ص ۱۰۷)

خواجہ صاحب کی تعمیر کردہ مساجد کی خصوصیات

۱۔ آپ کی زیر نگرانی مساجد میں کوئی مسلکی اختلاف نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر مسلک کے لوگ نماز ادا کرتے ہیں۔

۲۔ مسجد کے مختلف حصوں پر قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں جو آپ کی تبلیغِ دین کے ساتھ دلچسپی کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

۴۔ آپ کی تعمیر کردہ مساجد بڑے بڑے سفید گنبدوں سے پہچانی جاتی ہیں۔

۵۔ مساجد فن تعمیر کا نادر نمونہ ہیں۔ آپ کی مساجد ترک اور مغلیہ تعمیرات کے دونوں ادوار کی تعمیرات کا حسین امتزاج ہیں۔

ذیل میں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعمیر کردہ مساجد کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

ان مساجد کی تفصیل جناب ڈاکٹر عبدالعزیز قریشی صاحب نے اسرار الاولیاء میں اعجاز احمد قادری صاحب نے خواجہ صاحب کی خدمات میں اور جناب حاجی فیض عالم صاحب نے بیاضِ فیض میں لکھی ہے۔

کوٹلی شریف شہر میں تعمیر کردہ مساجد کا جائزہ

نمبر شمار	مساجد	مقام
1	جامعہ الفردوس	گلہار (درس شریف)
2	لال مسجد	گلہار (دربار شریف)
3	مسجد شریف	دھرانگ چوک
4	مسجد شریف	جبر
5	مسجد شریف	پرتھان
6	مسجد شریف	کیٹری نزد بٹالہ (محمد شیر صاحب والی)
7	مسجد شریف	کیٹری نزد بٹالہ (فضل کریم صاحب والی)
8	مسجد شریف	البلال (کیمپس گورنمنٹ علامہ اقبال ڈگری کالج)
9	مسجد شریف	صمدیہ (نزد پرانا ہسپتال)
10	مسجد شریف	پنگ پیراں (صادق صاحب والی)
11	جامع مسجد شریف	پیراں والی
12	مسجد شریف	جمال پور نمبر ۱
13	مسجد شریف	جمال پور نمبر ۲
14	مسجد شریف	بٹالہ منڈی
15	مسجد شریف	سلطانیہ

16	مسجد شریف	شاہی
17	مسجد شریف	پلاہیتر
18	مسجد شریف	ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نزد نالہ بان
19	مسجد شریف	خلیل آباد کالونی نمبر ۱
20	مسجد شریف	خلیل آباد کالونی نمبر ۲
21	مسجد شریف	سارده خاص
22	مسجد شریف	سارده کالونی
23	مسجد شریف	حواریاں
24	مسجد شریف	حویلی
25	مسجد شریف	احمد آباد دھڑا
26	مسجد شریف	سلطان پور منڈی
27	مسجد شریف	ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال
28	مسجد شریف	پنگ پیراں (سادات والی)
29	مسجد شریف	پنگ پیراں (چوہدریاں والی)
30	مسجد شریف	پنگ پیراں (مدنی مسجد)
31	جامع مسجد	گنبد والی

(عبدالعزیز قریشی، ڈاکٹر، اسرار الاولیاء، جامع الفردوس درس شریف گلہار، کوٹلی آزاد کشمیر، ۱۹۹۴ء)

تحصیل کوٹلی میں تعمیر کردہ مساجد کا جائزہ

تحصیل کوٹلی میں آپ کی تعمیر کردہ مساجد درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	مساجد	مقام
1	مسجد شریف	گنبد والی راجدھانی
2	مسجد شریف	درلیاہ چھوٹی مسجد
3	جامع مسجد	درلیاہ
4	جامع مسجد	کھلانی
5	مسجد شریف	چوکی کھلانی
6	مسجد شریف	جبر درلیاہ
7	مسجد شریف	تھروچی
8	مسجد شریف	گل پور بازار
9	مسجد شریف	نڑوچھ کالونی
10	مسجد شریف	بدھیرنی
11	جامع مسجد	بڑالی
12	مسجد شریف	بڑالی درس والی
13	مسجد شریف	چٹہ بڑالی
14	مسجد شریف	نئی کالونی بڑالی
15	مسجد شریف	کس بڑالی
16	مسجد شریف	نکہ کڑتی
17	مسجد شریف	بنگلہ کڑتی
18	مسجد شریف	یونیورسٹی کیمپس کڑتی
19	شگفتہ مسجد	چھتراڑیاں

20	مسجد شریف	بنگ کڑتی
21	جامع مسجد	منیل باولی
22	جامع مسجد	منیل درس والی
23	مسجد شریف	نمب ڈنہ
24	جامع مسجد	ڈنہ
25	مسجد شریف	پیلان کھوئی رٹہ
26	مسجد شریف	نمب کھوئی رٹہ
27	جامع مسجد	سید پور کھوئی رٹہ
28	مسجد شریف	درکالہ کھوئی رٹہ
29	مسجد شریف	جبر نزد درکالہ
30	جامع مسجد	بل کھوئی رٹہ
31	مسجد شریف	مرہوٹہ
32	مسجد شریف	مجواڑ
33	جامع مسجد	موھری بروٹ گالہ
34	مسجد شریف	گھیر تھاتھی
35	مسجد شریف	بھیا کھوئی رٹہ
36	جامع مسجد	بٹل کھوئی رٹہ
37	جامع مسجد	دہنہ
38	جامع مسجد	سمروڑ

39	جامع مسجد	تکیہ والی سرہوٹہ نمبر۲
40	مسجد شریف	مونگ
41	مسجد شریف	کیری چوک
42	جامع مسجد	جمیری تھاتھی
43	جامع مسجد	تھاتھی
44	جامع مسجد	عشقیالی
45	جامع مسجد	دھمول نیلے گنبد والی
46	جامع مسجد	نالہ دھمول
47	جامع مسجد	دھمول بالا
48	جامع مسجد	کنگر
49	جامع مسجد	چواہ رولی
50	جامع مسجد	رولی خاص
51	جامع مسجد	نکہ والی
52	جامع مسجد	مندیاڑی
53	جامع مسجد	سنبلاں رولی
54	جامع مسجد	ٹاشل دھنواں
55	جامع مسجد	منجیاڑہ دھواں
56	جامع مسجد	دھمول زیریں
57	جامع مسجد	جنجھوڑا

58	مسجد شریف	جھجھوڑا گلی والی
59	مسجد شریف	بھابڑا
60	جامع مسجد	تتہ پانی بازار
61	مسجد شریف	بنڈھور
62	جامع مسجد	گنی نمبر۱
63	جامع مسجد	گنی نمبر۲
64	جامع مسجد	دندلی
65	مسجد شریف	سرالیاں
66	جامع مسجد	گریالہ
67	مسجد شریف	مجوماں
68	مسجد شریف	داریان ککی
69	مسجد شریف	ٹینڈا ناڑے والی
70	جامع مسجد	ٹینڈا
71	مسجد شریف	ٹینڈا
72	مسجد شریف	چوکی
73	مسجد شریف	گنبد والی کلاہ
74	مسجد شریف	نکہ کلاہ
75	جامع مسجد	کلاہ
76	جامع مسجد	پناکھ

77	جامع مسجد	سرساوہ بازار
78	جامع مسجد	پرانا سرساوہ بازار
79	مسجد شریف	گالہ پنجیڑہ
80	مسجد شریف	سید پور سرساوہ
81	مسجد شریف	انواعی
82	مسجد شریف	سگری
83	مسجد شریف	ملہاڑ نمبر۲
84	جامع مسجد	نالہ
85	مسجد شریف	ڈھیری ملکان
86	جامع مسجد	ہل کلاں
87	مسجد شریف	سنیری تھلہ
88	مسجد شریف	ڈھیری تھلہ
89	مسجد شریف	سنہوٹ
90	مسجد شریف	ریالہ ڈونگی
91	مسجد شریف	ڈونگی

(عبدالعزیز قریشی، ڈاکٹر، اسرار الاولیاء، جامع الفردوس درس شریف گلہار، کوٹلی آزاد کشمیر، ۱۹۹۴ء، ص: ۱۴۰، ۱۴۴)

قبلہ حضرت صاحب کے اس اسلامی ذوق کی بناء پر کوٹلی شہر کو مدینۃ المساجد کہا جاتا ہے۔

سہنسہ میں تعمیر کردہ مساجد کا جائزہ

تحصیل سہنسہ میں تعمیر کردہ مساجد کا مساجد کی معلوم تعداد درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	مساجد	مقام
1	مسجد شریف	پنالی
2	مسجد شریف	نمیتران
3	مسجد شریف	ارناہ
4	مسجد شریف	پل والی گل پور
5	جامع مسجد	خضریٰ گل پور
6	مسجد شریف	خواص
7	مسجد شریف	کوٹھیان
8	جامع مسجد	سہر منڈی بازار
9	جامع مسجد	سہر منڈی راجگان
10	مسجد شریف	رائے پور
11	مسجد شریف	تلہ
12	مسجد شریف	کپڑی
13	مسجد شریف	گھراٹی
14	مسجد شریف	نالہ
15	مسجد شریف	جنڈاہ چوہدریاں
16	مسجد شریف	سلطانیہ جنڈاہ

17	مسجد شریف	تھلیاڑہ
18	مسجد شریف	نکہ نناہ
19	مسجد شریف	سنان درس والی
20	مسجد شریف	سنان
21	مسجد شریف	ناڑ مندو
22	مسجد شریف	ناڑ رٹہ
23	مسجد شریف	ناڑ کھالیان
24	مسجد شریف	نکہ مستری
25	جامع مسجد	ترئیان بازار
26	مسجد شریف	سرہوٹہ ارائیاں
27	مسجد شریف	سرہوٹہ راجگان
28	مسجد شریف	اصحاب رڈا (اس بارے میں مشہور ہے کہ یہاں جو مزارات ہیں وہ صحابہ کرام کے ہیں۔)
29	مسجد شریف	گوڑہ (راجہ دوست محمد صاحب والی)
30	مسجد شریف	کلگتہ رجور
31	جامع مسجد	رجور
32	مسجد شریف	پڑاٹ رجور
33	مسجد شریف	سیالیاں
34	مسجد شریف	سلطان پور

35	مسجد شریف	عالم آباد
36	مسجد شریف	کیری
37	مسجد شریف	گڑھوتہ
38	مسجد شریف	جمیری حافظاں
39	مسجد شریف	پساریان
40	مسجد شریف	ڈونگی چوچھ
41	مسجد شریف	پلان
42	مسجد شریف	گوڑہ
43	مسجد شریف	راجہ بازار
44	مسجد شریف	سروعہ (ماسٹر صاحب والی)
45	مسجد شریف	ناڑہ صاحب زادگان
46	مسجد شریف	جبر ارائیاں
47	جامع مسجد	حاجی آباد
48	جامع مسجد	میرا
49	مسجد شریف	چھتران
50	مسجد شریف	سہنسہ کچہری والی
51	جامع مسجد	پوٹھہ
52	مسجد شریف	ففڑیلہ
53	مسجد شریف	اولگڑہ اعواناں

54	جامع مسجد	کھوڑی

(ایضا، عبدالعزیز قریشی، ڈاکٹر ص:۱۴۴،۱۴۶)

ضلع پونچھ میں تعمیر کردہ مساجد کا جائزہ

پونچھ میں معلوم مساجد ملاحظہ کیجیے۔

نمبر شمار	مساجد	مقام
1	مسجد شریف	کلہ پلندری
2	جامع مسجد	مجاڑی
3	جامع مسجد	قلعان
4	جامع مسجد	اللہ والی راولاکوٹ
5	جامع مسجد	منڈھول
6	جامع مسجد	سہڑہ
7	مسجد شریف	تاہی خاص
8	جامع مسجد شریف	تتہ پانی خاص

(اسرارالاولیاء، ص:۱۴۶)

میرپور میں تعمیر کردہ مساجد کا جائزہ

نمبر شمار	مساجد	مقام
1	جامع مسجد	منگلہ
2	جامع مسجد	سیکٹر بی ۵ کلیال میرپور
3	جامع مسجد	سلطانیہ نقشبندیہ میرپور

4	جامع مسجد	سنگھوٹ (پیر صاحب والی)
5	جامع مسجد	مدنی کانگڑہ تحصیل بھمبر
6	جامع مسجد	موہڑہ کنیال تحصیل ڈڈیال
7	مسجد شریف	ڈھوک فاضل آباد
8	جامع مسجد	انب
9	مسجد شریف	گوڑہ زیریں
10	مسجد شریف	گوڑہ بالا
11	مسجد شریف	بن سائیں
12	مسجد شریف	دڑنی
13	مسجد شریف	سپران نزد سہالہ
14	جامع مسجد	چھتروہ
15	جامع مسجد	سلطانی پوٹھہ بنگش

(اسرار الاولیاء، ص: ۱۴۷)

ارض پاکستان کے مختلف شہروں میں تعمیر کردہ مساجد کا جائزہ

پاکستان کے مختلف شہروں اور اضلاع میں تعمیر کی گئی مساجد کی دستیاب تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

نمبرشمار	مساجد	مقام
1	جامع مسجد	دربار شریف جہلم
2	مسجد شریف ائمہ لادیاں	نزد دربار شریف جہلم

3	مسجد شریف	جہلم
4	مسجد شریف	چیانوالی گوجرانوالہ
5	مسجد شریف	نارووال
6	مسجد شریف	حافظ آباد کشمیر نگر
7	مسجد شریف	نیو چوہان نزد شاہدرہ ضلع شیخوپورہ
8	جامع زاہدیہ سلطانیہ	بونگہ حیات تحصیل وضلع پاکپتن شریف
9	مسجد شریف	بفّہ (محلے والی) تحصیل مانسہرہ
10	مسجد شریف	بفہ (دربار والی) تحصیل مانسہرہ
11	جامع مسجد	پیرووال، خانیوال
12	مسجد شریف	چک 26 پاکپتن شریف
13	جامع مسجد مجددیہ	راولپنڈی

(اسراراولاولیاء، ص: ۱۴۷)

14	جامع مسجد	سمن آباد، فیصل آباد

انگلستان میں تعمیر کردہ مساجد کا جائزہ

اب ان مساجد کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو آپ نے برطانیہ میں تعمیر کرائی ہیں۔

نمبرشمار	مساجد	مقام
1	مسجد شریف	بریڈفورڈ
2	مسجد شریف	ڈنکاسٹر
3	مسجد شریف	سٹوک آن ٹرنٹ نمبرا

4	مسجد شریف	سٹوک آن ٹرنٹ نمبر۲
5	مسجد شریف	راچڈیل
6	مسجد شریف	جمعیت تبلیغ الاسلام
7	مسجد شریف	بری
8	مسجد شریف	لوزل
9	جامع مسجد بلال	راچڈیل
10	جامع مسجد رضا	پریسٹن
11	جامع مسجد اقصیٰ	فش وک بریڈ پریسٹن
12	جامع مسجد غوثیہ	ووسٹر
13	جامع مسجد	ولور ہیمپٹن
14	جامع مسجد	ڈارلسٹن
15	جامع مسجد	وال سل
16	جامع مسجد ضیاء القرآن	برمنگھم
17	جامع مسجد	سپارک ھل
18	مسجد شریف	سمال ہیتھ
19	مسجد شریف	کالج روڈ
20	مسجد شریف	ویسٹ برانچ
21	مسجد شریف	باسل ہیتھ
22	مسجد شریف	پٹسٹن

23	مسجد شریف	لیوٹن
24	مسجد شریف	واٹفرڈ
25	مسجد شریف	شیفرڈیش
26	مسجد شریف	سیلوبکس
27	مسجد شریف	ایکٹن ٹاؤن

(اسرار الاولیاء، ص: ۱۴۸، ۱۴۹)

28	مسجد شریف حضرت صاحب	برمنگھم

آپ کی یہ نمایاں خدمت جو دین وملت کے لئے ہے، سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے کیونکہ آپ نے گلی گلی، کوچہ کوچہ میں مساجد تعمیر کر کے دین وملت سے گہری محبت کا اظہار کیا۔"

(خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی وملی خدمات کا تحقیقی جائزہ)

مساجد سلطانیہ کے ساتھ مدارس کا قیام

قبلہ حضرت صاحب کے زیر اہتمام بعض مساجد میں مدارس کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے۔ جن میں طلباء کی کثیر تعداد ناظرہ قرآن، حفظ القرآن اور ابتدائی سکول کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ خانقاہ سلطانیہ جہلم میں درس نظامی کا بھی انتظام ہے۔ آپ کے زیر سایہ تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کی تعداد کا تعین تو ممکن نہیں کیونکہ آپ کی ذات کا مشن خدمت دین اور خدمت خلق ہے نہ کہ دنیا میں شہرت اور ناموری کمانا۔ البتہ عبدالعزیز قریشی صاحب لکھتے ہیں۔

"صبح اور عصر کے وقت مساجد میں قرب و جوار کے بچے قرآن کریم کا سبق

پڑھنے کے لئے آتے ہیں۔ انہیں پورا قرآن ناظرہ ختم کرایا جاتا ہے اور حفظ قرآن کی ترغیب دی جاتی ہے۔ دور دراز کے بچے اقامتی طلباء کی حیثیت سے مستقل طور پر مساجد میں رہتے ہیں۔ جو دینی تعلیم کے علاوہ سکول کی عام تعلیم بھی حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح ان مساجد کی اہمیت دینی اور تعلیمی ہر دو لحاظ سے ہے۔ اشاعت تعلیم کے کام میں یہ بہت مددگار ثابت ہو رہی ہیں۔ ان مساجد کا پرسکون اور پاکیزہ ماحول تحصیل علم کے لئے بہت ساز گار ہے۔ اعداد و شمار کی رو سے دیکھا جائے تو مجموعی طور پر جناب خواجہ محمد صادق نقشبندی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیر تولیت مساجد میں کم از کم سات ہزار بچے زیر تعلیم ہیں۔ یہ دین کی بہت بڑی خدمت ہے۔ مساجد کے اماموں اور خطیبوں کے نان نفقہ کے لئے انہیں باقاعدہ ماہوار تنخواہ ادا کی جاتی ہے۔

(اسرار الاولیاء، ص ۱۲۷)

خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر انتظام تعمیر کردہ مزارات مقدسہ کا جائزہ

اولیائے کاملین کے مزارات شریفہ پر اہل ایمان حصول برکات کیلئے حاضر ہوتے ہیں۔ ان سے عقیدت رکھنے والے لوگ ان قبورِ مبارکہ پر گنبد یا کوئی اور عمارت تعمیر کر دیتے ہیں تا کہ وہاں حاضر ہونے والے لوگ موسم اور آب ہوا کی شدت سے محفوظ رہیں۔ وہاں اطمینان سے بیٹھیں، ذکر و اذکار میں مشغول رہیں۔ قرآن مجید کی حسب دل تلاوت کر سکیں۔ کیونکہ شدید گرمی، شدید سردی اور بارش وہاں بیٹھ کر دل جمعی سے ذکر و اذکار، مراقبہ وغیرہ سے مانع ہوتے ہیں۔ ان تعمیرات کی غرض بس اتنی سی ہوتی ہے۔

ان عمارات کے ہونے سے ان کے عند اللہ مرتبہ و مقام میں نہ کوئی اضافہ ہوتا

ہے اور نہ ہی ان کے نہ ہونے سے ان کے اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ و مرتبہ میں کسی قسم کی کوئی کمی ہوتی ہے۔ حضرت خواجہ عالم قدس سرہ العزیز نے بعض اولیائے کرام کے مزارات پر گنبد تعمیر کرائے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ مزار شریف حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ مزار شریف حضرت خواجہ پیر سید نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ مزار مبارک حضرت حاجی محمد بفوی رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ مزارات درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ پر گنبد

﴿حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں خاندان مجددیہ کے شہرہ آفاق شیخ طریقت تھے آپ کی درگاہ عرش پناہ میں سلسلہ شریفہ کے درج ذیل مشائخ طریقت کے مزارات شریفہ ہیں۔﴾

۱۔ حضرت خواجہ مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت خواجہ شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ مشائخ باولی شریف کے مزارات پر گنبد

۶۔ مزار حضرت خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ ﴿آپ کا مزار پر انوار بخارا شریف کے مضافات میں واقع ہے﴾

۷۔ مزار شریف حضرت قاضی فتح اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ پانچ مزارات شریفہ — جمیری تھاتھی

۹۔خضری مسجد کے مزارات شریفہ — گل پور

۱۰۔سائیں عبدالمنان رحمۃ اللہ علیہ — حواریاں

بابا فقیر محمد پہاڑیہ کا مزار شریف

۱۱۔بابا فقیر محمد پوٹھیہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف — پوٹھہ

۱۲۔دو مزارات شریفہ — اصحابِ رڈہ شریف

(علیم الدین نقشبندی، مجددی، مفتی، تذکرہ جاناں، ص:۳۲۸، ۳۳۵، خانقاہ سلطانیہ جہلم)

☆☆☆☆☆

خواجہ محمد صادق صدیقی کے تربیت یافتہ خلفاء

۱۔ ﴿حضرت حاجی پیر صاحب مولانا محمد عبدالواحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ﴾

۲۔ ﴿حضرت شیخ حافظ مولانا محمد زاہد صاحب دامت برکاتہم العالیہ﴾

۳۔ ﴿حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ﴾

۴۔ ﴿حضرت مولانا محمد نذیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ سلطانیہ﴾

۵۔ ﴿حضرت صاحب زادہ محمد معروف صاحب رحمۃ اللہ علیہ﴾

۶۔ ﴿حضرت سید محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہادری شریف﴾

۷۔ ﴿حضرت صاحب زادہ ابوالطاہر محمد نقشبند صاحب رحمۃ اللہ علیہ﴾

۸۔ ﴿حضرت میاں محمد نذیر صاحب ملہ ورکاں رحمۃ اللہ علیہ﴾

۹۔ ﴿حضرت صاحب زادہ منظور حسین صاحب مدظلہ العالی سرکال ضلع چکوال﴾

۱۰۔ ﴿مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی زید مجدہ﴾

۱۱۔ ﴿مولانا قاری محمد بشیر صاحب مدظلہ العالی﴾

۱۲۔ ﴿صوفی رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساہنا (پھالیہ)﴾

۱۳۔ ﴿شیخ حسام الدین الاحمد صاحب شامی مجددی مدظلہ العالی﴾

(علیم الدین نقشبندی، مجددی، مفتی، تذکرہ جاناں، ص:۴۳۴، خانقاہ سلطانیہ جہلم)

مصنف آب کوثر مفتی محمد امین صاحب کی پہلی ملاقات

مولوی محمد اکبر علی پاک پتنی رحمۃ اللہ علیہ کا آبائی گاؤں مقبوضہ کشمیر میں تھا۔اس حصہ پر بھارت کے غاصبانہ قصبہ کے بعد آپ کو وہاں سے ہجرت کرنا پڑی۔ چنانچہ وہ نارووال کی مضافاتی بستی نارنگ منڈی میں کچھ عرصہ تک مقیم رہے۔حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس کرنا ان کا معمول تھا۔

حضرت خواجہ عالم قدس سرہ نے فرمایا کہ مولوی (محمد اکبر علی) صاحب موصوف کا اصرار تھا کہ میں عرس کی اس محفل میں شرکت کروں۔ چنانچہ میں نے شرکت کی حامی بھرلی۔نکہ کڑتی سے واپسی پر صحت پھر سے بحال ہوئی میں شرکت کیلئے روانہ ہوا۔درج ذیل سنگی اس سفر میں میرے ہمراہ تھے۔

۱۔صوفی حاجی حیات علی صاحب

۲۔حاجی فیض عالم تاج پوری صاحب

۳۔حاجی بوستان خان صاحب

عرس کی تقریب کا اہتمام نارنگ منڈی سکول میں کیا گیا تھا۔جب ہم وہاں پہنچے تو ماسٹر عبدالغنی ۔بی۔اے۔منشی فاضل، تقریر کررہے تھے۔وہ سنجیدہ آدمی تھے۔ابتداء میں ان کی بیعت حضرت سید جماعت علی شاہ ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ان کے وصال کے بعد ماسٹر صاحب نے کچھ اسباق مولوی صاحب سے بھی حاصل کر رکھے تھے۔اس وقت وہ بیعت کے موضوع پر وعظ کر رہے تھے۔اس ضمن میں نام نہاد صوفیوں اور خود ساختہ ولیوں کی تردید کر رہے تھے۔حضرت مفتی محمد امین مدظلہ العالی کی اولین ملاقات خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سے اسی تقریب کے موقع پر ہوئی تھی۔

خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے مفتی صاحب کے خیالات

(پہلی ملاقات کے) چند ماہ بعد پتہ چلا کہ چچیاں شریف (یہ آزاد کشمیر میں میر پور سے اندازاً تین میل مغرب کی جانب ایک گاؤں مبارک ہے) وہاں بھی میرے آقائے نعمت کے درِدولت پر حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہونے والا ہے۔

فقیر کو یہ سن کر کہ عرس مبارک ہو رہا ہے حاضری کا شوق پیدا ہوا اور فقیر قافلہ کے ہمراہ چچیاں شریف حاضر ہوا۔فقیر نے جناب صاحب زادہ نقشبند کے والد ماجد سے عرض کیا کہ میں مرید ہونا چاہتا ہوں۔لہذا میرے لئے سفارش کریں کہ حضور مجھے غلامی میں لے لیں۔جب انہوں نے فقیر کے متعلق عرض کیا تو فرمایا وہ مولوی ہیں لہٰذا کسی عالم دین سے بیعت ہو جائیں نیز اتنی دور پتھروں پہاڑوں میں آنا بڑا مشکل کام ہے۔بہتر ہے کہ وہیں قریب ہی کسی سے بیعت ہو جائیں۔پھر جب ہمارا قافلہ روانہ ہونے لگا تو میرے آقائے نعمت ہمیں باہر وداع کہنے کیلئے ساتھ ہو لیئے۔

الحاصل جب ہمارا قافلہ چچیاں شریف سے باہر نکلا تو فقیر کو زاری شروع ہوگئی۔فقیر چلتا بھی رہا اور منہ چھپا کر روتا بھی جارہا تھا۔منہ اس لئے چھپا رہا تھا کہ شرکائے قافلہ کیا کہیں گے۔لیکن جب وہ حد مقررہ آگئی اور میرے آقائے نعمت نے الوداعی معانقہ کرنا چاہا تو دیکھا کہ سب رو رہے ہیں۔اور سب کی ڈاڑھیاں آنسوؤں سے تر ہیں۔پھر پتہ چلا کہ یہ سارا تصرف میرے آقائے نعمت کا ہے۔دوسرے سال عرس کے ایام آئے تو فقیر قافلہ کے ساتھ پھر چلا اور حاضر ہو گیا اور جناب زادہ صاحب کے والد ماجد سے بیعت کے متعلق عرض کیا۔اور جب فقیر کی عرضی دربار میں پیش ہوئی تو پھر پچھلے سال والا ارشاد دہرایا گیا۔فقیر مایوس ہو گیا۔لیکن دوسرے روز جب اشراق کا وقت ہوا تو فقیر کو پیغام پہنچا

تجھے حضور یاد فرما رہے ہیں۔ اور جب حاضر ہوا تو فرمایا آجاؤ اور میرے آقائے نعمت نے فقیر کو غلامی میں لے لیا۔

"الحمد لله رب العالمين o حمد الشاكرين o والصلوة والسلام على سيدالعالمين و على اله و اصحابه اجمعين"

(فراہم کردہ معلومات :بقیۃ السلف قبلہ مفتی محمد امین صاحب)

حضرت خواجہ عالم قدس سرہ نے فرمایا میرے اس استفسار پر کہ آپ پہلے بھی کہیں بیعت ہیں مفتی صاحب نے کہا میں تجدید بیعت کی درخواست کر رہا ہوں نہ کہ تنسیخ بیعت کی۔

(مفتی صاحب پہلے لِلّہ شریف والوں کے دست گرفتہ تھے)۔

(تذکرہ جاناں)

قبلہ مفتی محمد امین صاحب نے فرمایا:

﴿۱﴾

دارالعلوم امینیہ رضویہ محمد پورہ فیصل آباد میں کچھ طلباء کشمیر سے علم دین حاصل کرنے کی غرض سے آئے۔ انہوں نے اپنے اکابر کی زبانی بیان کیا کہ شیخ المشائخ کی ولادت مبارکہ سے پہلے حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ہمارے ہاں ایک مہمان آنے والا ہے جس کا مقام مجھ سے کئی درجہ اونچا ہوگا۔ زاں بعد فقیر جب در دولت پر ایک دن حاضر ہوا تو حاضری کے دوران فقیر نے اپنے آقا نعمت سے پوچھ لیا کہ بعض اکابر سے یوں سننے میں آیا ہے اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تصدیق فرمائی۔

﴿ وَاللهُ تعالىٰ اَعلَمْ ﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلوٰة وَالسَّلَام عَلىٰ حَبِيبِهٖ سَيِّد الَا نْبِيَاءِ

وَالْمُرْسَلِين وَعَلىٰ آلِهٖ وَاصحابِهٖ اجمعين o

کرامات کی بے شمار قسمیں ہیں مثلاً طی زمان اور طی مکان، غیب کی خبریں دینا، ہوا میں اُڑنا، پانی پر چلنا وغیرہ۔ جبکہ سے بڑی کرامت یہ ہے کہ مرید کے دل سے دنیا کی محبت کھینچ لینا۔ اور سنت رسول ﷺ کی اتباع کا آسان ہو جانا۔

یہ چیز میرے آقائے نعمت (خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ) کی نگاہ مبارکہ میں بدرجہ اتم دیکھی گئی ہے۔ چنانچہ سرکار کے بعض متوسلین کی سالہا سال تک نماز باجماعت ہوتی رہی۔ بلکہ کبھی تکبیر تحریمہ بھی فوت نہ ہوئی۔ اور بعض متوسلین کے دل سے دنیا کی لالچ وحرص ختم ہوگئی۔ حتّٰی کہ ایک خادم کو بعض احباب نے مکان کی پیشکش کی کہ آپ کو مکان خرید کر دیتے ہیں لیکن اس خادم نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ سب میرے آقائے نعمت کی نگاہ ولایت کا صدقہ ہے۔ اور یہ کرامت فقیر کی نظر میں باقی تمام کرامتوں سے اعلیٰ، افضل اور اولیٰ ہے۔

﴿۲﴾

ایک مرتبہ یہ فقیر چچیاں شریف حاضر ہوا تو پتہ چلا کہ میرے آقائے نعمت تاج پور تشریف لے گئے ہیں۔ فقیر چچیاں شریف سے ایک ہمراہی کے ساتھ تاج پور کو روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک گاؤں کے قریب سے گذر ہوا تو ایک سفید ریش مولوی صاحب سے ملاقات ہوئی وہ چند قدم فقیر کے ساتھ چلے اور سوالات کرنا شروع کر دیئے کہ کہاں سے آئے ہو، کہاں جاؤ گے اور کیوں جا رہے ہو اور پھر وہ رک گئے اور فقیر آگے چل دیا جب دریا پر پہنچے تو کشتی سے چند احباب صوفی احمد دین وغیرہ اترے۔ استفسار پر پتہ چلا کہ حضور دوسرے راستے چچیاں شریف چلے گئے ہیں۔ ہم واپس چچیاں شریف پہنچے تو دیکھا کہ حضور

مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ خیریت دریافت کرنے کے بعد حضور نے فقیر سے پوچھا راستہ میں کون ملا تھا اور وہ کیا پوچھتا تھا! بعد میں فرمایا وہ غیر مقلد ہے اور فلاں گاؤں کا رہنے والا ہے۔ یہ سنتے ہی فقیر حیرت میں گم ہو گیا۔ جیسا کہ حضور سب کچھ دیکھ سن رہے تھے۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین o

﴿۳﴾

حضور کے خدام میں ایک حافظ صاحب تھے، آپ نے ان کو علم دین حاصل کرنے کیلئے کئی جگہ دینی مدارس میں بھیجا مگر وہ بہانہ بنا کر واپس آجاتے۔ حضرت صاحب نے ان حافظ صاحب سے فرمایا اب آپ جائیں، جو چاہیں کریں یہاں رہنے کی گنجائش نہیں۔ فقیر ایک دن ٹرین سے جہلم اسٹیشن اُترا اور وہاں سے دربار سلطانی کی طرف پیدل ہی روانہ ہو گیا۔ (دربار شریف جہلم سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے)

راستہ میں وہی حافظ صاحب ملے اور مجھے روک کر کہنے لگے میرے متعلق حضور کے دربار میں سفارش کر دیں کہ مجھے معاف کر دیا جائے۔ فقیر نے کہا کہ میری کیا وقعت ہے کہ میں گذارش کروں میں اس قابل نہیں ہوں۔ فقیر وہاں سے روانہ ہو کر دربار شریف حاضر ہوا۔ حاضری کے وقت میرے آقائے نعمت نے استفسار کیا کہ راستہ میں کون ملا تھا، اس نے کیا کہا تھا؟ پھر آپ نے کیا جواب دیا تھا وغیرہ۔ فقیر یہ سن کر حیرانگی میں گم ہو گیا کہ جیسے آپ ساتھ تھے اور سب کچھ سن رہے تھے۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ سید المرسلین وعلیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین o

﴿۴﴾

فقیر ایک دن کڑتی (جگہ کا نام) حاضر ہوا کیونکہ میرے آقائے نعمت کڑتی کی مسجد میں قیام فرما تھے۔ ایک دن بیٹھے بیٹھے سوچ اس طرف چلی گئی کہ شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ ہر آنے والے کی خواہش کے مطابق کھانا دیتے تھے۔ پھر سوچ اس طرف چلی گئی کہ اگر آج میرے آقائے نعمت مجھے اُبلے ہوئے چاول، دودھ، چینی والے کھلائیں تو مان جاؤں۔ تھوڑی دیر ہی گزری کہ چوکیدار فتح محمد مرحوم فقیر کے پاس آئے اور سوال کیا حضرت صاحب پوچھ رہے ہیں

"اُبلے ہوئے چاول دودھ، چینی والے کھاؤ گے"۔

یہ سنتے ہی سخت پریشانی ہوئی کہ یہ خواہش کی ہی کیوں تھی۔ بہرحال اسی شرمندگی کے انداز میں کہا ہاں کھاؤں گا۔ پھر کچھ وقفہ کے بعد چوکیدار مرحوم آئے، قریب ہی گھر تھا وہاں لے گئے۔ فقیر کے ساتھ فقیر کے لختِ جگر (مناظر اسلام) محمد سعید بھی تھے ہم دونوں بیٹھ گئے تو اسی طرح کے چاول پکے ہوئے سامنے آگئے جیسا کہ خواہش کی تھی۔ کھائے اور واپس مسجد میں آگئے۔

﴿۵﴾

عزیزم (مناظر اسلام) محمد سعید کی آنکھوں میں سوجن آگئی حتی کہ نظر بند ہونے لگی۔ فقیر نے دربار عالیہ میں حاضری کا ارادہ کیا تو بچوں کی والدہ نے کہا کہ نہ جاؤ کیوں کہ محمد سعید کی حالت زیادہ خراب ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے جانا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔ جب دربار شریف حاضری ہوئی تو میرے آقائے نعمت نے خیریت پوچھی اور بچوں کے متعلق خصوصی خیریت دریافت فرمائی بچے ٹھیک ہیں، محمد سعید کا کیا حال

ہے؟ جب عرض کیا تو حضور خاموش ہو گئے۔ میں نے وقت یاد رکھا۔ جب واپس لوٹا تو دیکھا کہ محمد سعید بالکل ٹھیک ہے۔ پھر پوچھا کہ کب ٹھیک ہوا جواب ملا فلاں دن فلاں وقت اس نے آنکھیں کھول دی تھیں۔ اور وہ وہی وقت تھا۔

﴿٦﴾

فقیر ایک بار چھچیاں شریف حاضر ہوا تو دل میں تھا کہ تین باتیں عرض کروں گا وقت نہیں مل رہا تھا حتیٰ کہ واپسی کا دن آ گیا۔ حضور نے فرمایا آج آپ کو رخصت کیا جائے گا فقیر اس انتظار میں تھا کہ کچھ وقت ملے تو عرض کروں مگر آپ کبھی اس کو وداع کرنے جا رہے ہیں کبھی اس کو۔ فقیر مسجد میں حیران کھڑا تھا کہ اچانک میرے آقائے نعمت مسجد کے چھوٹے دروازے سے تشریف لائے اور اندر جانے تک فقیر کے تینوں سوالات کے جوابات دے دیئے۔ فقیر سن کر ششدر رہ گیا کیوں کہ فقیر نے اپنے سوالوں کا ابھی ذکر نہیں کیا تھا۔ اور جواب مل گئے۔

﴿٧﴾

ایک دن فقیر دربار سلطانی جہلم بیٹھا تھا کہ میرے آقائے نعمت اندر سے مسجد کے صحن میں تشریف لائے۔ فقیر بھی سامنے حاضر ہو گیا اور اسم ذات کا دل میں تصور کیا جیسے اندر سے باہر کو لکھا ہوا ہے۔ حضور نے فرمایا اللہ ادھر سے نہیں بلکہ اُدھر سے یعنی باہر سے اندر کا لکھا ہوا تصور کریں۔

﴿٨﴾

فقیر ایک دن کوٹلی شریف حاضر ہوا وہاں بیٹھ کر لطائف خمسہ بیک وقت ذکر کر رہے تھے یعنی پانچوں لطیفے ذکر کر رہے ہیں۔ اور ساتھ یہ خیال آیا کہ ایسا کرنا ٹھیک ہے یا علیحدہ علیحدہ ذکر

کرنا چاہیئے۔ اچانک بلاوا آیا۔ فقیر خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو دوران گفتگو کسی ولی کا تذکرہ شروع فرما دیا اور فرمایا وہ ولی فرماتے تھے کہ ہم نے ذکر کا طریقہ بتا دیا ہے اب سالک کی مرضی وہ علیحدہ علیحدہ لطائف پر ذکر کرے یا بیک وقت اکٹھا ہی ذکر کرے۔

والحمد علی ما انعم علینا والصلوۃ والسلام علی حبیبہ و شفیع المذنبین وعلی آلہٖ و اصحابہ اجمعینo

﴿٩﴾

ایک دفعہ چھچیاں شریف فقیر بھی حاضر ہوا اور مولانا محمد شریف صاحب خطیب وہاڑی بھی حاضر ہوئے۔ واپسی پر میرے آقائے نعمت نے دونوں کو بیک وقت واپسی کی اجازت دے دی۔ اور خود بنفس نفیس وداع کرنے آئے۔ ہمیں وداع کرنے کے بعد ایک عقیدت مند سے فرمایا وہاڑی والے مولوی صاحب کے ہاتھ میں چھڑی ہے لیکن ہمارے مولوی صاحب کے ہاتھ میں چھڑی نہیں ہے لہذا جاؤ اور میری چھڑی لے آؤ اور انہیں دے دو!

وہ تو چھڑی لینے حضور کے در دولت کی طرف روانہ ہو گیا تو دوسرے عقیدت مند نے عرض کیا حضور اگر اجازت ہو تو مولوی صاحبان کو آواز دوں کہ رک جائیں تو فرمایا آواز دینے کی ضرورت نہیں (جیسے کہ اس برادر طریقت نے دوسری ملاقات پر بیان کیا)

ہم چلتے گئے چند فرلانگ پر کھائی آتی ہے جب وہاں پہنچے تو فقیر وہاں کھڑا ہو گیا اور اپنے ساتھ غالباً حاجی صاحب تھے ان سے سوالات شروع کر دیئے کہ حاجی صاحب یہ کھائی کہاں سے آتی ہے اور کدھر کو جاتی ہے، اس میں پانی اس وقت کیوں نہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ بے معنی سوالات کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک وہ عزیز برادرِ طریقت چھڑی لئے نہیں پہنچا اور جب اس نے مجھے چھڑی مبارک پکڑائی تو ایک دم حیرت کی فضا

پھا گئی اور فقیر سوچنے لگا کہ یہ کھائی اس سے قبل کئی بار دیکھی، اس سے گزر کر جاتا رہا ہوں یہ سوالات کیئے تو پتہ چلا کہ یہ سرکار کا تصرف تھا ورنہ ہم چلتے رہتے تو اتنے میں میرپور شہر ہوتے۔ لیکن میرے آقائے نعمت کے تصرف نے روکے رکھا۔

(فراہم کردہ معلومات :بقیۃ السلف قبلہ مفتی محمد امین صاحب)

☆☆☆☆☆

ذکر الٰہی، علم اور ثواب کی حقیقت

مکتوب نمبر ۱۴۲

مفتی محمد امین صاحب

فیصل آباد

خط کا خلاصہ

گذشتہ ایام میں یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ مزید کچھ کتابیں لکھی جائیں۔ ایک دن کتاب کھول کر بیٹھا مطالعہ کر رہا تھا کہ اچانک سامنے اخبار آ گیا اس میں نور بصیرت کے عنوان کے تحت ذکر الٰہی کی فضیلت مرقوم تھی۔ اسی وقت کتاب بند کر دی اور دل میں یہ خیال آیا کہ اب تحریر ختم کر دی جائے پھر خیال میں یہ چیز آئی کہ بزرگان دین ذکر پر زور دیتے ہیں مگر احادیث مبارکہ میں علم کی ترویج کی بھی بہت اہمیت آئی ہے۔ (مختلف احادیث مبارکہ کا حوالہ دیا ہے) ان احادیث کے پیش نظر پھر تردُّد پیدا ہو گیا کہ کتابیں لکھی جائیں ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کتابوں کے ذریعے کسی کو راہ راست پر لگا دے۔ اب وہ جوانی بھی نہیں کہ دونوں کام ساتھ ساتھ چلیں۔ اب تو زیادہ وقت لیٹ کر بسر ہوتا ہے۔

دہلی والے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب تصنیف فرمائی تھی ''ابن تیمیہ اور اُن کے ہم عصر علماء'' وہ (کتاب) فقیر کے پاس نہیں ہے۔ اگر مل جائے تو اسے طبع کرا کے تقسیم کیا جائیگا۔

فقط

والسلام

دربار عالیہ سے جواب

سلام مسنون!

مکتوب گرامی ملا، آپ کے رجحان کا علم ہوا۔ آپ خود عالم دین ہیں۔ تعلیمات دین پر آپ کی گہری نظر ہے۔ ذکر کی فضیلت اور تصنیف وتالیف کے شغل کی اہمیت آپ پر اچھی طرح واضح ہے دونوں میں سے کسی کی افادیت کا انکار نہیں کیا سکتا۔ ذکر کا اپنا مقام ہے تصنیف و تالیف کا اپنا مقام۔ آپ اپنے طبعی رجحان کے پیش نظر خود بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں۔ بندہ استقامت کیلئے دعا گو ہے۔

آپ کو علم ہے کہ ملک میں خواندگی کی شرح بہت کم ہے اور پھر خواندہ حضرات بھی دینی کتب کا ذوق وشوق کم رکھتے ہیں۔ اب دینی لٹریچر کی بھی بہتات ہے۔ اور ذرائع ابلاغ بھی علم عام کرنے میں مصروف ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ صحت مند دینی لٹریچر اب بھی وقت کی اہم ضرورت ہے اور اس کی کمی کو پورا کرنا بھی ایک اہم عبادت ہے۔ مگر حلقہ صوفیہ میں ذکر کی طرف میلان رہا ہے اور انہوں نے ذکر ہی کی ترغیب دی ہے۔ خود قرآن مجید میں ذکر کی فضیلت پر بکثرت آیات موجود ہیں اور آحادیث مبارکہ بھی اس کی فضیلت پر بکثرت پائی جاتی ہیں۔ بلکہ بعض نے ذکر کو دعا سے بھی افضل قرار دیا ہے۔ ان کا استدلال ہے کہ ذکر اللہ تعالیٰ کی تمام صفتوں اور نعمتوں کی تعریف کا نام ہے اور دعا میں بندہ اپنی حاجت کا سوال کرتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ ’’جو شخص میرے ذکر کی وجہ سے دعا نہ کر سکے تو اس کو ہم مانگنے والوں سے بھی زیادہ دیں گے‘‘

حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ درس وتدریس کا خاندانی شغل جاری رکھے ہوئے

تھے۔ اور مرشد مشفق کا اشارہ پا کر اس سے دست کش ہو گئے کہ پڑھانے والے بہت ہیں۔ آپ ذکر کی طرف توجہ دیں ذکر میں چونکہ خوف ورجا کا بے غرضانہ جذبہ شامل ہوتا ہے۔ روحانی حظ وسکون میسر آتا ہے۔ اور قرب خداوندی کا قریب ترین راستہ بھی ہے۔ صوفیاء کرام کی طبیعت سے زیادہ موافقت اور مناسبت رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ حلقہ صوفیاء میں اسی کا غلغلہ رہتا ہے۔

حضرت معاویہ ایک بار کسی مسجد میں تشریف لے گئے وہاں کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ خدا کو یاد دلانے والی اور نیک باتیں کر رہے تھے انہوں نے دیکھا تو دریافت کیا آپ لوگ یہاں کیسے بیٹھے ہیں؟ تو لوگوں نے بتایا کہ ’**نذکر اللہ**‘ اللہ کو یاد کر رہے ہیں۔ انہوں نے تاکیداً پوچھا کہ یہ اجتماع محض اس مقصد کیلئے ہوا ہے لوگ بولے ہاں، محض یہی مقصد ہے۔ اس کے بعد انہوں نے یہ حدیث نبوی ﷺ بیان فرمائی:

رسول اللہ ﷺ ایک دن صحابہ کی ایک مجلس سے گزرے آپ نے شرکاء سے دریافت فرمایا۔ کس مقصد سے تم جمع ہوئے ہو؟ بولے خدا کی یاد کیلئے۔ اور اس کے سامنے اس بات کا شکر یہ ادا کرنے کیلئے کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور اس نے اس کے ذریعے ہم پر احسان کیا۔ آپ ﷺ نے قسم دے کر پوچھا کہ واقعی تم اس مقصد سے یہاں جمع ہوئے ہو۔ بولے خدا کی قسم اس کے علاوہ دوسرا کوئی مقصد نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تم سے یہ قسم بے اطمینانی کی وجہ سے نہیں لی۔ بلکہ تمہاری زبان سے اس کی تصدیق چاہتا تھا ابھی جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور خوشخبری دی کی خدائے قدوس فرشتوں کے سامنے تمہاری حق پرستی کی تعریف فرما رہا ہے۔

(مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بھی ذاکرین کی فضیلت کے سلسلہ میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی گروہ جب بھی خدا کی یاد کیلئے بیٹھتا ہے تو فرشتے اس کو گھیر لیتے ہیں۔ اور رحمت خداوندی اس کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے اور طمانیت اور سکینت کا نزول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں جو فرشتے ہوتے ہیں ان سے اس کا ذکر فرماتا ہے۔

(مسلم)

ذکر کے سلسلے میں حضرت ابو ہریرہ کی بھی ایک لمبی روایت ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتے اس لئے مقرر کر رکھے ہیں وہ ہر وقت ذکر کی مجلسوں کی تلاش میں رہتے ہیں جہاں بھی کوئی ذکر کی محفل ہوتی ہے اس میں شریک ہو جاتے ہیں اور تمام شرکائے مجلس کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ جب وہ مجلس برخاست ہو جاتی ہے تو وہ بارگاہ مقدس میں جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے علم کے باوجود ان سے دریافت فرماتا ہے کہ کہاں سے آئے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ خدایا ہم تیری زمین سے تیرے ان بندوں سے آرہے ہیں جو تیری تسبیح وتہلیل، تکبیر وتمہید کر رہے تھے۔ خدائے قدوس دریافت کرتا ہے کہ وہ کیا مانگ رہے ہیں کہ تجھ سے تیری جنت کے طلب گار تھے۔ اللہ تعالیٰ پھر دریافت فرماتا ہے کہ انہوں نے میری جنت دیکھی ہے۔ وہ کہتے ہیں دیکھی تو نہیں ہے۔ تو اللہ رب العزت فرماتے ہیں اگر وہ دیکھ لیتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ فرشتے کہتے ہیں پھر تو وہ زیادہ حریص ہو جاتے۔

پھر فرشتے کہتے ہیں کہ اے پروردگار تیری پناہ ڈھونڈ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ تیری دوزخ سے۔ پروردگارِ عالم پوچھتا

ہے کہ انہوں نے دوزخ کی ہولناکی دیکھی ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے اگر وہ دیکھ لیتے تو ان کی کیفیت کیا ہوتی۔ فرشتے عرض کرتے ہیں پھر تو وہ اور زیادہ اس سے پناہ مانگتے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ وہ لوگ تجھ سے استغفار بھی کر رہے تھے۔ رحمت خداوندی جوش میں آتی ہے اور حکم ہوتا ہے کہ میں نے ان سب کو بخش دیا اور جو مانگا وہ دیا اور دوزخ سے پناہ دی۔ فرشتے کہتے ہیں کہ ان میں ایک ایسا آدمی بھی تھا جو بڑا خطا کار تھا۔ اتفاق سے اس طرف سے گزر رہا تھا۔ وہ ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ بارگاہ قدس سے اعلان ہوتا ہے:

و له غفرتُ لهم هم القوم لا يشقىٰ لهم جليسهم۔

میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ یہ ایسے لوگوں کا ہم نشین تھا جن کا ہم نشین محروم نہیں ہوسکتا۔

(بخاری۔ مسلم)

ان واقعات کے بیان سے صرف یہ مقصد ہے کہ صوفیاء کرام کو ان ہی ارشادات سے ذکر کی طرف تحریک ہوئی اور وہ ذکر کی طرف مائل ہوئے۔ آپ بفضل تعالیٰ صوفی ہونے کے علاوہ اہل قلم عالم دین ہیں۔ اپنے طبعی رجحان کے پیش نظر بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں۔ دونوں عمل عنداللہ پسندیدہ ہیں۔ اجر کی اصل اخلاص اور للہیت ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے!

کتاب ﴿ابن تیمیہ اور ان کے ہم عصر علماء﴾ کا مطلوبہ نسخہ حسب خواہش جب چاہیں وصول کرلیں۔

فقط

والسلام

(اکبر داد، پروفیسر، مرتبہ: مکاتیب الفردوس، ج:۲، ص:۱۹۹-۲۰۵، جامع مسجد شریف الفردوس، گلہار، کوٹلی، آزاد کشمیر)

خاوند سے پریشان خواتین کے خطوط اوران کا حل

مکتوب نمبر۲۰

۱۰-۱۱-۱۹۹۵

انگلینڈ سے خط

خط کا خلاصہ

میری شادی میرے ماموں زاد سے ہوئی تھی۔ میرا شوہر شراب پیتا ہے، نشہ کرتا ہے اور راتوں کو باہر رہتا ہے۔ میرے منع کرنے پر ہر ایک سے کہتے ہیں کہ میں اس شادی سے ناخوش ہوں۔ حالانکہ میں ہر قسم کا خیال رکھتی ہوں۔ گھر والے تمام افراد فیشن ایبل ہیں اور مجھ سے بھی ایسی ہی توقعات (بال کاٹنا اور مغربی لباس پہننا) رکھتے ہیں۔ آپ سے راہنمائی کی درخواست ہے۔

دربار عالیہ سے جواب

سلام مسنون!

خط ملا، آپ کی حالت زار جان کر پریشانی ہوئی۔ صبر سے کام لیں۔ حالات ایک ڈگر پر قائم نہیں رہتے۔ انسانی سوچ میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔ آپ نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے بہت اچھے ہیں۔ اپنی معاشرت اور مذہب کا دھیان رہنا چاہیے۔ انسان خواہ کہاں اور کن حالات میں ہو انسان کی کوشش اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی ہونی چاہیے کیونکہ اس کی رضا اور خوشنودی ہی سب مشکلات کا حل ہے۔ آپ نماز کی پابندی کریں اور اپنے مصائب اور مسائل کے سلسلہ میں اسی طرف متوجہ رہیں۔ اُسی ذات پر بھرسہ کریں۔ وہی رنج کو راحت میں بدلتی ہے۔

حسب سہولت کوئی وقت مقرر کر کے درج ذیل وظیفہ نہایت توجہ اور تضرع کے ساتھ پڑھیں، وظیفہ کے دوران گفتگو نہ کریں اور دھیان اپنے مصائب اور مسائل کی طرف رہے۔ وظیفہ ختم کر کے دعا کے بعد خاوند کا تصور کر کے اس طرف پھونک دیں۔ انشاء اللہ بہتر نتائج برآمد ہوں گے۔

وظیفہ: ''یاوَدُودُ'' ایک ہزار بار، اول وآخر ۱۰۰، ۱۰۰ بار درود شریف

یہ بندہ عاجز بھی دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی پریشانیاں دور کریں اور خوشگوار زندگی گزارنے کا موقع عطا فرمائیں۔

فقط والسلام

(مکاتیب الفردوس، ج:۲، ص:۳۳-۳۴)

۲

مکتوبات نمبر۴۵

میر پور آزاد کشمیر سے

۵-۶-۹۶

خاوند کو انگلینڈ گئے ہوئے ۳ سال ہو گئے ہیں۔ اب اُس نے رابطہ بھی ختم کر دیا ہے۔ میکے میں ہوں۔

دربار عالیہ سے جواب

سلام مسنون!

خط ملا، حالات سے آگاہی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں وہ یقین رکھنے والوں کو مایوس

نہیں کرتا۔ بندہ بھی آپ کی بہتری کیلئے دعا گو ہے۔

آپ پنجگانہ نماز کی پابندی کریں اور روزانہ وقت مقرر کر کے ایک ہزار بار اس کلمہ ''یَـــاوَدُود'' کا پوری توجہ اور دھیان سے ورد کریں اور اپنے مسائل بھی خیال میں رکھیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اسم پاک ہے اور اس کے صدقے اللہ تعالیٰ رحم فرما دیں گے۔ اول آخر گیارہ بار درود شریف پڑھیں۔

فقط

والسلام

(مکاتیب الفردوس، ج:۲، ص:۶۹-۷۰)

☆☆☆☆☆

زوجہ سے پریشان شخص کا خط اور اس کا حل

مکتوب نمبر۲۷

حافظ عبدالقدیر گلہاوری، معلم

قدیر اسلامیہ اکیڈمی کہوٹہ راولپنڈی

خط کا خلاصہ

میری شادی خالہ زاد سے ہوئی ہے جو بچپن سے میری منگیتر ہے۔ خالہ کی وفات چھ سال قبل ہوگئی ہے۔ وفات کے بعد یہ خاصی ضدی ہوگئی ہے۔ شادی کو دو ماہ ہو گئے ہیں ہمارے درمیان میاں بیوی کا تعلق نہیں ہو سکا۔ اب کہتی ہے کہ مجھے آزاد کر دو ورنہ میں خودکشی کرلوں گی۔ وہ بیوقوفی کی وجہ سے ایسا کر رہی ہے۔ میں اور اس کے آٹھ (8) بھائی پریشان ہیں۔ دعا فرمائیں اور کوئی وظیفہ بھی ارشاد فرمائیں۔ تاکہ پریشانی سے نجات مل سکے اور وہ بھی راہ راست پر آجائے۔

دربار عالیہ سے جواب

سلام مسنون!

خط ملا، آپ کی پریشانی اور آپ کی اہلیہ کی ضد اور ہٹ دھرمی کا پتہ چلا۔ آپ فی الحال کوئی جذباتی فیصلہ نہ کریں اور نہ ہی اپنے رویے میں نامناسب تبدیلی لائیں۔ محبت اور آشتی سے پیش آئیں۔ اور اسے اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلانے کی کوشش کریں۔

اگر اُس کے خاندان میں کوئی ذمہ دار اور سمجھدار آدمی ہے تو اس کے اثر کو استعمال کریں۔

يُحِبُّونَهُم كَحُبِّ اللّه وَالَّذين آمَنُوا اَشَدُّ حُبًّا لِله. پڑھ کر کسی میٹھی چیز پر پھونک کر

اسے کھلائیں۔

اس کے علاوہ ایک ہزار بار ''یــــاوَدُود'' کاورد اس طرح کریں کہ اول وآخر ۱۱۔۱۱ بار درود شریف پڑھیں اور ذہن میں اُس کا تصور رکھیں اور موجودہ الجھن بھی خیال میں رکھیں۔ بندہ آپ کی باہمی مروت اور محبت کیلئے دعا گو ہے۔

فقط

والسلام

(مکاتیب الفردوس، ج ۲ ص ۴۰۱-۴۰۲)

☆☆☆☆☆

بیعت کا مقصد اور مالی مشکلات

مکتوب نمبر ۲۰۵

عابد اکرم صاحب

ویلکم جنرل سٹور پھلنی روڈ گالہ بازار کھوئی رٹہ

خط کا خلاصہ

بیعت کی تھی لیکن پریشانیاں ختم نہیں ہوئیں۔ شدید مالی مشکلات کا شکار ہوں۔

دربار عالیہ سے جواب

سلام مسنون! خط ملا، آپ نے اپنی پریشانی کا ذکر کیا اور اس امر کا احساس دلایا کہ بیعت کے باوجود آپ کے معاشی حالات میں بہتر تغیُّر نہیں آیا۔ بیعت کا سلسلہ بزرگوں سے چلا آرہا ہے۔ اسکا مقصد سابقہ گناہوں کی توبہ اور آئندہ نیک عمل کرنا ہے۔ بیعت روحانی ترقی کیلئے ہوتی ہے۔ مادی وسائل کی کمی وبیشی سے اسے کوئی سروکار نہیں البتہ روحانی ترقی کے ساتھ مادی حرص وہوس کم ہونا شروع ہوجاتی ہے۔ اور آدمی سکون اور اطمینان محسوس کرتا ہے۔ اور جو میسر آئے اس پر شکر ادا کرتا ہے۔ بیعت سے مراد امیر بنانا نہیں بلکہ روحانی اصلاح ہے۔ اگر بقول خود اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہیں تو دنیا اہل اللہ سے بھری ہے کسی بزرگ کا دامن تھام لیں شاید آپ کے درد کا درماں میسر آجائے۔ بندہ بہتری کیلئے دعا ہی کرسکتا ہے۔

فقط والسلام

(مکاتیب الفردوس، ج:۲، ص:۲۹۲-۲۹۳)

خواجہ صاحب کا تجویز کردہ غصے کا شافی علاج

مکتوب نمبر۱۴۴

۹۶-۱۱-۱۲

فخریہ بشیر صاحبہ

دختر محمد بشیر چودھری سابق ڈی سی کوٹلی

خط کا خلاصہ

۱۔نماز کی پابندی کی کوشش کرتی ہوں لیکن پھر بھی کوتاہی ہو جاتی ہے۔ میں نماز کو ایک روٹین سمجھ کر (لوگوں کی طرح) نہیں بلکہ خضوع وخشوع سے ادا کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔

۲۔ مجھے غصہ بہت جلد آجاتا ہے۔اور بڑوں سے گستاخی ہو جاتی ہے۔

دربار عالیہ سے جواب

سلام مسنون!

خط ملا، آپ نماز کی پابندی کریں۔ (یہ) خضوع وخشوع کا باعث بن جاتی ہے۔دوسرا ایک دل کی کیفیت دوسرا نہیں جان سکتا۔اس لیے اپنی ذات تک ہی محدود رہ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے کاموں میں مصروف رہنا چاہیے۔موت اور قبر کی یاد ہی بڑی تنبیہ ہے۔آپ نے جس طبعی کیفیت کا ذکر کیا ہے۔اس کیلئے مندرجہ ذیل اشیاء پر مشتمل چٹنی تجویز کی جاتی ہے۔

مربہ آملہ ﴿ایک کلو﴾ مربہ ہریڑ ﴿ایک کلو﴾

مربہ سیب ﴿ایک کلو﴾ مربہ بہی ﴿ایک کلو﴾

گل قند ﴿ایک کلو﴾ چاول سونف ﴿ایک کلو﴾

گری بادام ﴿آدھ پاؤ﴾ ورق چاندی ﴿آدھی دفتری﴾

گٹھلیاں نکال کر ان سب کو یک جان کر کے چٹنی بنالیں صبح سورج طلوع سے پہلے اور شام غروب سے پہلے ایک ایک چمچ استعمال کریں اور بعد میں چند گھونٹ عرق گاؤزبان لے لیں۔ بندہ دعا کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے۔

فقط

والسلام

(مکاتیب الفردوس، ج ۲،ص ۲۰۷-۲۰۸)

☆☆☆☆☆

اختلافی مسائل کا مسکت جواب

مکتوب نمبر۱۸۳

۹۷-۳-۱۴

ایس ایم ڈاک خانہ سیاکھ تحصیل ڈڈیال ضلع میر پور آزاد کشمیر

خط کا خلاصہ

کیا صرف اہل سنت مسلک کے لوگ ہی جنت میں جائیں گے؟ باقی کوئی مسلک نہیں؟

دربار عالیہ سے جواب

سلام مسنون!

خط ملا، آپ نے خطیب صاحب کی تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تقریر قابل اعتراض تھی۔ فرقہ واریت کی بو آرہی تھی۔ ایسے اظہار ملی یگانگت اور وحدت کے منافی ہیں۔ اس سے ملت اسلامیہ کے اتحاد کو نقصان پہنچتا ہے۔ آپ بجا فرما رہے ہیں آپ کو اس حقیقت کا علم ہونا چاہیے کہ بندہ نے یہ ہدایت کر رکھی ہے کہ آئمہ کرام اختلافی مسائل کو ہرگز ہرگز تقاریر کا موضوع نہ بنائیں۔ صرف اپنے مسلک تک محدود رہیں اور اس امر کی پوری پوری احتیاط کریں کہ دوسرا مسلک زیر بحث نہ آئے۔ اگر کوئی صاحب ایسا کرتے ہیں یا بقول آپ کے کسی نے ایسا کیا ہے تو یہ اسکا ذاتی فعل ہے اور بندہ کی ہدایت کی خلاف ورزی ہے۔ بندہ اس قسم کے خیالات کی تائید نہیں کرتا۔

تاہم انسانی طبائع اور مزاج مختلف ہیں جس طرح مولوی صاحب کے خیالات نے آپ کو رنجیدہ خاطر کیا شاید مولانا صاحب نے بھی کسی سے ایسی ہی چوٹ کھائی ہو اور صبر کا یارہ نہ رہا ہو۔

اصل میں تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ دیگر مسالک کے حضرات کو بھی وسیع تر ملی مفاد کے پیش نظر دوسروں کے جذبات کا احترام کرنا چاہیے۔ انکی بے باکی کا یہ عالم ہے کہ ان کی تان ہی شرک پر ٹوٹتی ہے۔ اس سے بعض اوقات فضا پراگندہ ہوتی ہے۔ تاہم بندہ اس قسم کی ہر کوشش کو ناپسند کرتا ہے۔ جو کسی کے جذبات مجروح کرے۔

بندہ ہر ایک کو امن و آشتی کی تعلیم دیتا ہے۔ اور ساتھ ہی صبر اور برداشت کی ہدایت کرتا ہے۔

والسلام

(مکاتیب الفردوس، ج:۲، ص:۲۵۸-۲۵۹)

☆☆☆☆☆

حاضر و ناضر، علم غیب اور وسیلہ کے متعلق خواجہ صاحب کا موقف

مکتوب نمبر ۳۲۳

نعیم اختر، کلاس نہم بی

ایبٹ آباد پبلک سکول اینڈ کالج، ایبٹ آباد

قبلہ حضرت صاحب جی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، بعد سلام مسنون احوال آنکہ میں جناب کی وساطت سے چند دینی مسائل کو حل کرنا چاہتا ہوں امید ہے کہ جناب والا اپنی بلند نگاہی، خداشناسی اور اعلیٰ ظرفی کی بدولت روشناس فرمائیں گے۔

۱۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک (ﷺ) کی ذات ہر جگہ موجود نہیں ہے البتہ انبیاء قبر میں زندہ ہوتے ہیں اور ہم درود شریف پڑھتے ہیں وہ فرشتے آپ ﷺ تک پہنچاتے ہیں۔ لہذا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ نہیں ہوتا۔ (یا رسول اللہ نہیں کہنا چاہیے) اس بارے میں آپ کے کیا خیالات ہیں؟

۲۔ میری دوسری درخواست یہ ہے کہ غیب کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟ کون کون سے لوگ غیب جانتے ہیں یا کوئی بھی نہیں جانتا (اللہ کے سوا)؟

۳۔ سننے میں آیا ہے کہ جو لوگ مر جاتے ہیں وہ مٹ جاتے ہیں (ماسوائے انبیاء، شہداء اور حفاظ کرام) وہ ہماری کوئی بات نہیں سن سکتے اور وساطت (وسیلہ) جائز نہیں ہے۔ البتہ کسی بزرگ اور نیک آدمی سے دعا کرائی جاسکتی ہے مگر بعد از انتقال اس کی مغفرت کیلئے دعا کرنی چاہیے۔ اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟

۴۔ کہا جاتا ہے کہ محمد ﷺ کا نام سننے کے بعد انگوٹھوں کو چومنا جائز نہیں ہے۔ البتہ درود شریف پڑھنا واجب ہو جاتا ہے۔ اس بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔

۵۔ نماز پڑھتے ہوئے نظریں کہاں رکھی جانی چاہئیں؟

۶۔ یا علی مدد! اس بارے میں آپ کے کیا تاثرات ہیں؟ آیا یہ ٹھیک ہے کہ نہیں

۷۔ نماز میں تشہد میں کچھ لوگ دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی اٹھاتے ہیں اور کچھ نہیں۔ آپ کے اس کے متعلق کیا تاثرات ہیں؟

۸۔ دوران نماز مختلف قسم کے خیالات ذہن میں منڈلاتے رہتے ہیں اس سے نماز پر کیا اثر پڑتا ہے؟

۹۔ فرض کیا ایک آدمی کسی بھی فرقے سے تعلق نہیں رکھنا چاہتا۔ سنی، وہابی یا شیعہ کے چکروں میں نہیں پڑنا چاہتا بلکہ صرف مسلم ہونے کو فوقیت دیتا ہے۔ سننے میں آیا ہے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت تک ۷۲ فرقے بنیں گے مگر ان میں سے ایک جنت میں جائے گا۔ اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟

۱۰۔ اللہ کی ذات کے متعلق آپ کا کیا نظریہ ہے؟ وہ کیسی ذات ہے جسے ہم بلا دیکھے تسلیم کرتے ہیں۔ دن میں پانچ دفعہ اسکی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں مگر دیکھا نہیں ہے۔

مجھے امید ہے کہ ان سوالات کے تفصیلی جوابات دینا آپ اپنا دینی فرض سمجھیں گے اور مایوس نہیں کریں گے اور مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہو تو معاف فرمائیں گے۔

تابع فرمان

دربار عالیہ سے جواب

سلام مسنون!

خط ملا، آپ نویں جماعت کے طالب علم ہیں۔ ذہن ابھی پختہ نہیں۔ یہ بڑے لطیف باریک اور دقیق علمی مسائل ہیں۔

صدیوں سے اختلافی مسائل چلے آرہے ہیں۔ اور صدیوں چلتے رہیں گے۔ فی الحال آپ کا ادراک ان کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ آپ جس مقصد کے حصول کیلئے ادارہ میں داخل ہیں پہلے ادھر توجہ دیں۔ تعلیم حاصل کریں۔ تعلیم کے بعد ان مسائل تک رسائی کے مواقع آپ کو ملیں گے۔ فی الحال آپ چند بنیادی باتیں ذہن میں رکھ لیں۔ صراط مستقیم پر رہنے میں مدد ملے گی۔ صراط مستقیم کی حضور ﷺ نے خود نشاندہی کر دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **الذین هم علی ماانا علیه و اصحابی** ۔یعنی فرقہ ناجیہ وہ لوگ ہیں جو اس طریق پر ہیں جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ نجات کا طریق افعال، اقوال، اصول و فروع میں فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کی متابعت پر ہے۔ اس کے سوا جتنے فرقے ہیں سب زوال کے مقام اور ہلاک کے کنارے پر ہیں۔ آج اس بات کو خواہ کوئی جانے یا نہ جانے کل قیامت کے روز ہر ایک جان لے گا۔ یا اللہ ہم کو اس غفلت سے بیدار کر، پیشتر اس کے کہ موت بیدار کرے۔

(حضرت مجدد الف ثانی، احمد سرہندی، شیخ، مکتوبات امام ربانی، مکتوب: ۶۹، ج: ۱، امرت سر، ۱۳۳۲)

صحابہ رضوان اللہ علیہم کے بارے میں ہمارا نظریہ یہ ہونا چاہیے کہ خطیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور ان میں سے بعض کو میرے لیے قرابت اور مددگار پسند فرمایا۔ پس جس شخص نے ان کے بارے میں مجھے محفوظ رکھا اس کو اللہ نے محفوظ رکھا۔ اور جس نے ان کے حق میں مجھے ایذا دی اس کو اللہ تعالیٰ نے ایذا دی۔ یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔

محبت اہل بیت اہل سنت و جماعت کے نزدیک جزو ایمان ہے۔ اہل بیت کی

محبت اہل سنت کا اصل سرمایہ ہے۔ اس سلسلہ میں بعض فرقے افراط کی طرف چلے گئے اور بعض تفریط کی طرف اور یہ بھول گئے کہ افراط و تفریط کے درمیان حد وسط ہے جو حق کا مرکز ہے۔

حضور ﷺ سے متعلق ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔
کہ **بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر**۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی، رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا۔ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان جو تفرقہ ڈالنا چاہتے ہیں فرمایا حقیقت میں یہی لوگ کافر ہیں۔

آخر میں آپ کو صرف اس قدر مشورہ دیا جاتا ہے کہ پنج وقتہ نماز کو جماعت سے ادا کریں۔ حلال کو حرام سے تمیز کریں۔ آخرت کی نجات حضور ﷺ کی تابعداری میں ہے۔ فانی لذتوں اور ہلاک ہونے والی نعمتوں سے بچیں۔

آپ ان سوالات کے متعلق اگر مزید جاننا چاہتے ہیں تو گولڑہ شریف رابطہ کریں۔ یا علامہ طاہر القادری صاحب سے معلومات حاصل کریں۔ بندہ دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

فقط

والسلام

(مکاتیب الفردوس، ج ۲، ص ۴۸۲-۴۸۷)

☆☆☆☆☆

بارہ ربیع الاول اور خواجہ صاحب کا معمول

بارہ ربیع الاول شریف کو درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہیے۔ جو احباب دلائل الخیرات شریف پڑھتے ہیں انہیں اس موقع پر پوری دلائل الخیرات شریف پڑھنی چاہیے اور اس دن روزہ بھی رکھنا چاہیے۔ یہ ہمارے مشائخ کا معمول ہے۔

☆☆☆☆☆

گیارہوں شریف کے بارے خواجہ صاحب کا موقف

۲۶ مئی ۱۹۹۱ء کو ایک صاحب نے گلہار شریف حضرت خواجہ عالم قدس سرہ العزیز کی خدمت میں بذریعہ خادم گیارہویں شریف کیلئے کچھ نذرانہ پیش کیا۔ آپ نے ان سے پوچھا آپ مقروض تو نہیں۔ اگر مقروض ہوں تو پہلے قرض سے چھٹکارا حاصل کریں اس میں کوئی شک نہیں کہ گیارہویں شریف میں خرچ کرنا نیک کام ہے۔ مگر بزرگوں کی روحیں کسی کی تنگی اور عسرت کو دیکھ کر خوش نہیں ہوتی۔

ان کی تعلیم یہ ہے کہ اپنی جائز اور ضروری ضروریات سے فاضل رقم راہ خدا میں خرچ کر دو۔ جائز ضرورتوں میں اولاد، بیوی اور لوگوں کے حقوق آتے ہیں۔ اگرچہ ان ضروریات سے صرف نظر کر کے بھی بزرگوں کی خوشنودی کیلئے خرچ کرنا اپنی جگہ ٹھیک ہے لیکن حقوق العباد کی ادائیگی کو فوقیت حاصل ہے۔

آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ گیارہویں کیلئے یہ طریقہ درست ہے کہ کھانا پکا کر تقسیم کیا جائے لیکن اس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے کہ کہیں تبرک کی بے ادبی نہ

ہو۔ اس سے آسان اور متبادل طریقہ یہ ہے کہ اس رقم کو کسی مسجد یا درسگاہ میں لگا دیا جائے یا کسی ضرورت مند کی ضرورت پوری کی جائے۔

اس سے قبل ۱۶ فروری ۱۹۸۱ء، ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ ہفتہ کے دن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے استاد غلام حسین صاحب کے ذریعہ تمام مدارس میں یہ پیغام بھیجا کہ ۱۱ ربیع الثانی کو حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایصال ثواب کیلئے ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ، ایک قرآن مجید اور ختم غوثیہ ایک بار پڑھا جائے۔

(محمد علیم الدین نقشبندی، مجددی، مفتی، تذکرہ جاناں، خانقاہ سلطانیہ، جہلم)

☆☆☆☆☆

سالگرہ منانے کا سلطانی طرزِ عمل

معاشرہ میں جہاں دیگر طرح طرح کی خرافات نے جڑ پکڑی ہے آسودہ حال لوگوں نے اپنی سالگرہ کو ایک لایعنی جشن کا درجہ دے رکھا ہے۔ چاہیے تو یہ کہ اس دن اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔ اپنی گزشتہ عمر کا محاسبہ کیا جائے اور آئندہ زندگی کیلئے فکر کی جائے لیکن یہ دن غیر شرعی رسوم کا مجموعہ بن چکا ہے۔

حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش ۲۵ دسمبر ہے۔ یہ دن احباب طریقت کیلئے گویا یوم تشکر و مسرت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اصلاح کی غرض سے یہ ہدایت تختہ سیاہ پر لکھ کر اسے نمایاں جگہ رکھنے کا حکم دیا۔

''سنگی دو نفل پڑھ کر بندہ کیلئے حضورِ حق دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سابقہ گناہ معاف کر دے اور آئندہ نیک اعمال کی توفیق دے اور انجام بالخیر ہو''

(تذکرہ جاناں، خانقاہ سلطانیہ، جہلم)

☆☆☆☆☆

اہمیت رابطۂ شیخ، خواجہ صاحب کے ملفوظات کی روشنی میں

۲۴ ستمبر ۱۹۹۳ء

سالک کیلئے دو خطرناک دشمن ہیں، ایک نفس دوسرا شیطان۔ ان دونوں کے مکروفریب سے بچنے کیلئے ایک تو کثرت ذکر بہت مفید ہے دوسرا رابطہ شیخ کیمیا احمر کی حیثیت رکھتا ہے۔ مرشد کی حیثیت ایک سائبان کی طرح ہوتی ہے جو سالک کو ٹھنڈی اور گھنی چھاؤں مہیا کرتا ہے سلف صالحین کا قول ہے۔

سایہ رہبر است از ذکر حق

رہبر کا سایہ حق تعالیٰ کے ذکر سے ہے

مرشد کی مثال ایک مقناطیس کی مانند ہوتی ہے۔ جب کہ مرید کی مثال لوہے کی مانند ہوتی ہے۔ اگر لوہے کو مقناطیس کے ساتھ تھوڑی دیر خاص طریقہ سے رکھا جائے تو اس ٹکڑے میں بھی مقناطیسیت آجاتی ہے اور وہ لوہے کا ٹکڑا دوسرے ٹکڑے کیلئے مقناطیس کا کام کرتا ہے۔ اس طرح مرید جب اپنے مرشد کی صحبت میں رہتا ہے تو اسکے دل میں محبت الٰہی کی مقناطیسیت آجاتی ہے اور نفس اور شیطان سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔

(اکبرداد، پروفیسر، مرتبہ: البلاغ المبین، ج:۱، ص:۲۲۹، جامع مسجد شریف الفردوس، گلہار کوٹلی، آزاد کشمیر، ۲۰۰۷ء)

☆☆☆☆☆

۳۰ ستمبر ۱۹۹۳ء

اہمیت رابطہ شیخ۔۲

سورج جب طلوع ہوتا ہے تو زمین پر لگی ہوئی نجاست کو جلا کر خشک کر دیتا

ہے۔فقہاء کے نزدیک جس زمین پر سورج کی شعاعیں پڑتی ہوں وہاں ظاہری نجاست لگی نظر نہ آئے تو اسے پاک سمجھا جاتا ہے۔اسی طرح سالک کے دل کی زمین پر گناہوں اور شہوات نفسانیہ کی نجاست لگی ہوتی ہے۔مرشد کا دل سورج کی مانند اس پر نور کی شعاعیں ڈالتا ہے اور نجاست کو دھوتا ہے۔

پھل پھول والے پودے سورج سے حرارت لیتے ہیں اور نشوونما پاتے ہیں۔مرید کا دل پھول کی مانند ہوتا ہے۔شیخ کا دل سورج بن کر اسے حرارت پہنچاتا ہے اور مرید کی باطنی نشوونما کا سبب بنتا ہے۔

(البلاغ المبین، ج:۱،ص:۲۳۰)

☆☆☆☆☆

۷۔اکتوبر ۱۹۹۳ء

اہمیت رابطہ شیخ۔۳

جو پودا خودرو ہو وہ دیکھنے میں بدزیب ہوتا ہے ٹیڑھا بھی۔جس پودے کو مالی کے ہاتھ لگ جائیں وہ دیکھنے میں دیدہ زیب ہوتا ہے اور سیدھا بھی۔

اسی طرح مرید اپنے مرشد کی صحبت میں رہنے سے تربیت پاتا ہے اور اس میں بداخلاقی کا ٹیڑھا پن نہیں رہتا۔مرشد کی روک ٹوک مرید کے اندر اخلاق پیدا کر دیتی ہے۔اور مرید بااخلاق بن کر اور باادب بن کر معاشرے کا بھلا انسان بن جاتا ہے۔

اَلدِّینُ کُلُّهٗ اَدَبٌ

(ترجمہ) دین سارا ادب ہی ادب ہے۔

(البلاغ المبین، ج:۱،ص:۲۳۱)

۱۴۔اکتوبر ۱۹۹۳ء

اہمیت رابطہ شیخ۔۴

رنگ بیچنے والے شخص کو رنگ فروش کہا جاتا ہے اور کپڑے پر رنگ چڑھانے والے شخص کو رنگریز کہا جاتا ہے۔کتاب وسنت رنگ ہے۔علماء کرام رنگ فروش ہیں اور مشائخ عظام رنگریز ہیں۔جو سالک ان مشائخ کی خدمت وصحبت میں رہتا ہے وہ اللہ کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔

صِبْغَةَ اللهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللهِ صِبْغَةً

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

(البلاغ المبین، ج:۱،ص:۲۳۲)

☆☆☆☆☆

۲۱۔اکتوبر ۱۹۹۳ء

اہمیت رابطہ شیخ۔۵

مرید اگر غافلین کی صحبت ترک کر کے مرشد کی صحبت اختیار کرے گا وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے عطار سے دوستی کر لی۔اول تو عطر ملے گا ورنہ عطر کی خوشبو ضرور ملے گی۔

جب کہ برے دوست کی صحبت کی مثال لوہار سے دوستی کرنے کی مانند ہے اس صورت میں اول تو آگ ہی ملے گی نہیں تو دھواں اور سیاہی تو ضرور ملے گی۔

جہاں عطر کھنچتا ہو جاؤ وہاں گر......تو آؤ گے اک روز عطر بسا کر
جہاں آگ جلتی ہو جاؤ وہاں گر......تو آؤ گے اک روز کپڑے جلا کر

یہ مانا کہ کپڑے بچاتے رہے تم
مگر آگ کی سینک کھاتے رہے تم

(البلاغ المبین، ج:۱،ص:۲۳۳)

☆☆☆☆☆

۲۸۔اکتوبر ۱۹۹۳ء

اہمیت رابطہ شیخ۔۶

بعض درختوں کا پھل تھوڑا بھی ہوتا ہے، چھوٹا بھی ہوتا ہے اور بے ذائقہ ہوتا ہے ۔لیکن مشاہدے اور تجربے سے یہ ثابت ہے کہ اگر اس درخت کو کسی اور درخت کی قلم سے پیوند کر دیا جائے تو اس درخت کا پھل زیادہ بھی ہو جاتا ہے، بڑا بھی ہو جاتا ہے اور انتہائی خوش ذائقہ بھی ہو جاتا ہے۔

اسی طرح مرید کی مثال بے پھل درخت کی سی ہے۔ جب وہ روحانی طور پر شیخ کے باطن سے پیوند ہو جاتا ہے تو اس پر نیک اعمال کے پھل پھول کثرت سے لگ جاتے ہیں۔

نیکاں دے لڑلگیاں میری جھولی وچ پھل پئے
تے بریاں دے لڑلگیاں میرے اگلے بھی ڈھل پئے

(ایضاً، ج:۱،ص:۲۳۴)

☆☆☆☆☆

۴۔نومبر ۱۹۹۳ء

اہمیت رابطہ شیخ۔۷

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب ۱۲۰ دفتر اول میں ارقام فرماتے ہیں ''فرصت بہت تھوڑی ہے اور اس کو اعلیٰ ترین مقصد میں صرف کرنا ضروری ہے اور وہ ارباب جمعیت کی صحبت ہے کیونکہ صحبت کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔کیا آپ نہیں دیکھتے کہ رسول ﷺ کے اصحاب صحبت کے باعث انبیاء علیہم السلام کے سوا سب غیر صحابہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔اگرچہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ اور عمر مروانی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت عمر بن عبد العزیز) ہی کیوں نہ ہوں۔حالانکہ یہ دونوں حضرات صحبت کے سوا تمام درجات کی انتہا اور تمام کمالات کی آخری حد تک پہنچے ہوئے تھے۔یہی وجہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رحمۃ اللہ علیہ کی خطا صحبت کی برکتوں سے ان دونوں کے ثواب سے بہتر ہے۔

(البلاغ المبین، ج:۱،ص:۲۳۵)

☆☆☆☆☆

۱۱۔نومبر ۱۹۹۳ء

اہمیت رابطہ شیخ۔۸

اور عمرو بن العاص کا سہو، ان دونوں کے سہو و ثواب سے افضل ہے۔کیونکہ ان بزرگوں (صحابہ کرامؓ) کا ایمان رسول اللہ ﷺ کے دیکھنے، فرشتہ کی حاضری اور وحی کے مشاہدہ کرنے اور معجزات کے دیکھنے سے شہودی ہو چکا تھا اور ان کے سوا کسی اور کو ان کے کمالات اور جو تمام کمالات کے اصول ہیں نصیب نہیں ہوئے۔

اگر اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوتا کہ صحبت کی فضیلت میں یہ خاصیت ہے تو

ان کو صحبت سے مانع کوئی چیز نہیں ہوتی اور وہ اس فضیلت پر کسی چیز کو ترجیح نہ دیتے۔

والله يختص برحمته من يشاء والله ذوالفضل العظيم

پس مرید کیلئے مرشد کامل کی صحبت و توجہ سو بیماریوں کا ایک علاج ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں اپنے مرشد کامل کی صحبت نصیب ہوتی ہے اور وہ ان کے فیضان سے وافر حصہ حاصل کرتے ہیں۔

(البلاغ المبین، ج:۱، ص:۲۳۶)

☆☆☆☆☆

۱۸۔ نومبر ۱۹۹۳ء

اہمیت رابطہ شیخ ۔۹

حضرت شیخ سعدی ایک دن حمام میں داخل ہوئے تو نہایت خوشبودار مٹی دیکھی ۔دونوں کے مابین درج ذیل مکالمہ ہوا۔

بدو گفتم تو مشکی یا عنبری .... کہ از بوئی دل آویزے تو مستم

بگفتہ من گل ناچیز بودم .... ولیکن مدتے با گل نشستم

(وگرنہ من ہمہ خاکم کہ ہستم (راقم))

ترجمہ!

اس کو میں نے کہا تو مشک ہے کہ عنبر ہے؟ کہ تیری دلآویز خوشبو سے میں مست ہوں۔ اس نے کہا میں ناچیز مٹی تھی لیکن ایک مدت پھول کے ساتھ رہی۔ ہم نشین کے جمال نے مجھ میں اثر کیا وگرنہ میں تو وہی مٹی ہوں۔

(ایضاً، ج:۱، ص:۲۳۷)

۲۵۔ نومبر ۱۹۹۳ء

اہمیت رابطہ شیخ ۔۱۰

ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ سالک کو نہ صرف شیخ سے رابطہ رکھنا چاہئے بلکہ مرکز سے رابطہ بھی ضروری ہے۔ ہم لوگ اپنے شیخ کی عدم موجودگی میں جب ان کی خانقاہ پر جاتے تھے تو ہمیں در و دیوار سے فیض ملتا تھا۔ گویا مرید کو اپنے مرشد کے ساتھ ایسی باطنی نسبت پیدا کرلینی چاہئے تاکہ اسے مرشد سے بھی محبت ہوجائے۔

اطوف على جدار ديار ليلى .... اقبل ذالجدار و ذالجدار

وما حب الديار شغفن قلبي .... ولكن حب من سكن الديار

ترجمہ: میں لیلیٰ کی گلیوں کا طواف کرتا ہوں۔ کبھی اس دیوار کو بوسہ دیتا ہوں کبھی اس دیوار کو بوسہ دیتا ہوں۔ یہ میرے دل کا شغف در و دیوار کی محبت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس مکین کی وجہ سے ہے جو اس مکان میں رہتا ہے۔

(البلاغ المبین، ج:۱، ص:۲۳۸)

☆☆☆☆☆

۲ دسمبر ۱۹۹۳ء

اہمیت رابطہ شیخ ۔۱۱

چند مثالوں سے یہ بات مزید واضح ہوجائے گی۔ جب چکی چل رہی ہوتی ہے تو گندم کے تمام دانے پس جاتے ہیں سوائے ان چند دانوں کے جو اس کے مرکز کے قریب ہوتے ہیں۔

اس طرح دنیا کی چکی چل رہی ہے ہر آدمی اس کے فتن سے متاثر ہوگا سوائے ان

چندلوگوں کے جواہل اللہ کے مرکز سے منتھی ہوں گے۔بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ جب آفات اور بلیات نازل ہوتی ہیں تو اولیاء اللہ اور ان سے تعلق رکھنے والے ہی ان سے محفوظ ہوتے ہیں۔

(البلاغ المبین،ج:۱،ص:۲۳۹)

☆☆☆☆☆

سلف صالحین کی ارادت مندی

حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی کو اللہ پاک نے اپنی محبوبیت سے نواز رکھا تھا۔اس ذات وحدہ لاشریک نے خواجہ صاحب کیلئے خلق میں قبولیت عامہ رکھی تھی۔آپ ثم یو ضع له القبول کے مصداق تھے۔اپنے، پرائے، دوست، دشمن سبھی آپ کے گن گایا کرتے تھے۔ہرکوئی آپ کی مدحت میں رطب اللسان نظر آتا تھا اور آپ کے اخلاص کا معترف تھا۔

ذیل میں چندا کابرُمت کے تاثرات درج ہیں۔

﴿استاذ الاساتذہ مولانا عطامحمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ﴾

آپ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ خیرآبادیہ کی طرز تدریس میں تمام ہم عصر علمائے کرام سے فائق تھے۔ہزاروں شاگردوں کو اپنے فیض علمی سے بہرہ ورفرمایا۔استاذ الاساتذہ کے لقب کے صحیح معنوں میں مصداق تھے۔چند تصانیف بھی آپ کی علمی یادگار ہیں۔حضرت خواجہ عالم قدس سرہ کے بارے میں چند مواقع پر فرمایا۔۔

☆ آپ رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ سلطانیہ جہلم میں حاضر ہوئے۔حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ آپ کو رخصت فرمانے کیلئے کچھ دور تشریف لے گئے۔الوداعی ملاقات کے وقت آپ نے حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی۔

''میرے شیخ طریقت حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما چکے ہیں۔اب آپ میرا خیال رکھیں''۔

☆ آپ حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کیلئے خانقاہ سلطانیہ جہلم حاضر ہوئے۔واپس بندیال شریف جا کر اپنے طلبہ سے فرمانے لگے میں اب بھی دربار شریف

کالا دیو کی تاثیر اپنے اندر محسوس کرتا ہوں۔ فرمایا یہ نہ سمجھنا کہ وہاں میری خصوصی خدمت اور آؤ بھگت ہوئی ہے۔ میں وہاں لنگر کا عام کھانا دیگر سنگیوں کی طرح کھاتا رہا ہوں۔ یہ تعریف جذبہء ممنونیت کے تحت نہیں کررہا بلکہ حقیقت ہے جو محسوس کررہا ہوں۔

☆ آپ نے حضرت خواجہ عالم قدس سرہ العزیز کی خدمت میں ایک مکتوب میں یوں تحریر فرمایا:

''عمر قال میں گذری ہے۔ اب آخری عمر میں حال کا مزہ چکھ لوں تو ز ہے نصیب۔''

☆ حضرت خواجہ عالم قدس سرہ العزیز نے کچھ تبرکات مولانا محمد فاروق بندیالوی صاحب کے ہاتھ حضرت استاذ الاساتذہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ فرمائے۔

جب حضرت علامہ فاروق بندیالوی صاحب وہاں سے رخصت ہونے لگے تو حضرت استاذ الاساتذہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا:

''حضرتاں دے پیراں نوں ہتھ لا کے میرا سلام عرض کریں۔ تے آکھیں میں بیمار ہاں۔ دعا فرماؤ اگر میرا دنیا وچ رہنا بہتر ہے تے میں ول تھی ویساں۔ مینو یقین اے تساں دعا فرمائی تے میں ول تھیں ویساں۔ اگر نئیں تے میرا ایمان تے خاتمہ تھی ونجے۔ ایہہ وی عرض کریں اس وقت میرے دوست وی تساں ہو، میرے بھائی وی تساں ہو، تے میرے باپ وی تساں ہو''

اس کے بعد انہوں نے مجھے رخصت فرمایا۔ واپسی راستہ میں کافی دیر تک آپ کے یہ الفاظ یاد کرکے میں روتا رہا۔ کیوں کہ اس طرح کے الفاظ میں نے کسی کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے نہ سنے تھے۔

☆ حضرت مولانا خادم حسین صاحب شیخ الحدیث جامعہ رضویہ کی خدمت میں حاضر

ہوئے دوران گفتگو حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا:

''اوہ اپنے زمانے دے بہوں وڈے نیک ہین۔ اوتھے جاہیں تے سلام عرض کرنا''

☆☆☆☆☆

﴿حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ﴾

مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ شہرہ آفاق مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ جمعیت علمائے پاکستان کے برسوں صدر رہے۔ غاصب و جابر حکمرانوں کے خلاف آپ کی تقاریر تیغ بے نیام کی حیثیت رکھتی تھیں۔ ساری عمر نہ ظلم واستبداد کے سامنے جھکے نہ ہی اس سے دبے۔

مولانا محمد عبدالوہاب اچھروی رحمۃ اللہ علیہ، مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ کے لائق فرزند تھے۔ آپ نے تبلیغ اسلام کیلئے یورپ کی فضاؤں کا انتخاب فرمایا۔ اور وہیں دفن ہونا نصیب ہوا۔

مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ ہالینڈ میں زیرتعمیر مسجد کے افتتاح کے بعد ایک ہسپتال میں علاج کیلئے داخل تھے۔ مولانا محمد عمر اچھروی کے صاحب زادے مولانا عبدالوہاب صدیقی ان کی عیادت کیلئے آئے۔ برادرِ طریقت حاجی محمد عبدالمجید صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ دوران گفتگو نورانی میاں فرمانے لگے۔

یہ ہالینڈ والی مسجد ان شاء اللہ تعمیر ہو ہی جائے گی۔ ہمارے پیر صاحب جو آزاد کشمیر میں رہتے ہیں وہاں مسجدیں بنوارہے ہیں۔ دینی کام کررہے ہیں۔ بہت بڑا کام وسیع پیمانے پر ہورہا ہے۔ نہ کوئی اشتہار ہے نہ پمفلٹ، خاموشی سے کام کررہے ہیں۔

یہ سن کر مولانا عبدالوہاب صاحب فرمانے لگے:

آپ نے تو سنا ہے ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہاں تو ''ریا'' کی ''راء'' بھی نہیں پورے علاقے بلکہ ایشیا بھر میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔

☆☆☆☆☆

﴿حضرت پیر محمد کرم شاہ ازہری رحمۃ اللہ علیہ بھیرہ شریف﴾

حضرت پیر کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھیرہ شریف کی چشتی خانقاہ شریف میں سجادہ نشین تھے۔ جامع ازہر کے فاضلین میں سے تھے۔ تدریس اور تحریر کے میدان میں صاحبِ طرز تھے۔ بھیرہ شریف کی شہرہ آفاق دینی وعلمی درس گاہ، تفسیر ضیاء القرآن اور سیرت نبویہ پر ضیاء النبی آپ کی علمی یادگار ہیں۔

☆ حضرت پیر محمد کرم شاہ ازہری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ عالم قدس سرہ العزیز کی تعمیر فرمودہ چند مساجد کو دیکھا تو فرمایا۔

جس آدمی سے خدا نیک کام کرائے تو پتہ چلتا ہے کہ خدا اس پر راضی ہے کیوں کہ اس کے حکم کے بغیر پتہ بھی حرکت نہیں کر سکتا۔ آپ کا یہ طریقہ دیکھ کر پہلے لوگ یاد آجاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ قبا گئے تو مسجد کی بنیاد رکھی۔ مسلمان جہاں جہاں گئے مسجدیں بنواتے رہے۔ خدا ان کو سلامت رکھے اور صحت کاملہ عطا فرمائے!

☆ مفتی محمد اعظم صاحب سے فرمایا:

بھیرہ شریف مدرسہ کی مسجد کیلئے جو پتھر لایا گیا ہے وہ مصلے کے سائز کا ہے۔ آپ کے پیر صاحب کی اس مسکین پر بڑی شفقت اور توجہ ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ ہر پتھر پر ہر نماز کا ثواب مسجد کے ثواب کے برابر آپ کے پیر صاحب کو پہنچے۔ آپ کو معلوم

ہی ہے کہ کسی وقت آپ کے ذریعہ میں نے ان تک خواہش پہنچائی تھی۔ عرصہ گذر گیا۔ مجھے گمان گذرا کہ شاید وہ دیگر مصروفیات کی وجہ سے بھول گئے ہیں۔ مگر انہوں نے اس مسکین کی بڑی حوصلہ افزائی کی۔

☆ حضرت مولانا محمد کریم سلطانی صاحب نے بیان کیا کہ ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ جب پہلی مرتبہ ہمارے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کر کے واپس دار العلوم پہنچے تو گیٹ سے داخل ہوتے ہی فرمایا:

''میں آج ایک شہباز طریقت کی زیارت کر کے آیا ہوں''

دوسرے دن جب ہم آپ سے سبق پڑھنے کیلئے حاضر ہوئے غالباً حسامی کا سبق تھا تو مجھے دیکھ کر ایک لمحہ کیلئے سکوت فرمایا پھر ارشاد فرمایا۔

تمہارے حضرت صاحب اگر اپنے آپ کو ظاہر کر دیں تو دنیا میں ''تھرتھلی'' مچ جائے اس کے بعد ایک شعر پڑھا۔

ہر گہر نے صدف کو توڑ دیا
تو ہی آمادہ ظہور نہیں

(تذکرہ جاناں، ص:۴۱۲)

☆☆☆☆☆

﴿حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی رحمۃ اللہ علیہ﴾

مولانا محمد اشرف سیالوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے تھے۔ آپ ایک دراز عرصہ تک اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر قائم دار العلوم کے شیخ الحدیث رہے۔ تدریس، تصنیف اور تقریر

ہر میدان میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔

جناب علی گوہر صاحب سرگودھا کے رہنے والے ہیں انہوں نے بتایا کہ سرگودھا مسجد میں میری ملاقات مولانا محمد اشرف سیالوی سے ہوئی۔ وہ درس دے رہے تھے۔ فارغ ہونے پر میں نے ان سے پوچھا کہ ہر دور میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہوتے ہیں۔ جو مخلوق خدا کی رہنمائی کرتے ہیں۔ جیسے حضرت پیر صاحب گولڑوی، حضرت سید حیدر شاہ صاحب جلال پوری یا حضرت سیالوی رحمۃ اللہ علیہم۔ اس دور میں آپ کی نگاہ میں کوئی ایسا مرد ہے جو رہنمائی پر مامور ہو؟

تو انہوں نے جواب دیا ''کوٹلی اگھار، (گلہار) شریف چلے جاؤ!''

☆☆☆☆☆

﴿حضرت علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی﴾

حضرت علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی ایک بے مثل محقق عالمِ دین ہیں۔ شرح صحیح مسلم، تبیان القرآن اور نعمۃ الباری شرح بخاری آپ کے علمی شاہ کار ہیں۔

آپ حضرت مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خانقاہ سلطانیہ میں حاضر ہوئے۔ حاضری کے بعد کسی مجلس میں فرمایا۔ میں اگر غزالی زمان مولانا احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید نہ ہوتا تو حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوتا۔

﴿استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ﴾

آپ نے تحریر فرمایا:

بقیہ السلف، زبدۃ الاولیاء حضرت خواجہ محمد صادق دامت برکاتہم العالیہ آستانہ عالیہ جامع مسجد الفردوس گلہار شریف کوٹلی آزاد کشمیر میں تشریف فرما ہیں۔ اگر انہیں موجود دور کے

اولیاء میں گل سر سبد کہا جائے تو مبالغہ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔

حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ کی سب سے بڑی کرامت تو دین متین اور سنت مصطفیٰ کریم ﷺ پر استقامت ہے۔ سالہا سال سے ایام ممنوعہ کے علاوہ ہمیشہ روزے سے رہنا، اکثر اوقات ذکرِ الٰہی میں مصروف رہنا، پنج وقتہ نماز با جماعت ادا کرنا، تہجد، اشراق اور اوبین با قاعدہ ادا کرنا، ختم خواجگان میں ہر روز نماز فجر اور نماز عصر کے بعد شریک ہونا۔ ان کے معمولات میں سے ہے۔ مختصر یہ کہ مشائخ متقدمین کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔

کئی سال سے آپ آنے والے احباب اور مریدین سے ملاقات نہیں فرماتے، ان کا کنٹرول اتنا مضبوط ہے کہ آپ نماز کیلئے آتے ہیں اور خاموشی سے آتے ہیں اسی خاموشی سے واپس اپنے حجرے میں چلے جاتے ہیں۔ کسی کی مجال نہیں کہ آگے بڑھ کر مصافحہ کی کوشش کرے۔ اس تجرد اور خلوت نشینی کے باوجود آنے والے ایک ایک مرید اور زائر کی خیریت بذریعہ خادم معلوم کرتے ہیں۔ اسے ہدایات دیتے ہیں اور اس کے سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔ حد یہ کہ مہمانوں کے کھانے کی ایک ایک پلیٹ آپ کے ملاحظہ سے گذر کر مہمانوں تک پہنچتی ہے۔

ایک محیر العقول کرامت یہ ہے کہ آزاد کشمیر، پاکستان اور دنیا کے مختلف ممالک میں اب تک آپ نے تین سو سے زائد مساجد تعمیر کروائی ہیں۔ ان تمام مساجد میں تعلیم قرآن بندوبست موجود ہے۔ بعض مقامات پر حفظ قرآن مجید ناظرہ اور درس نظامی کی تدریس کا انتظام فرما رکھا ہے جس میں ہزاروں طلباء بیک وقت زیر تعلیم ہیں۔ مزارات شریفہ بنوائے اور دینی ادارے قائم کئے اور لطف کی بات یہ ہے کہ ان مساجد اور مدارس کی

تعمیر کیلئے نہ تو چندہ جمع کرنے کا انتظام ہے اور نہ ہی اپیل ہے۔

علاوہ ازیں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے اور دور دراز کے رہنے والے علماء آپ کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ آپ کے تحائف خسروانہ سے بھی مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ راقم بھی ان نیاز مندوں اور فیض یافتگان میں شامل ہے۔

الحمد لله علی ذلک.

(تقدیم بر''فتاوی مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور، بحوالہ: تذکرہ جاناں، ص:۴۲۶)

☆☆☆☆☆

خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی ازواج واولاد

حضرت خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے دو نکاح فرمائے۔

☆ پہلی حرم حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل مولانا حاجی بقا محمد رحمۃ اللہ علیہ مصنف تحفہ سلطانیہ کی دختر نیک اختر تھیں۔ چونکہ کڑتی ضلع کوٹلی کے رہنے والے تھے۔ یہ رشتہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ میں طے ہو چکا تھا، لیکن نکاح اور رخصتی کی نوبت نہ آئی تھی کہ چند روز شدید بخار کے نتیجہ میں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا، اس لئے نکاح اور رخصتی کی تقریب حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ہوئی۔

☆ حضرت خواجہ عالم نے دوسرا نکاح ۱۹۶۶ء یا اس کے قریبی سال میں کیا۔ یہ حرم محترمہ جناب الف دین صاحب کی صاحبزادی تھیں، جو حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی یک جدی اور میر پور کے صدیقی خاندان کی کریمی شاخ سے تھیں۔ جبکہ خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ معصومی شاخ سے تھے۔

اولادِ امجاد:

زوجہء اولیٰ رحمۃ اللہ علیہا کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار بیٹے اور دو بیٹیاں عطا فرمائیں۔ ان میں سے بڑے بیٹے بچپن میں مختصر زندگی گزار کر فوت ہو گئے اور والدین کیلئے ذُخرِ آخرت بنے۔ دو بیٹیوں اور ایک بیٹے نے لمبی عمر پائی۔ قدرے تعارف یہ ہے۔

☆ یہ بیٹے بلند پایہ عالم دین اور عظیم المرتبت شیخ ہیں، اسمِ گرامی محمد عبد الواحد اور حضرت حاجی پیر صاحب کے عرف سے مشہور ہیں۔

بیٹیوں میں سے بڑی بیٹی کا نکاح چوکی مونگ ضلع کوٹلی کے حاجی محمد مشتاق ولد غلام رسول

رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا، جو اس علاقہ کے مشہور ہاشمی خاندان کے فرد تھے۔ علاقہ کی بہت سی علمی اور اصلاحی ہستیوں کا تعلق اس خاندان سے تھا۔ شعر گوئی کا ملکہ گویا اس خاندان کا نسبی ورثہ ہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے دو صاحبزادوں اور پانچ صاحبزادیوں سے نوازا۔ بڑے صاحبزادے کا نام حسنات احمد صاحب اور چھوٹے کا نام برکات احمد صاحب ہے۔

چھوٹی صاحبزادی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کا عقد قاضی محمد لطیف صاحب بن قاضی محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے صاحبزادہ محمد معصوم صاحب ہوا۔ جو حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے یک جدی اور صدیقی خاندان سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں عطا فرمائیں۔ صاحبزادے کا نام محمد طاہر ہے، اس صاحبزادی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے ۶ رجب ۱۴۳۳ھ بروز بدھ کو انتقال فرمایا اور خانقاہ سلطانیہ جہلم میں اپنی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کے قدموں میں مدفون ہوئیں۔

زوجہ ثانیہ رحمۃ اللہ علیہا سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو صرف ایک صاحبزادہ صاحب عطا فرمائے جن کا اسم گرامی محمد زاہد البکری الصدیقی زید شرفہ ہے۔ اور گلہار شریف کی خانقاہ فتحیہ میں سجادہ نشین ہیں۔

(محمد علیم الدین نقشبندی، مجددی، مفتی، آفتاب مشائخ، خانقاہ سلطانیہ گلشن عظیم، جہلم)

☆☆☆☆☆

حضرت خواجہ مولانا محمد عبدالواحد المعروف حاجی پیر رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت:

حضرت خواجہ مولانا حاجی پیر محمد عبد الواحد رحمۃ اللہ علیہ نے ۹ صفر المظفر ۱۳۷۷ھ / ستمبر ۱۹۵۷ء بدھ کے دن اس عالم رنگ و بو میں اپنی حیات پُر برکات کا اولین سانس لیا۔

ولادت سے قبل حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ، آپ کے خاندان اور مخلص احبابِ طریقت پر ایک ابتلاء کا دور تھا۔ دنیا میں آپ کی آمد نیک فال ثابت ہوئی۔ ابتلاء کا دور ختم ہوا اور سب متعلقین نے سکھ کا سانس لیا۔ گویا آپ کی ولادت کئی مسرتوں اور خوشیوں کا باعث ہوئی۔ ماں باپ کو نورِ نظر اور دل کا چین ملا، خاندان کو اعلیٰ اقدار کا وارث نصیب ہوا۔ سنگیوں اور احبابِ طریقت کو مستقبل کا سہارا اور ان سب کو ابتلاء سے نجات دہندہ میسر آیا۔ **الحمد للہ تعالیٰ و الشکر لہ** آپ کی ولادت خانقاہ سلطانیہ جہلم میں ہوئی۔

تعلیم و تعلم:

جب آپ نے ہوش سنبھالا تو ناظرہ قرآن مجید پڑھا اور پرائمری سکول کالا دیو میں پانچ جماعتوں تک تعلیم حاصل کی پھر قرآن مجید حفظ فرمایا۔

آپ نے تراویح میں پہلی مرتبہ قرآن شریف خانقاہ سلطانیہ جہلم میں سنایا۔ اس کے بعد کئی ایک نئی تعمیر ہونے والی مسجد میں پہلی مرتبہ تراویح میں قرآن مجید سنایا۔

آپ کے اساتذہ کرام میں

☆ ...... حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ آپ کے والد ماجد

☆ ...... جناب مولانا محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ

☆...... جناب مولانا غلام حسین صاحب

اور قاری محمد یوسف صاحب شامل ہیں

درس نظامی پڑھنے کے دوران مندرجہ ذیل اساتذہ کرام سے آپ نے زانوئے تلمذ طے کیا

☆...... مولانا قاری محمد بشیر صاحب مدظلہ العالی محلّہ سلطانیہ جہلم

☆...... مولانا حق نواز صاحب مدظلہ العالی میاں والی

☆...... شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول رضوی شارحِ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے ان اساتذہ سے درسِ نظامی کا پورا انصاب پڑھا۔

خانقاہ شریفہ کے دینی اور روحانی ماحول کی برکت، والدین کریمین اور جدہ معظّمہ حضرت مائی صاحبہ کلاں رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کے باعث آپ بچپن ہی سے نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرنے کے پابند ہوگئے۔

۳ فروری ۱۹۶۷ء/ ۲۲ شوال ۱۳۸۶ھ بروز جمعہ آپ نے والد ماجد اور شیخ طریقت حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق نماز تہجد اور نماز اشراق بھی شروع فرما دیں۔اس وقت آپ کی عمر صرف نو سال اور پانچ ماہ تھی اور قرآن مجید کے حفظ کی ابھی تکمیل نہ ہوئی تھی۔

قبلہ حاجی پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حفظ قرآن مجید کے بعد آپ کیلئے درسِ نظامی کا نصاب پڑھنے کا انتظام ہوا۔اس کا آغاز ۹ ستمبر ۱۹۷۲ء/ ۳۰ رجب المرجب ۱۳۹۲ھ ہفتہ کے روز ہوا۔۱۴،اور ۱۵ مئی ۱۹۸۳ء کی درمیانی شب سوا بارہ بجے (جبکہ ۱۵ مئی کی تاریخ شروع ہو چکی تھی) اتوار کے دن جامعہ رضویہ فیصل آباد میں حضرت مولانا عبد المصطفیٰ ازہری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک

ہاتھوں سے دورہ حدیث شریف کی تکمیل کی اور دستار فضیلت حاصل کرنے کا شرف حاصل کیا۔

ظاہری تعلیم کے حصول کے دوران ہی حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی طریقت کے اسباق بھی جاری تھے۔درس نظامی کی تکمیل سے پہلے ہی آپ نے منازل سلوک طے فرمالیں تھیں۔چنانچہ ۹ ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ / یکم دسمبر ۱۹۷۶ء بدھ کے دن حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنی خلافت اور اجازت ارشاد مرحمت فرمائی۔

حصول علم کے دوران یکم ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ / ۲۷ ستمبر ۱۹۷۳ء جمعرات کے روز خانقاہ سلطانیہ کی جامع مسجد میں امامت کے فرائض آپ کے سپرد ہوئے۔اور ۱۶ اگست ۱۹۸۲/۱۵ شوال ۱۴۰۲ھ کو نماز جمعہ سے پہلے تقریر، خطبہ جمعہ اور امامت کی ذمہ داری آپ نے سنبھالی۔فضائل بسم اللہ شریف پر مختصر اور جامع خطاب فرمایا، جو آٹھ منٹ پر مشتمل تھا جبکہ اس سے اگلے جمعۃ المبارک کے خطاب کا موضوع فضائل درود پاک تھا۔

درس نظامی کی تکمیل کے بعد آپ نے سات سال تدریس فرمائی۔پہلی جماعت کو پانچ سال پڑھانے کے بعد مزید حصول علم کیلئے فیصل آباد بھیجا۔اسی دوران محلّہ کی مستورات کو پڑھانا شروع فرمایا، اور حضرت والدِ گرامی خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر نماز فجر کے بعد درس قرآن مجید کا سلسلہ شروع فرمایا۔جو ایک دو آیات کی تلاوت، ترجمہ اور تفسیر پر مشتمل ہوتا، لیکن یہ سلسلہ دیر تک جاری نہ رہ سکا۔

تدریس کے کام کو آپ نے دیگر علماء کے سپرد فرما کر نئی مساجد اور ان کے ساتھ اداروں کی تعمیر کا بیڑا اٹھایا، جو آپ کا آبائی ورثہ بھی تھا۔

قبلہ حاجی پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بالخصوص بچیوں کیلئے دینی اداروں کے

قیام کی جانب توجہ دی۔ اللہ پاک کی مدد ونصرت سے آپ تقریباً ۳۳ مساجد تعمیر کرا چکے ہیں، اور کئی مساجد زیر تکمیل ہیں۔ بچوں کے حفظ قرآن مجید کے تقریباً ۱۵ مدارس، درس نظامی برائے طلباء کے (۹) ادارے، بچیوں کے حفظ اور دینی تعلیم و تربیت کے (۷) ادارے آپ کی نگرانی میں روبعمل ہیں، جن میں دینی علوم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔

آپ نے فن تجوید اور سبعہ عشرہ قراءات کی تدریس کا اہتمام بھی فرمایا جس سے بہت سے طلبہ مستفید ہوئے اور انہوں نے اس فن میں مہارت حاصل کی۔

آپ نے دینی اور اصلاحی کتب کی اشاعت کی جانب بھی خصوصی توجہ مبذول فرمائی۔ یہ کتب بہترین انداز میں، طبع کروا کر مفت تقسیم کی جاتی ہیں جبکہ کتابت کی صحت کا بڑا اہتمام کیا جاتا ہے۔ دلائل الخیرات شریف، درود مستغاث شریف، سی وسہ آیات کے متعدد ایڈیشنز اور ہر سال عرس مبارک پر پیش کئے جانے والے مقالہ جات کے علاوہ، آپ کی سرپرستی میں چونسٹھ کتب طبع ہو کر تقسیم ہو چکی ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق، کردار اور عند اللہ مرتبہ کے بارے آپ کے والد گرامی اور شیخ طریقت حضرت خواجہ عالم کے ارشادات مبارکہ کے بعد کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں۔ اس لئے دیگر اکابرین کے کلمات تحسین کی بجائے سردست صرف حضرت خواجہ عالم کے چند کلمات مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ ۱۹۷۶ء میں جبکہ حاجی پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک انیس (۱۹) برس کے لگ بھگ تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جب ہم ان کی عبادت دیکھتے تو ہمیں حیاء آتی ہے کہ اس عمر میں یہ اتنی عبادت کرتے ہیں!

۲۔ ۲۱ ستمبر ۲۰۰۲ء کو ارشاد فرمایا: وہ (حاجی پیر رحمۃ اللہ علیہ) خُلقِ رسولی کے مظہر ہیں، ان کو جو کچھ کہا جائے گا، وہ کہیں گے ٹھیک ہے۔

وصال با کمال: حضرت قبلہ حاجی پیر عبدالواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۱ جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ، بروز پیر مغرب وعشا کے درمیان لاکھوں متعلقین ومحبین کو سوگوار چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

قبر کشائی: تقریباً ڈیڑھ سال کے بعد قبلہ حاجی پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جسدِ مبارک خانقاہِ سلطانیہ، جہلم کے ایک حصے سے دوسرے حصے میں منتقل کیا گیا۔ دیکھنے والوں نے دیکھا اور سننے والوں نے سنا کہ حضرت حاجی پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کفن تک بھی میلا نہ ہوا۔ سچ کہا کسی نے کہ

ع محمد ﷺ کے غلاموں کا کفن میلا نہیں ہوتا

حضرت خواجہ محمد عبدالواحد کو اللہ رب العزت نے سات بیٹوں سے نوازا۔ اسماء درج ذیل ہیں۔

☆ حضرت مولانا محمد عبدالسلام صاحب مدظلہ العالی

☆ حضرت مولانا محمد بدرالاسلام صاحب زیدشرفہ

☆ شیخ محمد ضیاءالاسلام صاحب زیداقبالہ

☆ صاجزادہ محمد نورالاسلام صاحب حفظہ اللہ

☆ صاجزادہ محمد وقارالاسلام صاحب حفظہ اللہ

☆ صاجزادہ محمد معین الاسلام صاحب حفظہ اللہ

☆ صاجزادہ محمد شمس الاسلام صاحب حفظہ اللہ (آفتاب مشائخ، ص: ۵۹۲-۵۹۹)

حضرت خواجہ مولانا محمد زاہد صدیقی دامت برکاتہم العالیہ

آپ حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری حرم محترمہ عارفہ حضرت مائی صاحبہ گلہار شریف رحمۃ اللہ علیہا کی اکلوتی اولاد ہیں۔آپ کی ولادت ۲۸ جمادی الاولی ۱۳۹۴ھ/۱۹ جون ۱۹۷۴ء بدھ کے دن ہوئی۔آپ اس وقت خانقاہ شریف کے سجادہ نشین ہیں۔

سجادہ کا معنی و مفہوم:

سجادہ کو طریقت میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔شیخ السجادہ یا صاحب سجادہ کا اطلاق عموماً شیخ طریقت پر کیا جاتا ہے۔صوفیہ کی بیان کردہ روایات کے مطابق حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے لئے جنت کی بھیڑوں کی کھال سے بنا ہوا ایک سجادہ لائے تھے اور سجادہ الخلافۃ اسے کہتے ہیں جو آنے والی نسلیں استعمال کرتی رہیں۔

آج تک یہی سجادہ سلاسل تصوف میں منتقل ہوتا رہا ہے۔سجادہ نشینی یا رسم الشد اسی سجادہ پر انجام دی جاتی ہے۔رسم الشد سے پہلے نقیب سجادہ بچھانے کا فرض منصبی انجام دیتا ہے۔اس کے بعد شیخ آداب سلسلہ کے مطابق اس پر بیٹھ جاتا ہے جو اس امر کا اشارہ ہے کہ اس لپٹے ہوئے سجادہ کی مہر ٹوٹ گئی اور اب یہ صاحب سجادہ کیلئے رسماً قابل استعمال ہوگیا۔وہ امیدوار جس کیلئے یہ رسم انجام دی جاتی ہے بساط الجمع پر کھڑا ہوتا ہے جو غالباً شیخ سجادہ سے ہے کچھ دوری پر ہوتا ہے۔

تصوف میں سجادہ کو محض کپڑے یا کھال کا کوئی ٹکڑا نہیں تصور کیا جاتا، بلکہ صوفیہ کے بہ قول اس کے سر اور پاؤں ہوتے ہیں۔اس کے چار حروف کا تعلق عناصر اربعہ سے بتایا جاتا ہے۔سجادہ کو راہِ نجات مانا جاتا ہے۔

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ:۱۰:۷۴۵-۷۴۶)

تعلیم و تعلم:

حضرت شیخ محمد زاہد صاحب کی عمر تقریباً ساڑھے چار سال ہوئی تو آپ کو باقاعدہ تعلیم کیلئے ایک مستقل اتالیق کی ضرورت تھی۔کیونکہ والدین کریمین بیرون خانہ سنگیوں اور اندرون خانہ مستورات مہمانوں کی کثرت سے آمد کے باعث آپ کی تعلیم و تربیت کیلئے کافی وقت نہ نکال سکتے تھے۔اس ضرورت کے پیش نظر محترم قاری محمد بشیر صاحب کا تبادلہ خانقاہ سلطانیہ جہلم سے خانقاہ فتحیہ گلہار شریف کیا گیا۔

ناظرہ قرآن مجید مکمل ہونے پر بڑی خوشی کا اہتمام کیا گیا،تمام اساتذہ کو اس تقریب میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔آخری سبق محترم استاد لال صاحب نے پڑھایا۔اس سے قبل جب یسر نا القرآن قاعدہ ختم ہوا تو فقہی مسائل کی تعلیم بھی ساتھ شروع کردی گئی۔

حضرت خواجہ عالم خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ پرانے سنگیوں،عمر رسیدہ مستورات،علماء و مشائخ سے فرمائش کرتے کہ دعائیں کرو اللہ تعالیٰ انہیں عالم باعمل بنائے۔اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلائے اور سنگیوں کا خادم بنائے!

قبلہ پیر محمد زاہد صاحب نے فرمایا کہ ابتدائی عمر میں حضرت والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا نے گرمیوں کے موسم میں اوڑھنے کیلئے ایک پتلی سی چادر اپنے ہاتھوں سے تیار کر کے مجھے پہننے کیلئے دی۔نیز فرمایا سنگیوں کو بلند آواز سے السلام علیکم کہا کریں!مہمانوں کیلئے کھانا اٹھواتے وقت بھی ساتھ رکھتیں۔انہوں نے مجھے مسنون دعائیں بھی یاد کرائیں۔

ناظرہ قرآن مجید ختم ہونے پر حفظ کا مرحلہ شروع ہوا۔قاری محمد بشیر صاحب اور

پیر محمد زاہد صاحب کا تبادلہ لال مسجد میں ہوا۔ ۱۹۸۵ء کے وسط میں جناب قاری صاحب کا برطانیہ میں امامت وخطابت کا ویزہ لگا، تو وہ برطانیہ چلے گئے۔ ان کے برطانیہ جانے کے بعد تدریس کے فرائض استاد محترم مولانا محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ نے سرانجام دیے قاری صاحب کی برطانیہ روانگی کے وقت آپ اٹھارواں پارہ حفظ کر رہے تھے۔ استاد مولانا حسن رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حفظ کی تکمیل ہوئی، جس پر بہت بڑی تقریب منعقد ہوئی۔

درس نظامی میں آپ کے اساتذہ قاری فضل حسین رحمۃ اللہ علیہ، مفتی محمد رشید رحمۃ اللہ علیہ، منیر حسین مجددی صاحب اور مولانا حق نواز صاحب تھے۔

قبلہ حافظ محمد زاہد سلطانی صاحب عجم کے علاوہ دیار عرب سے بھی علمی فیوض وبرکات حاصل کر چکے ہیں۔ آپ نے مندرجہ ذیل اساتذہ سے احادیث مبارکہ کی اسناد و اجازات حاصل کیں۔

☆......سید اسامہ صالح المھصار محدث مدینہ منورہ

☆......اور شیخ عبدالہادی خرصہ محدث شام

جبکہ فقہ حنفی کی سند شیخ وھبی سلیمان نحوجی البانی سے حاصل کی۔

حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ آپ کی روحانی تربیت سے کبھی غافل نہ رہے۔ آپ کی روحانی تربیت کا سلسلہ حضرت صاحب نے بچپن ہی سے شروع فرما رکھا تھا۔ حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۵ شعبان ۱۴۱۲ھ/۱۹ فروری ۱۹۹۲ء ۱۹ فروری اور ۲۰ فروری کی درمیانی رات صاحبزادہ صاحب کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت پیر محمد زاہد دامت برکاتہم نے اس سلسلہ میں فرمایا:

نصف شعبان کی رات اجازت مرحمت فرمائی۔ (حجرہ میں) مدہم روشنی

تھی۔ آپ پر عجیب کیفیت طاری تھی۔ آپ نے اس رات میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی اہلیہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا کے مابین ہونے والا مکالمہ بیان فرمایا اور اس روایت کا ذکر فرمایا جس میں مذکور ہے کہ جس شخص نے آئندہ سال کے دوران مرنا ہوتا ہے اس کے نام کا پتہ درخت سے جھڑ جاتا ہے۔

آپ کی طبیعت پر طاری شدہ کیفیت سے اندازہ ہوتا تھا کہ خانقاہ میں کوئی اہم واقعہ رونما ہونے والا ہے۔ میں سمجھا کہ آپ کے ارشاد کا تعلق آپ کی اپنی ذات یا میری ذات سے ہے۔ دراصل اس کا تعلق میری والدہ ماجدہ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے ساتھ تھا۔ کچھ مہینوں کے بعد جب ان کی طبیعت ناساز ہوئی اور میں نے اس بارے عرض کی تو آپ کی طبیعت پر وہی کیفیت طاری ہوگئی اور فرمایا......''اللہ تعالیٰ کی رضا۔''

مجھے ارشاد فرمایا:''آئندہ آپ کھانا الگ کھایا کریں۔''

گویا آپ مستقبل کے حالات کیلئے مجھے تیاری کا حکم دے رہے تھے ۱۹۹۳ء/۲۹ رجب المرجب ۱۴۱۳ھ ہفتہ کے روز دو بج کر ۱۵ منٹ پر حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی روح اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کر گئی۔ جس کی وجہ سے دربار عالیہ کا پورا ماحول شدید صدمے سے دوچار ہوگیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ اس کے پندرہ برس بعد حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا سایہ بھی ۳۱ دسمبر ۲۰۰۸ء بھی سر سے اٹھ گیا۔

حضرت خواجہ پیر محمد زاہد دامت برکاتہم العالیہ خانقاہ فتحیہ گلہار شریف میں اپنے اسلاف کرام کا مشن، مخلوق خدا کی دینی اور روحانی تربیت وراہنمائی کا بابرکت کام سرگرمی اور تندہی سے انجام دے رہے ہیں۔ خواجہ محمد زاہد سلطانی زید مجدہ کی اولاد میں آپ کا ایک صاحبزادہ اور دو صاحبزادیاں ہیں۔ (آفتاب مشائخ)

☆☆☆☆☆

مصادر و مراجع

۱.....القرآن الکریم

۲.....آفتاب مشائخ, علیم الدین ,نقشبندی، مجددی، مفتی، خانقاہ سلطانیہ جہلم

۳.....آب کوثر، محمد اکرم، شیخ، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور

۴.....احیاء العلوم الدین، الغزالی، محمد بن محمد، ابوحامد، امام: بیروت، دار المعرفۃ، س ن

۵.....المستدرک علی الصحیحین، حاکم، محمد بن عبداللہ، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۰ء

۶.....اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۴/۴۱۸

۷.....اردو انسائیکلو پیڈیا ۱۹۸۴، فیروز سنز، لاہور

۸.....اسلامی انسائیکلو پیڈیا، محبوب عالم منشی، لاہور: الفیصل ناشران، ۲۰۰۲ء

۹.....اسلامی ثقافت، نصیر احمد ناصر، ڈاکٹر: لاہور: فیروز سنز، س ن

۱۰.....التصوف الاسلامی فی الا دب والا خلاق، زکی مبارک عبد السلام، ڈاکٹر: مصر: دار الکتاب العربی، ۱۳۷۳ھ

۱۱.....اسلام اور خانقاہی نظام، امان اللہ، ڈاکٹر، لاہور، دارسلام، ۲۰۰۸ء

۱۲.....الاستقامۃ، ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم: تحقیق: محمد رشاد سالم، مدینہ منورہ، جامعہ ابن سعد، ۱۴۵۳ھ

۱۳.....الزہد والرقائق، خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت: بیروت، دار البشائر الاسلامیہ، ۱۴۲۵ھ

۱۴.....المنجد، الیسوعی، لوئس معلوف :مترجم: خان یو سفی، (کراچی :دار الاشاعت)، ۱۹۹۴ء

۱۵.....المورد الوسیط، البعلبکی، دروحی، البعلبکی، منیر: بیروت، دار العلم للملایین، ۱۹۹۶ء

۱۶.....الجنات الثمانیہ، عبد الاحد وحدت، علامہ، ترجمہ: علیم الدین نقشبندی، مفتی، سلطانیہ پبلی کیشنز، جہلم

۱۷.....اخبار الصالحین، معشوق یار جنگ بہادر، نواب، اعظم اسٹیم پریس گورنمنٹ ایجوکیشن پرنٹر

۱۸.....الاصابۃ فی تمییز الصحابہ، ابن حجر، احمد بن علی، العسقلانی: بیروت، دار الجیل، ۱۴۱۲ھ

۱۹.....الطبقات الکبریٰ، ابن سعد، محمد: بیروت، دار صادر، س ن

۲۰.....اخبار الاخیار، عبد الحق، محدث، شیخ: مترجم: محمد عبد الاحد، ممتاز اکیڈمی، لاہور، س ن

۲۱.....ایک ہزار ایک ۱۰۰۱ شخصیات عالم کا انسائیکلو پیڈ یا، عبد الوحید : نگار شات پبلیشرز، لاہور، ۲۰۰۵ء

۲۲.....ابیات، سلطان باہو، مرتب: یوسف مثالی، لاہور، مشتاق بک کارنر، ۲۰۰۲ء

۲۳.....اردو ادب کی مختصر تاریخ، سلیم اختر، ڈاکٹر: سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۷ء

۲۴.....اسرار الاولیاء، عبد العزیز قریشی جامع الفردوس درس شریف گلہار، کوٹلی، آزاد کشمیر، ۱۹۹۴ء

۲۵.....ابن ماجہ، ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی،، کتاب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی الصلوٰۃ فی المساجد الجامع، مکتبہ دار ابن حزم، بیروت لبنان

۲۶.....ابوداؤد، ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، کتاب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی المشی الی الصلوٰۃ والظلام، دار العلم الطیب، بیروت

۲۷.....البلاغ المبین، اکبر داد، پروفیسر، مرتبہ: ج (۱)، ص: ۲۲۹، جامع مسجد شریف

الفردوس، گلہار کوٹلی، آزاد کشمیر، ۲۰۰۷ء

۲۷.....اردو دائرہ معارف اسلامیہ: ۱۰: ۷۴۵-۷۴۶

۲۸.....التفسیر الکبیر، رازی، فخر الدین، الامام، داراحیاء التراث العربی، بیروت

۲۹.....الفردوس بماثور الخطاب، الدیلمی، ابوشجاع، شیرویہ بن شہردار الہمدانی، تحقیق: زغول ،السعید بن بسیونی، دارالکتب العلمیہ، بیروت

۳۰.....المسند، احمد بن حنبل، ابوعبداللہ، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، س ن

۳۱.....بخاری، بخاری، محمد بن اسماعیل: لاہور، مکتبہ رحمانیہ، س ن

۳۲.....بیاض فیض، فیض عالم نقشبندی، حاجی، سلطانیہ پبلی کیشنز، جہلم

۳۳.....پنجاب اور بیرونی حملہ آور، عزیز الدین احمد، پروفیسر، بک ہوم، لاہور، ۲۰۰۷ء

۳۴.....پنجاب تمدنی و معاشرتی جائزہ، انجم رحمانی، ڈاکٹر: الفیصل ناشران، لاہور، ۱۹۹۸ء

۳۵.....ترمذی، ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، ابواب الصلوٰۃ، باب ما جاء فی فضل بنیان المسجد، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور

۳۶.....تاریخ تصوف، یوسف سلیم چشتی، پروفیسر: لاہور: دارالکتاب

۳۷.....تصوف میں خاندان شاہ ولی اللہ کی خدمات اسلوب و منہج کا جائزہ، محمد رمضان ،مخزونہ: جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

۳۸.....تصوف کی حقیقت، پرویز، غلام احمد، چودھری، لاہور: ادارہ طلوع اسلام، ۱۹۸۱ء

۳۹.....تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ابن عباس، عبداللہ، سیدنا: کراچی، قدیمی کتب خانہ

۴۰.....تعارف فقہ و تصوف، شاہ عبدالحق محدث دہلوی، ترجمہ: محمد عبدالحکیم شرف

قادری، الممتاز پبلیکیشنز، لاہور ۱۹۹۹ء

۴۱.....تاریخ تصوف اسلام، محمد مصطفیٰ حلمی، ترجمہ: رئیس احمد جعفری، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلیشرز، لاہور

۴۲.....تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، مخفی خیری، پروفیسر، خواجہ ابوالخیر اکیڈمی، لاہور، ۱۹۸۱ء

۴۳..... تحفہ سلطانیہ، بقاء محمد قریشی نقشبندی، مولانا، جامع الفردوس، اگہار (گلہار)، کوٹلی، ۱۴۱۳ھ

۴۴.....تاریخ الخلفاء، السیوطی، جلال الدین عبدالرحمٰن، امام: مترجم: محمد بشیر، مولانا، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۴ء

۴۵.....تاریخِ لاہور، محمد لطیف، سید: تخلیقات لاہور، ۲۰۰۴ء

۴۶.....تہذیب الکمال، المزی، یوسف بن الزکی عبدالرحمٰن: بیروت، موسسۃ الرسالۃ، ۱۹۸۰ء

۴۷.....تذکرہ خواجگانِ چشت اہل بہشت، مقصود احمد صابری، نوری کتب خانہ، لاہور، ۲۰۰۷ء

۴۸.....تاریخ مشائخ نقشبند، نظامی، خلیق احمد: مشتاق بک کارنر، لاہور، س ن، ص ۱۹۱

۴۹.....تاریخ مشائخ نقشبند، قصوری، محمد صادق: زاویہ پبلیشرز، لاہور، ۲۰۰۳ء

۵۰.....تذکرہ جاناں، محمد علیم الدین، مفتی، خانقاہ سلطانیہ، جہلم

۵۱.....جوامع الکلم، محمد حسینی، سید: مرتب: محمد اکبر حسینی، کراچی، نفیس اکیڈمی، ۱۹۸۵ء

۵۲.....جرنیل صحابہ، نواز رومانی: لاہور، ادبستان، طبع دوم، ۱۹۹۹ء

۵۳.....جامع بیان العلم و فضلہ، ابن عبدالبر، ابوعمر یوسف بن عبداللہ، مالکی، دارالکتب

العلمیہ، بیروت

۵۴.....حقائق التفسیر، السلمی، محمد بن حسین بن موسیٰ، ابو عبد الرحمٰن: بیروت، دار الکتب العلمیۃ

۵۵.....حقیقت تصوف، محمد ذوقی شاہ، سید، لاہور، الکتاب، ۱۹۷۸

۵۶.....حضرات القدس، بدر الدین سرہندی، علامہ، ترجمہ: نقشبندی، محمد اشرف، مکتبہ نعمانیہ، سیالکوٹ، ۱۴۰۱ھ

۵۷.....خواجہ محمد صادق نقشبندی کی دینی و ملی خدمات کا تحقیقی کا جائزہ، قادری، اعجاز احمد، مخزونہ: منہاج یونیورسٹی، لاہور

۵۸..... رسالہ القشیر یہ مع حاشیۃ العروسی، القشیر ی، عبدالکریم ہوازن، ابوالقاسم، دمشق: جامع الدرویشیہ، س ن

۵۹.....روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، الآلوسی، محمود بن عبداللہ، شہاب الدین: بیروت: داراحیاء التراث العربی، س ن

۶۰.....ردالمختار علی الدرالمختار شرح تنویر الابصار، شامی، علامہ، ابن عابدین، مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ پاکستان الطبعۃ الثانیہ

۶۱.....سفینۃ الاولیاء، محمد دارشکوہ، شہزادہ، قادری، مکتبہ عالیہ، جون ۲۰۰۶ء

۶۲.....سو عظیم مسلمان فاتحین، شاہد محمود، مشتاق بک کارنر، لاہور، ۲۰۰۶ء

۶۳.....سیرت رسول عربی، توکلی، نور بخش، علامہ، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور

۶۴.....شان اولیاء، محمد طفیل، پروفیسر، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

۶۵.....صفوۃ التصوف، المقدسی، محمد بن طاہر، تعلیق احمد شرباصی، دار التالیف مصر

۶۶..... ضیاء القرآن، الازہری، محمد کرم شاہ لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۴۰۰ھ، ۵۷۳/۵

۶۷.....ضرب کلیم، محمد اقبال، ڈاکٹر، علامہ: لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، طبع بست وسوم ۱۹۸۶ء

۶۸..... فیروز اللغات، فیروز الدین، الحاج، مولوی: لاہور: فیروز سنز، س ن، تحت مادہ: تصوف

۶۹.....عین العارفین، مقدمہ، نسیم، پروفیسر، ڈاکٹر: مصنف: سلطان باہو

۷۰.....عارفہ کشمیر مائی صاحبہ، منظور الحق صدیقی، پروفیسر، ، پمفلٹ، ۹۔فروری ۱۹۸۵ء

۷۱.....غنیۃ الطالبین، جیلانی عبدالقادر، سید: ترتیب جدید: عبدالمجید صدیقی، لاہور: المیزان، ۲۰۰۴ء

۷۲.....فتح الباری، عسقلانی، حافظ ابن حجر تصحیح و تحقیق: عبد العزیز بن عبداللہ بن باز، ادارات البحوث العلمیہ والافتاء والدعوۃ والارشاد بالمملکۃ العربیۃ السعودیہ

۷۳.....قصیدہ بردہ، بوصیری، شرف الدین، محمد ابن سعد، امام، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور

۷۴.....کشف المحجوب، الہجویری، علی بن عثمان: مترجم: مفتی غلام معین الدین، لاہور، زاویہ پبلشرز، ۲۰۰۳ء

۷۵.....کلیات اقبال، محمد اقبال، ڈاکٹر، علامہ: بانگ درا، مشمولہ: لاہور، اقبال، اکادمی، ۲۰۰۵ء

۷۶.....کرامات مجدد الف ثانی، محمد شریف نقشبندی: ضیاء القران پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۹ء

۷۷......لاہور میں اسلام کے سفیر، نظامی، عابد، خواجہ، ڈاکٹر، الفیصل، ناشران، لاہور، ۲۰۰۰ء

۷۸......مطالعہ تصوف، غلام قادر لون، ڈاکٹر: لاہور، دوست ایسوسی ایٹس، ۲۰۰۰ء

۷۹......مقدمہ ابن خلدون، ابن خلدون، عبدالرحمٰن، علامہ، مصر: مطبع مصطفیٰ محمد

۸۰......مخزن چشت، مہاروی، امام بخش، خواجہ، فیصل آباد، چشتیہ اکیڈمی، ۱۹۸۷ء

۸۱......مدارج السالکین بین منازل ایاک نعبدو ایاک نستعین، ابن القیم، محمد بن ابی بکر الجوزیہ، بیروت، دارالکتاب العربی، ۱۹۷۳ء

۸۲......محفل اولیاء، شاہ مراد، علامہ، سہروردی، تدوین جدید: پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

۸۳......مجلس صوفیہ، دردائی، محمد معین الدین، پروفیسر، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۱۹۸۸ء

۸۴......مکاتیب الفردوس، ج (۱) اکبر داد، پروفیسر، مرتبہ، جامع مسجد شریف الفردوس گلہار، کوٹلی، آزاد کشمیر

۸۵......مکاتیب الفردوس، ج (۲) اکبر داد، پروفیسر، مرتبہ، جامع مسجد شریف الفردوس گلہار، کوٹلی، آزاد کشمیر

۸۶......مکاتیب الفردوس، ج (۳) اکبر داد، پروفیسر، مرتبہ، جامع مسجد شریف الفردوس گلہار، کوٹلی، آزاد کشمیر

۸۷......مسلم، مسلم بن حجاج قشیری، کتاب الصلوٰۃ، باب المشی الی الصلوٰۃ تمحی بہ الخطایا وترفع بہ الدرجات، مکتبہ دار ابن کثیر، دمشق

۸۸......نقد ملفوظات، فارقی، نثار احمد، پروفیسر، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۸۹

۸۹......نسائی الکبریٰ، نسائی، احمد بن شعیب، کتاب المساجد، باب الفضل فی بناء

المسجد، مکتبہ الرشید، ریاض

۹۰......وفاء الوفاء، نورالدین علی بن احمد المصری، م۹۱۱ھ، مکتبہ السعادۃ، مصر، ۱۹۵۵ء

91.Encyclopedia of America,USA,1982,Vol:52,(P:849

92. Encyclopedia of Britannica,Vol:21,1929,London

93.E..G. Brown,A Literary History of Persia. (London),1929,Vol:1,P:297)

94.J.S. Trimingham, The Sufi Orders In Islam, Oxford University Press,1973,P:1

95.K.S Lal:(Early Muslim in India, Lahore :Iqbal Publications, 1978,Page:124.125

96.Seeker of Sacret knowledge.wordpress.com

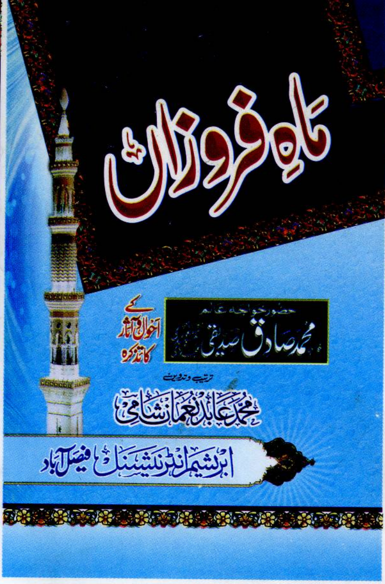
97.ur.wikipedia.org/wiki/مسجد

98.wikipedia.org

☆☆☆☆☆

فہرست مضامین

☆☆☆☆☆



مُصنّف کی دیگر اہم تصانیف

ابرِیشم تذکرہ قبلہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

الدروسُ النحویہ مع اہم کلمات العربیہ

الرسالۃُ النافعۃ والحجۃ القاطعہ فی التوحید

دینیات

باغِ اِرم

ابرِشیم انٹرنیشنل

43 بی ، گلبرگ ، فیصل آباد

0092 41 2635509, 0044 795 798 3775